

اللَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُوَكَوْنُونَ وَلَمْ يَجِدْ

بِحَرَقِ الْأَصْفَهَنِ

تَعْلِيَفُ الْمُلِيفِ

مشی خدا بخش شاہق وارثی

اردو ترجمانی

راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، حَمْدُهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، هُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَعْلَمُ، هُوَ الْمَوْلَى، هُوَ أَحَدٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

كتفه الاصلب

تصنيف اطيف

مشی خدا بخش شائق وارثی

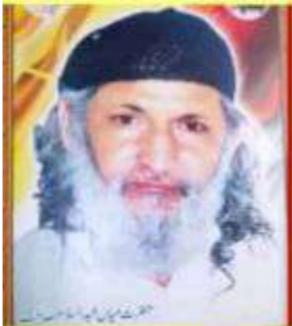
اردو ترجمانی

راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی

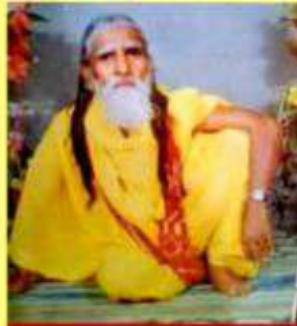


پی ای ایمیڈیا

مکتبہ دارالقرآن عربی، جمیل (پاکستان)



پاوارٹ حق وارٹ



حضرت سید

عبدالسلام

صرف میلیں بالکا بروک

رحمۃ اللہ علیہ

فیضان نظر

حضرت خواجہ

سید سبیر علی شاہ

رئی چشتی اجمیری

رحمة الله عليه

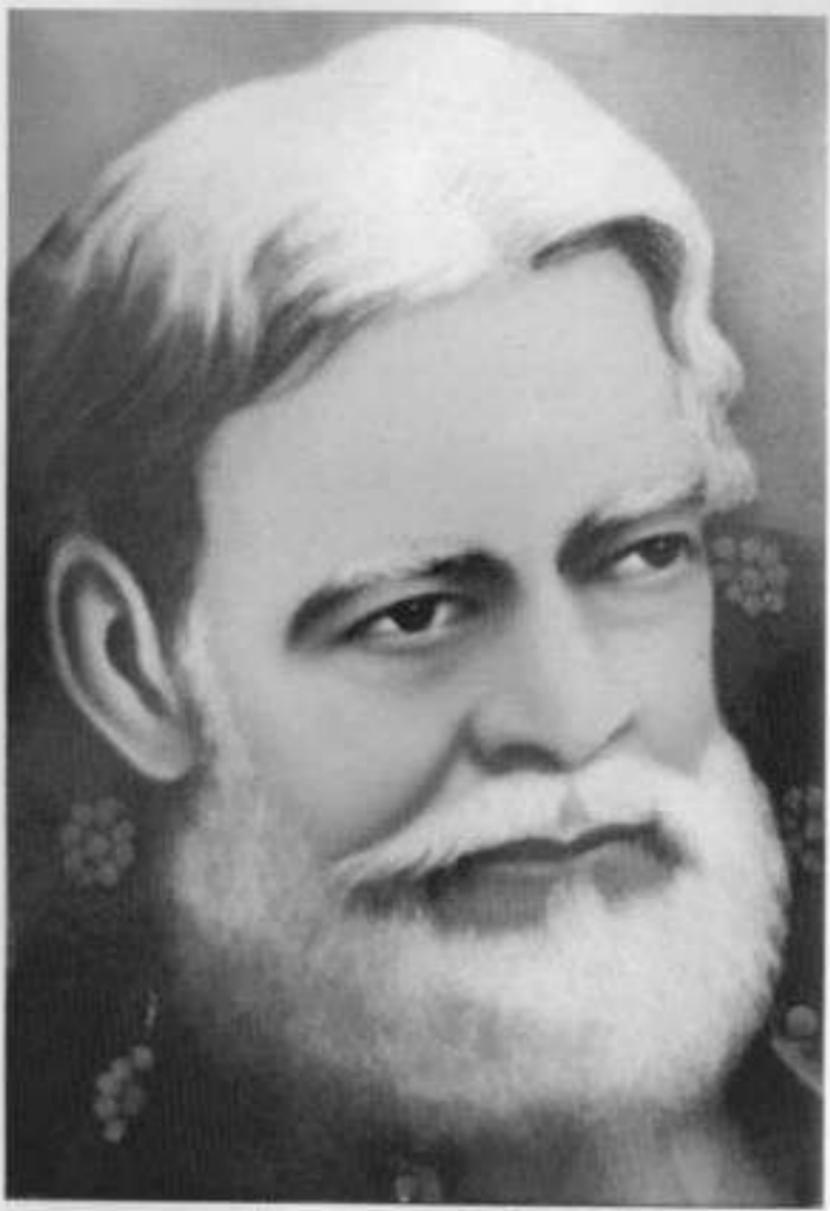
عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ

عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ کی ایک بہترین کاؤنٹ
وارثی کتب اب پی ڈی ایف میں آپ سب وارثیوں کے لیے
منجانب : رمیز احمد وارثی
جو لوگ سلسلہ کی کتب جو پی ڈی ایف والی پڑھنا چاہتے ہیں
تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

923101157013

فہرست

۱	سرورق
۲	عکس اصل سرورق
۳	استدعا
۴	شرف اتساب
۵	اخطبار تشكیر
۶	قطعہ سالی اشاعت
۷	حرف آغاز
۸	ترجمہ "تجنۃ الاصفیا"
۹	کلام سرکار وارث عالم نواز
۱۰	سلسلہ وارثیہ کے بنیادی مآخذ
۱۱	خصوصی گزارش



امام الفقراء وارث ارث علی سید حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز



لسان طریقت بیدم شاه وارثی



حضرت حاجی اوگست شاه وارثی



شہید محبت فقیر حیرت شاه وارثی



پنجابی حافظ فقیر حاجی اکمل شاه وارثی



حضرت الحاج فقیر عزت شاہ واریق



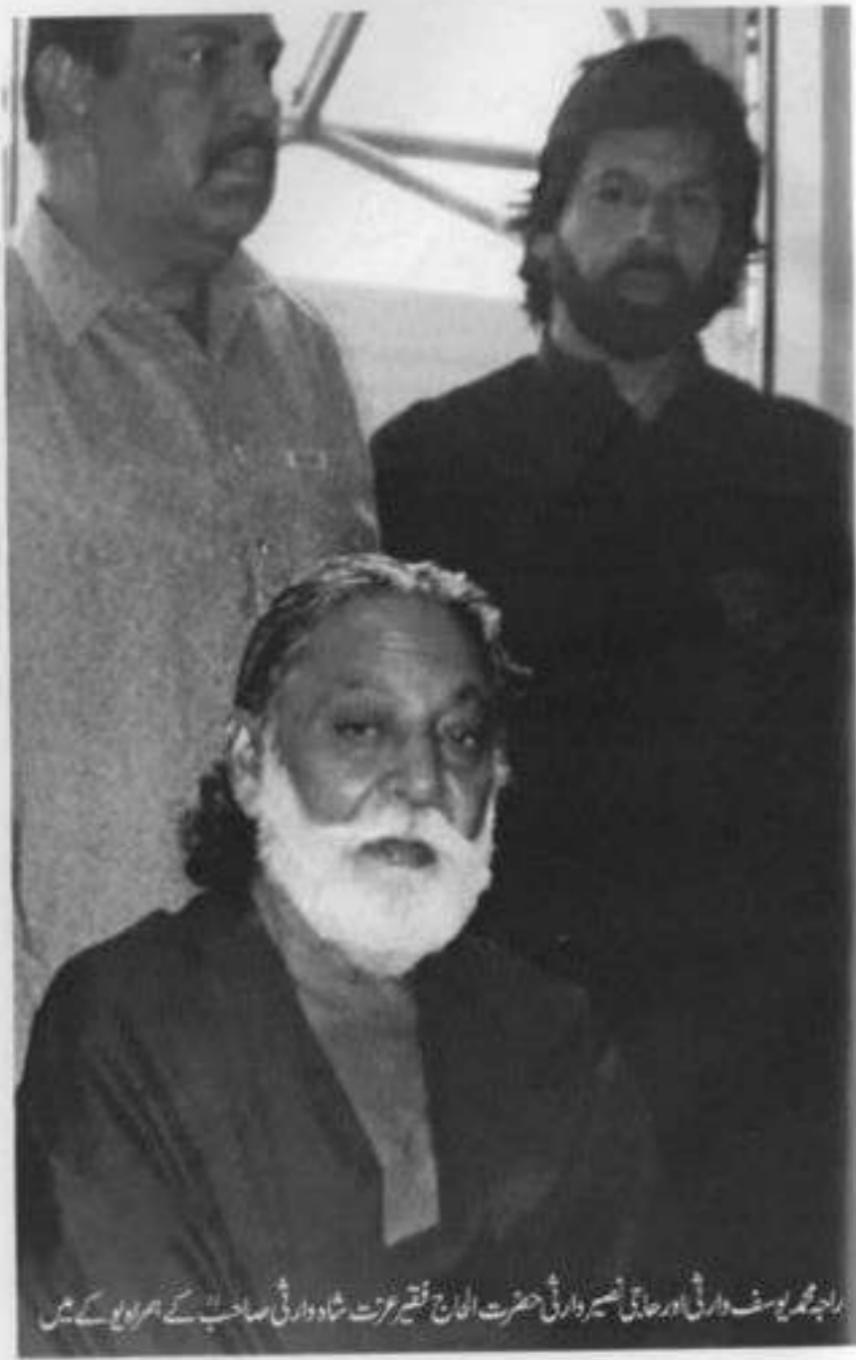
الحاج فقیر سید عزبر علی شاہ واریق اجمیری



راشد عزز واریق المعروف فقیر مراد شاہ واریق



فقیر خیم صابر شاہ واریق



راجہ محمد سف داری و حائل پسے وادیٰ حضرت الحان فتح روز شاد وارثی صاحب کے ہمراوں کے میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اطہارِ شکر

میں تھے دل سے اپنے ہر اعزیز

صاحب حال صاحب نظر صاحب دل مشفق و مہربان

استاد المکرم مولانا عبدالسلام چشتی حیدری صاحب

پاکستانی مکور و ممنون ہوں کہ جنہوں نے جیش قائم علمی و ادبی، وینی و روحانی معاملات میں
میری بھروسہ پورہ بہمنی فرمائی۔ اور ہر حال میں اپنا قیمتی وقت مجھے مرحمت فرمایا۔ میں دل
کی گہرائیوں سے جتاب کی روحانی و جسمانی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے
اللہ کریم سے دعا گو ہوں۔ آمين ثم آمين یارب العالمین بحرمت سید المرسلین۔

خاکِ درجیب

راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی

قطعہ سال اشاعت

”مرحبا مرجع انوار تحفۃ الاصفیاء“

ء ۲۰۲۰

تجزیہ الاصفیاء پر ضیاء
اس سے آئے گی ایمان و دیں پر جلا
حاجی وارث علی کا ہے یہ تذکرہ
تحنیہ جو عالی نب سید ذی علی
آن کا سینہ خرزید تھا عرفان کا
آن سے پائی ہزاروں نے راو ہدیٰ
عده تایف ہے یہ خدا بخش کی
مہرباں جن پر تھی ذات رب اعلیٰ

لائق داو میں راشد وارثی

منتقل اس کو اردو زبان میں کیا
علم و حکمت کا ہے اک یا گنج گران
روشنی ان سے۔ پائیں گے شاہ و گدا
ان کا اردو ادب پر ہے احسان یا
ترجمہ بنا بیوا مرجا حق ادا
یہ سلامت رہیں دہر میں دیر تک
چشمہ جاری رہے ان کے فیض کا
اس کا سال رسا کہہ دو فیض الامین
”نور آسا رہے تجھنے الاصنیاء“

۱۹۷۲ء

از قلم

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی

مونیاں شریف ضلع گجرات

- (حرف آغاز) -

- (از قلم: راشد عزیز وارثی المعرف فتحیر مراد شاہ وارثی) -

سمیٰ چشم، جهد مسلل اور جتوئے کامل انسان کو کبھی منزل متصود پہنچا ہی دیتی ہے۔ بچپن سے یہ مرشدِ کریم سرکار حضور عالم پناہ سیدنا حافظ حاجی وارث شاہ قدس سرہ العزیز سے عقیدت و محبت کا تعلق قائم ہو گیا۔ جس میں والد گرامی حکیم قاضی زاہد سین وارثی المعرف فتحیر متصود شاہ وارثی جسی ریک شخصیت کی تعلیم و تربیت، حضرت الحان فتحیر عزت شاہ وارثی، حضرت فتحیر سید عزبر علی شاہ وارثی اجیسری اور حکیم فتحیر صابر شاہ وارثی مدغدعاً العالی کی مخالف و مخالف اور زیکر کرم، پنجابی حاجۃ قبلہ اکمل شاہ وارثی کی خاتمة، القدس آستانہ عالیہ وارثیہ تپھر شریف کی حاضریوں اور سلسلہ وارثیہ کے بنیادی مآخذ کے مطابع نے وہ بدن اضافہ کیا۔

ان تمام بزرگوں کی نسبتوں اور سلسلہ وارثیہ کی قدیم مستند کتب میں اکثر ایک کتاب "تحفة الاصفیاء" کے حوالے ملتے تھے۔ جو کہ مشی خدا بخش شائن وارثی دریا آبادی کی تصنیف تھی۔ اور یہ سرکار حضور وارث عالم نواز کی پہلی سوانح حیات ہونے کا اعزاز اور آپ کی بارگاہ؛ القدس میں پیش ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ کتاب سرکار وارث پاک تکمیلی ظاہری زندگی میں ہی زیور طباعت سے آ راست ہو گئی تھی۔

پونک تحقیق کا ذوق رکھنے والے احبابِ بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی موضوع پہلی کاوش انتہائی زیادہ اہمیت کی حامل ہوا کرتی ہے۔ اور بعد کی تمام تحقیقات کے

لئے بیوادی مانند کی دشیت رکھتی ہے۔ پھر وہ سوانح حیات کے جو، جس شخصیت پر کامی گئی ہے، اس کی زندگی ہن میں شائع ہو جائے، بلکہ اس ہستی کی نظر تصدیق سے بھی لگزد پچھی ہو اس کی اہمیت و افادیت دوچند ہو جاتی ہے۔ ”تجنّد الاسمي“ ان تمام صفات سے متصف ہے۔ سرکار حضور عالم پناہ پر اب تک جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب کی بنیاد اسی عظیم اولیس کتاب پر ہے۔ اسی چیز کے پیش نظر میں نے اس کتاب کی تماش اور اس کے ترجمہ کی کاوش کا فیصلہ کیا۔

میں نے بندوستان، پاکستان اور انگلینڈ میں بے شمار لوگوں سے رابطے کے اوپر مختلف سب خانے چھان مارے لیکن یہ کتاب کہیں سے دستیاب نہ ہوئی۔ میں نے بہت نہ باری اور تماش جاری رکھی۔ اسی اثناء میں میرے ایک انجامی عزیز اور مہربان دوست کتاب صاحبزادہ حسن نواز شاہ نے خبر دی کہ آپ کی مطلوبہ کتاب خدا بخش لاہوری ہی پڑھ، بہار میں موجود ہے۔ پھر اسی سال انہیں نے کمال شفقت و میریانی فرماتے ہوئے مجھے اس کی پی ڈی ایف فائل ملکوں کے دی۔ اس عنایت و نوازش پر حسن بھائی کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں وہ کم ہے۔ میں ڈل سے ان کے علم و عمل میں برکت اور فلاح دار ہیں کے لئے دعا گھوون۔

خدا بخش شاہ کی تعلق دریا آباد (بارہ بخشی، یونی) کے مردم خیز خلطے سے تھا۔ آپ کے والد گرامی منتہی نبی بخش عاصی دریا آبادی بھی اعلیٰ علمی و ادبی اور دینی و روحانی ذائق کی حامل شخصیت اور ایک قادر اکاوم شاعر تھے۔ تماش بسیار کے بعد خدا بخش شاہن صاحب کی درج ذیل کتب کی خبر ملی ہے:-

- طبع اول: مطبع قصیری عظیم آباد پٹن، بہار، ریخان شاہی ۱۳۰۶ھ بر طابق دسمبر ۱۸۸۸ء۔
- طبع دوسری: اندرین کرماںکل پر لس، باگی پور، باگی پور، ریخان شاہی ۱۳۰۸ھ بر طابق دسمبر ۱۸۹۰ء۔
- ۲۔ مخطوطات حاجی وارث علی شاہ: خطی ۱۸۷۷ء۔
- ۳۔ دیوان شاہی، گلشن فیض، فارسی: محرر ۱۲۹۰ھ، مطبوعہ حرم المرام ۱۳۰۵ھ۔
- ۴۔ مشنوی شاہی، فارسی: مطبوعہ: مطبع نامی مشی نول شور، ۱۲۹۲ھ۔

ان اسناد میں سے "تجنۃ الاصلیٰ" کا اردو ترجمہ طریقت کے شاکنین کی نظر ہے۔ کسی دوسری زبان سے اپنی ماوری زبان میں ترجمہ کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ چونکہ صاحب تصنیف اپنے مشاہدات اور واردات قسمی قامبند کرتا ہے۔ لہذا اس کے تخلیل اور بالطفی کی خیالات کو صحیح اور کامل طور پر سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ اسی وجہ سے بے شمار تراجم و ادبی لطف نہیں دیتے جو اصل کتاب اپنے اندر رکھتی ہے۔ پھر اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ ادبی معیں کو برقرار اور سمجھنے کے ساتھ ساتھ اصل مقصد و معاونت کے مطابق تلفک کا اباۓ بھی ہے۔ راقم جو کچھ قارئین تک پہنچانا چاہتا ہے اگر وہ نہ پہنچ سکے تو ایسے ترجمہ و تشریح کا کوئی فائدہ نہیں۔

میں نے کوشش کی ہے کہ اس نادر اور مستند ترین کتاب کو بہتر اور احسن روپ میں قارئین تک پہنچاؤں۔ اس مقصد کے لئے میں نے افغانی اور پاکی اور ودونوں قسم کے تراجم کا سہارا لیا ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ اصل متن کے زیادہ سے زیادہ قریب رہتے ہوئے مطبوب، ہیان کیا جائے تاکہ ترجمہ کا حسن بھی برقرار رہے اور متن کے مفہوم میں بھی کوئی کمی نہیں۔

جب میں نے "تجنۃ الاصلیٰ" کتاب کا نام سنات تو ڈھن میں سبی تھا کہ اس

کتاب میں مختلف صوفیائے کرام اولیائے عظام کے احوال ہوں گے۔ لیکن جب کتاب ساخت آئی، پڑھی تو پڑھ چاکر مصنف نے بیان اصنیا سے مراد صفات لی ہیں۔ اصنیا، کا واحد صفائی ہے، جو عربی زبان و ادب میں خالص اور صاف کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ گویا "تجنیۃ الاصنیا" سے مراد اپنے مرشد کریم حاجی وارث طی شاہ قدس سرہ العزیزؑ کی صاف ستری، خالص اور پاکیزہ صفات کا تجذب ہے۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے آخر میں مصنف نے سرکار حضور عالم پناہ کی کہی ہوئی پندہ ایک ملحوظات کو بھی پیش کیا ہے۔ یہ ایک ایسی ملحوظہ خصوصیت ہے کہ جو کسی اور کتاب میں موجود نہیں ہے۔ اکثریت کو اس کا علم نہیں لیکن پورا گ فقراء کے اقوال کی سداقت اس کتاب نے ثابت کر دی کہ سرکار وارث طی شاہ پاکؑ نے عالم جوانی میں حمد و نعمت اور مناقب بھی انکلم فرمائیں۔

بیان تک اس کتاب کے فنی حاصل اور اس کے مصنف کی مختلف علوم و فتوح اور اصناف پر دسترس کا تعلق ہے تو اس کا انکلبار آپ اس کتاب میں جا بجا پائیں گے۔ قرآن و حدیث کے حوالے، جلیل التقدیر صوفیائے محدثین کے ملحوظات، تاریخ نویسی کا اہتمام، قدیم استاد شعرا، کے کام سے مزین عبارتیں، نظم و نثر کا حسین اہم تراظ، خوبصورت تشبیبات، واستعارات، ملاست دروائی، اچھوئی اور رُنگی اصناف کا استعمال اس کتاب کی خوبی اور اس کے لائق مصنف کے علمی و ادبي اور روحاںی مقام و مرتبہ اور ذوق و شوق کا منہ بولتا ہوتا ہے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر یہ تصنیف ادیف مصنف کی اپنے مرشد کریم سرکار وارث عالم نواز سے بے پناہ عقیدت و محبت کا ملکہ ہے۔ اور وہ اصل بھی وہ بنیادی صفت ہے کہ جس نے اس تصنیف کو ایک ایسا

خوبصورت اور خوشنا با غ بنا دیا کہ ہر آنے والے نے اس سے خوش چشمی کی۔ اور فیضیاب ہوا۔

حروف آغاز کے آخر میں، میں اپنے احباب جناب صاحبجزادہ حسن نواز سہروردی، جناب قاضی فاروق حیدر ابن قاضی مافتاخ نڈھسین شاد فاروقی، راجہ محمد یوسف وارثی، حاجی محمد نصیر وارثی، حسیب احمد محبوبی، برادرم فیض احمد طوی وارثی، ڈاکٹر راشد علی اویسی، ایاز شبیاڑ پرائز اور اپنے انتباہی مہربان، شفیق اور محترم استاد مکرم جناب مولانا عبدالسلام چشتی حیدری مظلہ العالی اور جناب صاحبجزادہ ہجر فیض الامین فاروقی چشتی سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل سے ملکوہ و ممنون ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی دستیابی سے لے کر ترجمہ، ترتیب و تزئین اور اشاعت تک بھر پاہ معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اس کا رخیر میں تعاون پر جزاً احسن سے نوازے۔

یہاں میں خصوصیت کے ساتھ صاحبجزادہ ہجر فیض الامین فاروقی چشتی سیالوی صاحب کا ذکر خیج کرنا چاہوں گا۔ میراں سے تعارف مشفت و مہربان بزرگ دوست حاجی مریع احمد چشتی سیالوی صاحب مرزاوم و متفقر کے ذریعہ تقریباً میں سال پہلے ہوا۔ جب سے اب تک مسلسل آپ کی شفقتوں اور محبتوں سے مستنید و مستفیض ہو رہے تھے۔ موصوف ایک عالم ہا عمل، عامل بے ریا، صوفی با صفا اور شاعر بے بدل تھے۔ حمد، نعمت اور مناقب گوئی کے علاوہ انہیں اللہ کریم نے سب سے زیادہ جس میدان میں ملک عطا فرمایا تھا وہ فن تاریخ گوئی تھا۔ جسے انہوں نے ہام عروج تک پہنچایا۔ اکثر اوقات میں نے انہیں کسی شخصیت کے بارے میں فتنہ چندالقاڑا اور تو ارنخ پہنچایا۔

سے آگاہ کیا لیکن انہوں نے جو قطعہ تاریخ لکھ کے دیا وہ اُس شخصیت کے اس قدر مطابق ہوتا کہ کوئی آپ نے اس شخصیت کوں کے یاد کیجے بھال کے یہ نظم کیا ہے۔ یہ امر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یقیناً آپ روحانی، باطنی نظام سے مسلک ایک ایسی صاحبِ نظر ہستی تھے کہ جن کی نگاہوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی تھی۔ آپ بے پناہ خصوصیات کے حامل انسان تھے۔ حلم و ہرودباری، شفقت و محبت، علم و عرفان، زبدہ درش، غنوہ و رنگو، صاف گوئی اور طبیعت و مزان کی رزمی تجسسی صفات غالباً نے موصوف کو ایک عام شخص سے ایک عظیم شخصیت ہوا دیا۔ آپ جب بھی ملت انتہائی محبت سے گلے لگاتے، شفقت فرماتے، عزت دیتے۔ واللہ وہ مسلم صالحین کی ایک یادگار اور ہلکی پھر تی تصویر تھے۔ جو ۲۱ دسمبر ۲۰۱۹ء کو ہم سے چدایا گئے۔

میں نے جب بھی انہیں کسی شخصیت، کتاب یا ممتاز کے حوالے سے قطعاً لکھنے کی درخواست کی تو انہوں نے فی الفور مخفی ایک دو دن کے اندر اندر انتہائی خوبصورت قطعہ لکھ کے بھیج دیا۔ اس کتاب "تحفہ الاصفیا" کا قطعہ تاریخ اشاعت ان کی آخری یادگار ہے۔ میں نے حضرت کے وصال سے ایک ہفت قبل احتیاختا کتاب کے پر لیں میں سمجھنے سے پہلے ہی آپ سے گزارش کی کہ اس کا قطعہ لکھ کے بھیجیں تو انہوں نے اگلے ہی روز ایک انتہائی خوبصورت قطعہ لکھ کے بھیج دیا۔ جو اس کتاب میں نذر قرار نہیں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ غور الرحیم موصوف پر بے بہارتوں کا نزول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اپنے حبیب پاک ﷺ کے قرب سے نوازے۔ آمين ثم آمين یارب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ۔

- ﴿ ترجمہ تصویف "تحفۃ الاصفیا" ﴾ -

حمد باری تعالیٰ جل شانہ

۱۔ حمد اس شہنشاہ کوں و مکاں کے لائق ہے جو پادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ یہ زبان کی تکوار کی آب و تاب کو بنیتی ہے۔

۲۔ جو کچھ ہوا اور مٹی اور نور و نار موجود ہیں۔ اس ذات باری تعالیٰ کا حسن ہر جگہ اور ہر شے میں دکھائی دیتا ہے۔

۳۔ ہر جگہ اسی کے بمال کا شہر ہے۔ کائنات کے ہر قدر نے اسی سے حصہ پالا ہے اور اسی سے فیضیاب ہوا ہے۔

۴۔ مدارے بزرگ و برتری کے انوار سے پھر ایک قبیلی موتی بن گیا ہے۔ اس کے اسرار سے قطرہ اعلیٰ موتی بن گیا۔

۵۔ آدمی کی کیا طاقت ہے، کیا حشیثت ہے کہ اس کے مقابلے میں محمد الہی کے معاملہ میں آسمان بھی پریشان ہے اور ستارے کی آنکھ بھی حیران ہے۔ یعنی سب اس معاملہ میں بے بس ہیں۔ اور اس کی حمد و شناہ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

۶۔ گیفت اور گیت سے اللہ عز و جل کی ذات باہر کات کمکل طور پر پاک ہے۔ نیز اللہ خوشنی اور غنی سے بھی پاک ہے۔

۷۔ اللہ بزرگ و برتر کے اوصاف کا محل و مقام بہت بلند ہے۔ تو وہاں ہمارے وہم و خیال کا پرندہ کیسے پر مار سکتا ہے۔ اس کی پرواز کیا ہوگی۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے حسن و بمال کے اوصاف کے شاہد لوگوں کی ہاتون کی طرف

تو بچیں دیتے۔ کیونکہ انہیں لوگوں کی تعریف کی حاجت و ضرورت نہیں ہوتی۔

نعت و سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۔ نعت اور تعریف فتنہ شہنشاہ دو جہاں ﷺ کے لئے جائز اور رواہ ہے۔ آپ کا جلوہ افرزو ہونا مظہر نور خدا ہے۔

۲۔ نور قدر یعنی آپ کی تخلیق میں پوشیدہ ہے۔ جو ہر حقیقی اور وجود از لی آپ کی ذات سے ظاہر ہے۔

۳۔ واقعیس و الحجی کا معنی آپ کی صورت مقدسہ ہے۔ اور بدر الدینی کی معنوی صورت اطہر آپ ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ایک سورۃ کے قائم مقام ہے اور آپ اس سورۃ کی ایک آیت (ثانی) ہیں۔ آپ کی ذات با برکات مظہر شان صدیت ہے۔

۵۔ کوئی نک کے پیدا ہونے کا سبب آپ کا وجود پاک ہے۔ تمام تربلندی و پھنسی آپ ہی کے طفیل ہے۔

۶۔ اس شہنشاہ دو عالم ﷺ پر بہیش درود و سلام ہو۔ آپ کی تمام آن اور جملہ احسان پر بھی بہیش سلام ہو۔

در منقبت آل اطہار

۱۔ آپ کی آن اطہار سورج اور چاند سے بڑھ کر چکنے والی ہے۔ آپ کی آل میں سے ہر ایک فرد دین کا بادشاہ ہے اور منفرد شان رکھتا ہے۔

۲۔ حضور مجی اکرم ﷺ دریا کی مثل ہیں اور آپ کی آن اطہار اس دریا سے نکلنے

والی ندی کی مانند ہیں۔ (اگر کوئی دلیل ہے تمہارے پاس تو بیان کر کے) بھلاندی دریا سے کیسے جدا ہو سکتی ہے؟

۳۔ اگر نبی رحمت ~~بیان~~ عزت و تحریم کا بادل ہیں تو آپ کی بے ریا آل پاک اس بادل سے برستے والی رحمت کا پانی ہیں۔

۴۔ اگر نبی پاک ~~بیان~~ کی ذات انور و شفی و دینے والا سورج ہے تو آپ کی آل پاک اس سورج سے نکلنے والی گرنوں کی مانند ہیں۔

۵۔ اگر نبی کرم ~~بیان~~ کی ذات اقدس وین کا درخت ہیں تو یقیناً اس درخت کی شاخیں آپ کی آل کرم ہیں۔

در منقبت اصحاب کبار

۱۔ دین کے ارکان آپ کے چار یار ہیں۔ وہ مہرو مجت سے پُر ہیں اور کمرہ فریب سے خالی ہیں۔

۲۔ ان میں سے ہر ایک دین کے اسرار کا خزانہ ہے۔ دین کی مشکلات کو ان میں سے ہر ایک آسان کرنے والا ہے۔

۳۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دین کا محل ہنانے میں صرف کی۔ اور اس دین کو مشبوط کرنے کے لئے انہوں نے اپنے مردھر کی بازی لگادی۔

۴۔ ان میں سے ایک صداقت کے تاج سے مر فراز ہوئے۔ ایک (دوسرے) عدل کے میدان میں سر بلند ہوئے۔ دین آپ کے دو میں عدل کی بلندی پہنچا۔

۵۔ ان میں سے ایک (تیسرے) نے حلم اور حیا کا مقام ارفع پایا۔ اور ایک

- (چھتے) نے بزرگ شمیر و خیبر اہل اسلام کے لئے تکووا۔
- ۶۔ کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو دوسرا سے پر فضیلت کیسے دے سکتا ہے۔
- ۷۔ جب کہ ان میں سے ہر ایک ان اوصاف کا جامع ہے۔
- ۸۔ آپ کے چاروں یار حرم کی دیواریں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کعبہ کی طرح عزت و آبرد و والا ہے۔
- ۹۔ ہماری مراد ابو بکر و عمر اور عثمان و علی ہیں۔ جو اہل صدق، صاحب عدل، حامل شریم و حیا اور منبع ولایت ہیں۔

عرض کیفیت مؤلف

بے تحیر میمنا جات و ربارگا و قاضی الحاجات

- ۱۔ اے شہنشاہوں کے شہنشاہوں میں دست بست، پاٹخت، عذر خواہ تیری بارگا و بے کس پناہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔
- ۲۔ یا اللہ میں گناہوں سے بھرا ہوں ہوں۔ میرا چھرہ گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہے۔ میری خراب ختہ حالت کی طرف ایک نکاد فرمادیجئے۔
- ۳۔ میرے جرم اور خطاؤں کو معاف فرمائیے۔ اے نیکی اور تری کے بادشاہ مجھ پر قدم فرمائیے۔
- ۴۔ میری بڑی بڑی ناطیوں کو نہ دیکھئے۔ بلکہ اپنی رحمت کی ایک نظر بھجو سیاہ کار پر فرمادیجئے۔
- ۵۔ یا اللہ اگر آپ کی رحمت میری مددگار نہ ہوئی تو میں بے کار ہوں۔ مجھ سے

- کوئی کام نہ ہو سکے گا۔
- ۶۔ یا اللہ! آپ کے سو اکون ہے جو میری مدد کرے۔ سوائے اس کے کہ آپ کا لطف و کرم میری غنواری کرے۔
 - ۷۔ اپنے جرم و عصیاں کو جب میں یاد کرتا ہوں تو شاش بید کی طرح کانپ آنھ ہوں۔
 - ۸۔ میں ایک ہوں اور سو آرزوں میں دل میں رکھتا ہوں۔ لقینا میں ان کے ہاتھوں عاجز ہو گیا ہوں جس طرح گدھا بچڑھ میں عاجز آ جاتا ہے۔
 - ۹۔ میں ایسا دل رکھتا ہوں جو سوچوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہاتھ میں تین ہے اور دل کام میں صرف ہے۔
 - ۱۰۔ میں اکثر خواہشات نفس کے ہاتھوں بے بس ہو گیا ہوں۔ ہائے افسوس! کہ میں آج عاجز آ چکا ہوں۔
 - ۱۱۔ ہائے اس خالم نفس نے بیٹھ ہاتھ دکھایا اور ہر لمحہ ایک نیا ہی رنگ دکھایا۔
 - ۱۲۔ اے پریشاں اور رثیٰ دل خدا بخش اتو اپنے رب کریم کی مہربانی پر توجہ رکھ۔
 - ۱۳۔ اگر اس کا لطف و کرم مجھ پر ہو گیا تو میرے گناہ نیکوں میں بدل جائیں گے اور طاعت کی طرح رہش ہوں گے۔

ڈروصفِ مرشد

- ۱۔ آ جا ساتی! آ جا۔ میں تم امریہ ہوں، کتو بے حد شہرت رکھتا ہے۔
- ۲۔ اس رثیٰ دل کے نیانے میں میئے عرفان کا ایک گھونٹ ڈالتا کہ میں اس

- قابل ہو جاؤں کا پہنچ مرشد کریم کی تعریف بیان کر سکوں۔
- ۳۔ (اس کے فیض سے) میر اقلم آنچ رات بہت ہی خوب لکھ رہا ہے۔ اور میرا نام اڑنے والے پروں کا حامل ہن گیا ہے۔
- ۴۔ میں اپنے مرشد کریم کی توصیف بیان کرنے کا خیال رکھتا ہوں۔ جو ایسا شاہ ہے کہ سورج اور چاند کو روشنی عطا کرنے والا ہے۔
- ۵۔ وہ ایسا شاہ خوبیاں ہے کہ اگر اپنی مسکون نہ کہوں سے اشارہ کر دے تو عشق اپنی جانیں تکہ وار دیں۔
- ۶۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ جس کا حکم تمام حکومات پر چلتا ہے۔ جو حبیبِ احمدِ رسول نبی اور محبوبِ خدا ہیں۔
- ۷۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں نہیں خاص ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی آل اطہر پر قربان ہونے والے ہیں۔
- ۸۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ادکنات پر اُنہیں اونٹ کے لئے بسدت کر بستہ رہتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے بارانِ زینشان پر قربان ہونے والے ہیں۔
- ۹۔ آپ ﷺ کی خوشبو کے بارے میں اُنہیں فلکِ تائیں کہاں ہے۔ اور فرشتے آپ ﷺ صل علی پر ہستے ہیں۔
- ۱۰۔ ان کا دل اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہے اور جن ان کے ساتھ اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح پھول خوشبو کے ساتھ اور خوشبو پھول کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے۔
- ۱۱۔ اوو او! بھajan اللہ کی حشم کیا ہی بلند اور عالی بارگاہ ہے۔ آپ معرفت کے سماں کا سورج ہیں۔

- ۱۲۔ اگر آسمان آپ کے نزدیک چمکدار پھر سے کی مانند ہے تو عرش آپ کے نزدیک مانند فرش ہے۔
- ۱۳۔ اہل عالم آپ کے نور سے بہایت پاتے ہیں اور سورج آپ کے خداویں میں سے ایک ہے۔
- ۱۴۔ آپ کے وجوہ مبارک گونور کے ناف سے حکم دیا گیا ہے اور آپ کوئی نوئے انسان کے لئے بطور رسیل شہرت عطا ہوئی ہے۔
- ۱۵۔ جب وہ کسی پناؤ کرم ڈالتے ہیں تو اس کے سوئے ہوئے نصیب جائیں۔
- ۱۶۔ اگر آپ کی چشم گنور نیند پسند کرے تو جنت کی حوریں اپنی زاخوں سے آپ کے ذمہ انور سے گمس رانی کرتی ہیں۔
- ۱۷۔ آنخوں جنت کے دروازوں کی چاہیاں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ اور فرشتے آپ کے سامنے دست برست کھڑے ہیں۔
- ۱۸۔ بات کرتے وقت جب آپ اپنے لب کشا فرماتے ہیں تو غنچہ آپ پر درود پڑھتے ہیں۔
- ۱۹۔ آپ حق تعالیٰ کی رضا و خوشبو دی کا نشان ہیں۔ اگرچہ اسراء حق آپ کی زبان میں پوشیدہ ہیں۔
- ۲۰۔ بلبل آپ کی تعریف میں غزل خواں ہے۔ آپ کی خوبیوں سے پھول کا ہی اہن چاک ہو گیا ہے۔
- ۲۱۔ ہر شخص جو بھی زبان جانتا ہے وہ اسی زبان میں آپ کی تعریف کر رہا ہے۔

۲۲۔ مقتل کا گھوڑا اس قدر تیز رفتاری کے باوجود آپ کی تعریف کے راستے میں رسائی نہیں رکھتا۔

۲۳۔ جناب حاجی وارث ملی شاہزادگی قدرت کا اک نشان ہیں، بلندی کا آسمان ہیں اور مرتبہ کے لحاظ سے باشاد ہیں۔

خداوند عالم کی حمد و شکر اور رسول اکرم ﷺ کی تعریف کے بعد یہ فتحیر تحریر کترین خالق خدا بخش مخلص پیش کرنے، انسان کے گناہ و معاف فرمائے اور اس کے بیوں کی پردوہ پوشی فرمائے، جو اور وہ کے قبضہ دریا آباد کاربنتے والا ہے، اللہ تعالیٰ برے حالات سے اس کی حنفیت فرمائے اور شہود مطابع طلاق فرمائے، کتب الخیف واقف اسرار دیوان حافظ، مشوی موالیات روم کر جن کی مثل موجود نہیں ہے اکثر اس کی مطابع میں مصروف رہتا ہے۔ اور ان کتابوں کو رات دن اپنی کتابوں کے سامنے رکھتا ہے۔
دورانِ مطابع ایک دن جب یہ اشعار نظر سے گزرے تو ہوش عکانے آگئے۔

۱۔ ہیر پکڑے کے طریقت کا سفر بغیر مرشد و رہبر کے آفتوں اور خوف و نظر سے مجرما ہوا ہے۔

۲۔ جو شخص بغیر ہیر و مرشد کے اس راہ پر چلتا ہے، وہ شیاطین کے ہاتھوں گمراہ ہو جاتا ہے اور کنوئیں میں جاگر رہتا ہے۔

ان اشعار کے نظر سے گزرتے ہی میں فوراً ایک مرشد بادقاڑ کے دیدار کی تمنا دل میں لئے ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ایک دن جناب کرامت انتساب سادھو میاں صاحب سدھوری سے اس سلسلہ میں میں نے پوچھا کہ جناب ارشاد فرمائیے کہ بیوت فرض ہے یا واجب، انت ہے یا مستحب؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے انتصاص

میں بہت اختلاف ہے۔ اور مختلف اقوال بہت زیادہ ہیں۔ کچھ لوگ اس پر قائم ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اے ایمان و اؤ! انقتو می اختیار کرو اور اللہ کی طرف رسائی حاصل کرنے کے لئے کوئی وسیلہ اختیار کرو۔“ اس وجہ سے بیعت کا حکم واضح فرض معلوم ہوتا ہے۔ اور سب کاموں سے اس کا مقدم ہونا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ بعض اس کی تردید کرتے ہیں کہ اگر بیعت فرض ہو تو اس کا مکمل کافر ہوتا۔ حالانکہ بیعت کا انکار کرنے والا بالاتفاق کافر نہیں ہے۔ بہر کیف جس طرح بھی ہو بیعت کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ لہا ہوں کا ترک کرنا اور انقتو می پر استقامت اختیار کرنا اس کے بغیر مشکل ہے۔ بیعت کے بغیر سلوک کے راست میں قدم نہ رکھو۔ عقل مندوں نے کہا ہے کہ جس کسی کا کوئی چیز نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

اس سلوک کے راستے پر انہی مغلی مندی کے ساتھ قدم رکھنا چاہئے۔ بغیر سوپتے سمجھے کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔ مولانا روم ارشاد فرماتے ہیں:-
(ترجمہ شعر) اکثر اوقات شیطان انسان کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے اس لئے ہر آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

جناب موصوف کی ہدایت کے مطابق ہزار بھیوں پر تلاش کرنے کے بعد ایک کامل کے بارے میں سن۔ مگر صحیح معلوم نہ ہو سکا۔ یاد رہے کہ اکثر صاحب جوش اپنی کوششوں میں ہا کام رہتے ہیں۔ عقل مندوں نے کہا ہے:- (ترجمہ اشعار)
۱۔ اے نقیر! فقر و تنقی کیا ہے؟ اس کا معنی یہ ہے کہ پادشاہ اور امیر آدمی سے لاطئ ہو جاتا۔

۲۔ پادشاہ کے دروازے پر نہ جاؤ اور اس کا چہرہ نہ دیکھو۔ اگرچہ قارون کا خزانہ بھی

- ۱۔ تو اس کی طرف نہ دیکھو۔
- ۲۔ عادوں ازیں میں تینی طور پر جانتا ہوں کہ کوئی زمان اللہ کے ولی سے خالی نہیں ہے۔ چونکہ عقول محدود ہے کہا ہے:- (ترہیہ اشعار)
- ۳۔ قدیم نور سے ایک چمک ظاہر ہوئی اور حضور یحییٰ کریم ﷺ کی ذات پاک میں شہرگئی۔
- ۴۔ جب نبی پاک ﷺ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو یہ قبامولاعلیٰ پر راست آئی۔
- ۵۔ جب مولاعلیٰ نے جنت میں بخکانہ بنا�ا تو یہ صفت اولیائے کرام میں خلق ہوئی۔
- ۶۔ بیش اولیاء اللہ تعالیٰ اور موجود ہیں، یکے بعد دیگرے۔ فرشتوں کی طرح پاک سیرت پاک صورت ہیں۔
- ۷۔ آسمان کی گردش اللہ کے ولی سے خالی نہیں۔ کبھی ولی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ۔
- ۸۔ اللہ کے ولی کی کرامت کا انکار نہ کر۔ بدگانی کے راستے پر نہ چل۔
- ۹۔ اگر تو کامل اعتقاد اور صاف دل رکھتا ہے تو پھر بات یعنی ہے کہ تو اس پر گی بات کے خلاف نہ جان۔
- ۱۰۔ پاک ہو جا۔ اے پاک سیرت! پاک ہو جا! گل کی طرح اپنا سر بلند نہ کر۔ بلکہ مٹی کی طرح ہیں۔ یعنی عاجزی اختیار کر۔
- ۱۱۔ ہوش کر اور سمجھ دار ہیں جا اور میری بات غور سے ہیں۔ بزرگوں کی کرامات پر

ٹک نہ کر۔

۱۰۔ اچھی سوچ کا اور اچھائی دیکھ اور اچھی بات کہ۔ اللہ کے عاشقوں کے عیب
ہرگز تھا شناش نہ کر۔

پس بڑی تھا شناش کے بعد، اکثر شہروں کے سفر کرنے کے بعد اور اپنے زمانے
کے بعض صالح لوگوں کی قدم بوسی کے بعد صفاتِ حمیدہ اور واساف پسندیدہ کے حامل
بزرگ جناب تقدس مأب قطب زمان محبوب بزادان سلطان العارفین برہان الحجتین
خلیفہ الہی عالیہ طومانِ اعلم شریعت پیشوائے طریقت عالم حقیقت معرفت آگاہ
حضرت سید وارث علی شاہ حاجی الحرمین الشافعی، اللہ عز وجل آپ کو بھی زندگی عطا
فرمائے، آپ کے در بات بلند فرمائے اور آپ کی کرامات میں اضافہ فرمائے، جس
ہستی کے باarse میں یہ صفات سنی تھیں جب ان کی زیارت کی تو بے اختیار میری زبان
پر یہ شعر جاری ہو گیا:-

(ترجمہ شعر) اے وہ شخص کہ جس نے نائکن دیکھا نہیں بہتر یہ بے کاب تو مزید
چلانا (یعنی تھا شناش و خبتو کرنا) اور سنتا چھوڑ دے اور اپنی آنکھ سے دیکھ۔

اچاکنک دلی سے ایک عزیز سید سرفراز علی تعریف و اقصب انجھی، پر گن دریا
آباد، ضلع بارہ بکھی دوزتا دوزتا آیا۔ اور یہ مرشدہ جان تو از نایا کہ خلاصہ خانہ ان رسول
اللئین سید وارث علی شاہ صاحب حاجی الحرمین الشافعی ردوی شریعت میں تشریف لا
رہے ہیں۔ آن وہ قصہ دریا آباد میں رونق افرزوں ہوں گے۔ اس وجہ سے کہ تیر بھر
دوز آپ کی قدم بوسی سے قبل ہی میرے دل میں لگا ہوا تھا، فوراً اس خوشخبری کو سن کر
انہیں خوشی اور شوق کے ساتھ میں اٹھا اور اس وقت غیر مترقبہ کو اپنے لئے نوزٹیم سمجھتے

ہوئے دور تک آپ کا استقبال کرنے کے لئے گیا۔ اور اپنے فتحیر خان کو روشنی اور رہنم
بخشش کے لئے آپ کو ہمودت دی۔ اسی جمادی کے مبارک دن ۲۷ جمادی الٹی ۱۴۹۸ھ کو
اس پھولوں جیسے زخ انور والی ہستی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ یوں سمجھتے ہوئے
کہ میں نے ساتوں والاتھوں کی حکمرانی حاصل کر لی۔ اور فخر دریا کو چھوڑتے ہوئے
میں آسان کی بلندی پہنچ گیا۔ جس وقت وہ دست یہ الہی میرے باتحم میں آیا تو کیا
بیان کر دیں کہ میرے سیاہ دل پر کیا کیفیت طاری ہو گئی۔ (شعر)

مطلع دل پر مرے چھایا تھا زنگار خودی
چاند بدی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیعت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ
میں کون سے سلسہ عالیہ کے ساتھ خوش نصیب اور سعادت مند ہاں ہوں؟ تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ قادر یہ خاندان اور خواجہ گان چشت اہل بہشت کے ساتھ تو وابست ہوا
ہے۔ اور اسی ہاپر بھی شہرہ قادر یہ پڑھنے کی اجازت ملی۔ چنانچہ خاکسار نے اس شہرہ
کو مذکوم صورت میں پیش کر دیا۔ تاکہ اس کو یاد کرنا آسان ہو جائے اور اس سلسہ
عالیہ کے بھوکاروں کو دشواری پیش نہ آئے۔ میں نے اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا
کہ پہلے صرع کوچ ان طریقہ کے امامہ گرامی سے آراستہ کروں اور دوسرا مصروف
میں اپنا مطلب و مدعایاں کروں۔ یوں ان نامور ہستیوں کے امامہ کی برکت سے
دوسری چھاتوں کا فیض حاصل کروں۔ یہ شہرہ شریف آنحضرت کی نظر سے گزرا تو آپ
نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور بہت اچھے خطاب سے اس شہرہ نے شہرت پائی۔
آنحضرت نے اس کی نعلتوں کو تقسیم کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اسی طریقہ سے اسی جگہ یہ

تحریر کیا گیا۔ یا اللہ اتمام برادر ان اسلام کے صدقے سب کو اس کا فیض پہنچے۔

رباعی حسب حال فقیر

- ۱۔ میں انکم اور نشر کی واقفیت نہیں رکھتا کہ میں باغتہ کے راستے میں پاؤں رکھوں۔
- ۲۔ لیکن اگر موت کی فون سر پر آ جائے تو میں اپنا سانس مرشد کے ذکر میں تمام گروں۔

شجرہ طیبہ قادریہ

سپاس و حمد بے حد مر خدارا درود و نعمت شاہ انہیاء را
 الہی بھر ام اعظم تو دل ما شاد بادا در غم تو
 الہی حرمت ط و نجیب سرم بادا پے پائے سرور دین
 الہی حرمت ساتی کوڑ سکر دان شرمسارم روز محشر
 الہی حرمت شبیر و شبر طواف کربلا گردان میر
 الہی حرمت سجاد جواد پشم سرم از خاک مجف پاد
 الہی حرمت باقر و جعفر نسیم کن طواف بیت الطہر
 الہی حرمت موسیٰ کاظم نیا بد وست بر من نفس خالی
 الہی حرمت موسیٰ رضاۓ پکن حاجات محتاجان روائے
 پئے معروف کرشی یا الہی میگلن یعنی کس را در تباہی
 حق آن سری عشقی پر فن ر آفات چنان پاشیم ایمن

بحق آن چندی نگفت دانے مجحت وہ مرا یا رب مکانے
 بحق شلی عرفان پناہی خداوندا سوئے مسکن نکایتی
 پسند عبد العزیز آنچنانے نیلم در باعے تاگمانے
 بحق عبد واحد بادشاہ بفرما غفو تغیرات مارا
 بحق بولترخ طرطوس سرور گمگرد از برائے نان بہر در
 الہی حرمت آن بولاسن شاه بر آید مدعائم حب دخواه
 بحق بوسید پاک دامان گمگرد آل او لاوم پریشان
 خداوندا بحق غوث عظیم پاشد جز تو ام پر دوائے عالم
 بحق عبد رزاق معظم محلی در دلم کن ایم اعظم
 بحق آن محی الدین صالح نجاتم دار از افعال طالع
 بحق سید احمد یا الہی مکافات عمل از من نخواهدی
 پسند سید علی شاہ والا شو خاک مدینہ مدن ما
 بحق شیخ مؤمنی وقت مردان گمگرد دشمن دین رہن من
 الہی حرمت سید حسن شاه نجاتم بخش از سکرات جانکار
 بحق شیخ بولاعیس شاہ بفرما خاتمه بالحیر مارا
 بحق آن بہاؤ الدین رہبر زند جوش از دلم اللہ اکبر
 الہی حرمت سید محمد کشم نظراء افوار صمد
 پسند شاہ جلال معرفت کوش شوم با شلیبد مطلب ہم آغوش
 بحق آن فرید بھر پاک گندران از صراط چست و چالاک

بحق شاه ابراتیم مهان
 بحق شاه ابراتیم بکر
 بحق شاه امان اللہ ابرار
 پئے شاه حسین عرش سیرے
 الہی حرمت شاه ہدایت
 الہی حرمت مهداصد شاه
 بشاؤ عبد رزاق نکو ذات
 بحق شاه اسماں کامل
 پئے آن شاکر اللہ گبر ریز
 بحق آن نجات اللہ القدس
 الہی حرمت خادم علی شاه
 طسلی حاجی وارث علی شاه
 بحق این بد حضرات یا رب
 ببرگ و قبر و حشر و ہم بہر جا
 توئی غفار و ستار و خطا بخش
 بعض می گویند از ارباب دین
 کان شبشاو جہاں عالی جتاب
 یافت او از حبیب عجمی کاہ
 و آن شہ والا گبر شد کامیاب

پ بہ یا رب مرا ہمراہ ایمان
 بہ چائے پ از تسلیم و کوثر
 ز قبر خود مرا یا رب تکبدار
 یا شم چڑ خدا مخان غیرے
 عطا فرماء مرا توفیق طاعت
 دلم را پاک کن از ماسوال اللہ
 امان دہ یا رب از مرگ مخاجات
 شوم در زمرة عشاق شامل
 خداوند باعافم برگزیر
 جمال پاک احمد ختم و بس
 پ بخشنا بر من گم کردہ راہ
 شود کوہ گناہم چون بہ کاہ
 بہ آئیہ ہر چ کردم عرض مطلب
 الہی باد وارث رسیر ما
 گناہم را پ محشر یا خدا بخش
 در حق معروف کریں این چھین
 شد ہم از داؤد طائی کامیاب
 در ربوہ گوئے نور از میر و ماد
 از جتاب سرور دین بوتراب

وَأَنْ عَلَى سِرورِ كُونْ وَ مَكَانْ شَدَرْ زَذَاتْ پاکِ احمد کامران
 بَادْ بِرْ شَابِشِ خَبَرْ الائِمَّاَمْ صَدَ تَحْيَيْتْ صَدَ دَرَودْ وَ صَدَ سَلاَمْ
 الْغَرَضْ مَعْرُوفْ رَا گَشْتَ عَطَا نَعْتَ اَزْ دَادَوْ وَ اَزْ مَوْئِنْ رَضا

(ترجمہ) شجرہ طیبہ قادریہ

- ۱۔ تمام تَحْمَدْ اور تَهْرِیف اللہ کے لئے ہے۔ درود اور نعمت شاہ انبیاء کے لئے ہے۔
- ۲۔ یا اللہ تیرے اسم اعظم کے صدقے، تیرے فُرمیں میں ہمارا دل بھیش خوش ہے۔
- ۳۔ نیس اور طے کے صدقے، میرا مر سرور دین کے پاؤں پر نثار ہے۔
- ۴۔ یا اللہ سماں کوثر کے صدقے، روزِ محشر مجھے شرمسار نہ کرنا۔
- ۵۔ یا اللہ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کے صدقے، مجھے کہ بآکی سرزین کا طواف کرنے والا بناوے۔
- ۶۔ یا اللہ سجادو نعمی سیدنا امام زین العابدین کے صدقے نجف اشرف کی خاک کو میری آنکھ کا سر مدد بناوے۔
- ۷۔ یا اللہ امام باقر اور امام جعفر کے صدقے اپنے پاکیزہ گھر کا طواف کرنے والا بناوے۔
- ۸۔ یا اللہ امام موسی کاظم کے صدقے خالق نبیس کا مجھ پر غائب ہو۔
- ۹۔ یا اللہ امام موسی کاظم کے صدقے ہمچنان جوں کی ضرورتوں کو یوں رافرماوے۔

- ۱۰۔ یا اللہ حضرت معرفت کرنے کے صدقے کسی شخص کو تباہ نہ کر۔
- ۱۱۔ حضرت مریٰ سلطانیؓ کے صدقے، جو اپنی ولایت میں کامل ہیں، ہم سب جہان کی تکلیفوں سے مُطْهَر ہو جائیں۔
- ۱۲۔ حضرت جنید بغدادیؓ، جو ولایت کی باریکیاں جانے والے ہیں، ان کے صدقے میں مجھ کو جنت میں مکان عطا فرم۔
- ۱۳۔ حضرت شیخ شبیؓ کے صدقے، جو معرفت میں کامل ہیں، خداوند مجھ مسکین کی طرف ہو گا و رحمت فرم۔
- ۱۴۔ حضرت عبدالعزیزؓ کے صدقے، میں اُس جہان میں اچاک تکلیف میں بستاں ہو جاؤں، اس باعثے تاگہانی سے مجھے پچانا۔
- ۱۵۔ حضرت عبدالواحدؓ کے صدقے اے ہادشاو عالمیں ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے۔
- ۱۶۔ حضرت ابوالفرح طرطیبؓ کے صدقے میں، مجھ کو روٹی کی خاطر ہر دروازے پر چکر لگانے والا نہ ہتا۔
- ۱۷۔ یا اللہ ابو الحسنؓ کے صدقے میرے مقدمہ کو میرے دل کی چاہت کے مطابق پورا فرم۔
- ۱۸۔ حضرت یوسفیہ پاک دامن کے صدقے میری آل اور اولاد پر بیشان نہ ہو۔
- ۱۹۔ یا اللہ حضور غوث عظیمؓ کے صدقے تم سے سوچجھے اور کسی کی پرواہ نہ ہو۔
- ۲۰۔ حضرت عبد الرزاق عظیمؓ کے صدقے اسم عظیم کو میرے دل میں روشن و ظاہر کر دے۔

- ۲۱۔ نبی الدین صالحؐ کے صدقے مجھے انعام بہ سے بچا۔
- ۲۲۔ یا اللہ سید احمدؐ کے صدقے مجھے رکافاتِ عمل کے پچر میں نہ پختا۔
- ۲۳۔ بلند مرتبہ سید علیؐ کے صدقے مدینہ شریف کی مشی ہمارا مدنی ہنالے۔
- ۲۴۔ حضرت شیخ مولیؐ کے صدقے مرنے کے وقت دشمن دین شیطان مجھے پر تمدن کر سکے۔
- ۲۵۔ یا اللہ سید حسن شاہؐ کے صدقے موت کی فرشی کی جانبادو تکلیف سے مجھے نجات دے۔
- ۲۶۔ حضرت شیخ ابو عباسؐ کے صدقے یا اُنہی تہسب کا خاتم بالذخیر فرماد۔
- ۲۷۔ حضرت بہاؤ الدین رہبرؐ کے صدقے اللہ اکبر کا جوش میرے دل سے ظاہر فرماد۔
- ۲۸۔ یا اللہ سید محمدؐ کے صدقے، میں داٹی سردی اور کا نثارہ کر سکوں۔
- ۲۹۔ حضرت شاہ جمالؐ کے صدقے، جو معرفت میں کوشش تھے، میں اپنے مقصود کو حاصل کرنے والا ہیں جاؤں۔
- ۳۰۔ حضرت شیخ فرید بھکرؐ کے صدقے مجھے سراطِ مستقیم پر باہوش و خواس چلنے والا ہناوے۔
- ۳۱۔ حضرت شاہ ابراہیم ملتانیؐ کے صدقے اس دنیا سے ایمان کے ساتھ خاتم بالذخیر فرماد۔
- ۳۲۔ حضرت شاہ ابراہیم بھکرؐ کے صدقے مجھے کوشش و قسم سے لبریز جام عطا فرمائا۔

- ۳۳۔ حضرت شاہ امان اللہ کے صد ق بھجے اپنے غمیش و غشب اور قبر سے بچا۔
- ۳۴۔ عرش کی سر کرنے والے شاہ حسین کے صد ق بھجے اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے بکھانج نہ کرنا۔
- ۳۵۔ یا اللہ شاہ بہایت کے صد ق بھجے اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرم۔
- ۳۶۔ یا اللہ حضرت شاہ عبدالحمد کے صد ق میرے دل کو اپنے سوا ہر شے سے پاک کرو۔
- ۳۷۔ نیک اور متحی شاہ عبدالرزاق کے صد ق مرگ ہاگہانی سے بھجے بچا۔
- ۳۸۔ شاہ اسامیل کامل کے صد ق بھجے عشاق کی جماعت میں شامل فرم۔
- ۳۹۔ موتی بر سانے والے حضرت شاہ شاکر اللہ کے صد ق بھجے روزِ محشر ایمان کے ساتھ اخفا۔
- ۴۰۔ حضرت شاہ نجات اللہ کے صد ق میں حضور اقدس کے جمال رعنائی کو دیکھنے والا ہن جاؤں، بس میرے لئے بھی کافی ہے۔
- ۴۱۔ یا اللہ حضرت خادم علی شاہ کے صد ق بھجو کراہ کو معاف فرمادے۔
- ۴۲۔ سیدنا حاجی وارث ملی شاہ کے صد ق میرے گناہوں کے پیہاڑ کو بھج کے پر اپناؤ۔
- ۴۳۔ یا اللہ ان تمام حضرات کے صد ق میں جو مقصود میں نے بیان کیا ہے اسے پورا فرم۔
- ۴۴۔ یا اللہ اموت، قبر، حشر میں اور اس کے علاوہ ہر جگہ پر، وارث پاک کو ہمارا رہبیر بنا۔

- ۲۵۔ یا اللہ تو ہی معاف کرنے والا، گناہوں پر پردہ ڈالنے والا، خطاؤں اور ناطقوں کو معاف کرنے والا ہے۔ مجھے خدا بخش کے گناہوں کو روشنگ عاف فرماتا۔
- ۲۶۔ بعض صاحبانِ معرفت و طریقت حضرت معرفت کرتی کے حق میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔
- ۲۷۔ کہ وہ بلند پایہ شہنشاہ جہاں تھے اور حضرت دادو طالبی کے صدقے میں وہ کامیاب ہوئے۔
- ۲۸۔ حضرت دادو طالبی کو حضرت جیب عجیب سے کاہِ حاصل ہوئی۔ وہ سورن اور چاند سے بھی بڑھ کر فور لے گئے۔
- ۲۹۔ اور وہ عالی نسب شہنشاہ، حضرت بوڑا بٹ کی بارگاہ سے فیضیاب ہوئے۔
- ۳۰۔ اور وہ سیدنا علی المرتضی حیدر کراچی جو سرور کون و مکان ہیں، وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ و اقدس سے کامیاب ہوئے۔
- ۴۱۔ اس شہنشاہ خیر الاتام پر، ہمیشہ ہمیشہ سینکڑوں تھیات، سینکڑوں درود اور سینکڑوں سلام ہوں۔
- ۴۲۔ انحضر معرفت کو حضرت دادو اور حضرت مولیٰ رضا کے صدقے نویں عطا ہوں۔
- ۴۳۔ حضرت والا کی بڑا دل کرامات میں سے، حسب تقاضا فتنہ چند ایک کرامات کا منحصر سا حال، میں یہاں چند ایک اشعار میں اپنی سمجھ کے مطابق بیان کرتا ہوں:-
- ۴۴۔ اے دل جس چکر مشق نے آگ لکائی۔ اس نے عاشقوں کے وجود کی متاع

کو جا دیا۔

۲۔ عاشق کے وجود میں خودی اور بستی کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ معشوق کیمین بن گیا اور عاشق مکان ہو گیا۔

۳۔ محبوبوں کے چہرے کا پر وہ سوائے خودی کے اور کچھ نہیں ہے۔ جب معشوق کی ذات ظاہر ہو گئی تو عاشق کی بستی ختم ہو گئی۔

۴۔ لیلی اور مجنوں کے قصہ کو دیکی، عشق کاراز اشعار میں سمیا ہوا ہے۔

۵۔ خون کے لئے لیلی نے ایک نشر لگایا، مجنوں کے ہاتھ سے خون بہہ کر بازو سمجھ چاہ پنچا۔

۶۔ جب عاشق اور معشوق ایک ذات ہو جائیں تو وہ عبادات سے مادر ہو جاتے ہیں۔

۷۔ کیونکہ عبادات حلقند پر فرض ہوتی ہے، دیوان کو عبادات معاف ہوتی ہے۔

۸۔ اس دیوانے پر سیکڑوں حلقند قربان ہوں جو محبوب کے ہصل میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

۹۔ مولانا رامؒ کے یہ دو اشعار مجھے یاد ہیں جو میں یہاں لکھتا ہوں:-
(ترجمہ اشعار)

۱۔ جب معشوق ظاہر ہوتا ہے تو عاشق پر وہ میں چلا جاتا ہے۔ معشوق زندہ ہوتا ہے اور عاشق مردہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ عشق کی ملت تمام مل سے جدا ہے۔ اور عاشقوں کا نہ ہب سب نہ اہب سے جدا ہوتا ہے۔

سرکار کے استغنا اور تجدی کے بیان میں

- ۱۔ استغنا کے میدان میں آپ کی مثل کوئی نہیں ہے، کہ آپ کے سامنے باہشاہت بھی ایک نگہ سے ہڑک رہیں ہے۔
- ۲۔ آپ کی طرح کون استغنا کا پابند ہے۔ آپ جیسا کون مستغنى ہے، کہ جن کے سامنے چاروں کا خزانہ بھی کچھ نہیں ہے۔
- ۳۔ خزانے اور مال کی آپ کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ موئی اور خیکری آپ کے نزدیک یک یکساں ہیں۔
- ۴۔ توکل کے سوا ان کا اور کوئی کام نہیں ہے اور مال کی کسی بیشی کے متعلق آپ کوئی خواہش نہیں رکھتے۔
- ۵۔ میرے نزدیک کامل کائنات نبھی ہے کہ دنیا کے اسباب سے مستغنى ہو۔
- ۶۔ ایسا دل جو بے نیازی کا مظہر ہو اور زمانے کی اوقیانوس سے بے نیاز ہو۔
- ۷۔ ما سوا اللہ کے تعالیٰ سے آپ کی طبیعت پاک صاف ہے اور آپ تمام اسباب و علاائق وینوئی سے خالی ہیں۔
- ۸۔ آپ کا تعقل دعا اور بدعا سے کچھ نہیں۔ دنیا کے حصول کے لئے آپ کوئی تردود نہیں فرماتے۔
- ۹۔ اپنی شہرت کے متعلق کوئی نشان نہیں چاہتے۔ آپ کسی مکان میں نہیں تھبہتے اور نہ کوئی مکان رکھتے ہیں یعنی مسافر کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔
- ۱۰۔ آپ کا دل اللہ کے سوا کسی سے تعقل نہیں رکھتا ہے۔ کسی کی طرف متوجہ نہیں

- ہے۔ آپ کے دل سے ایک لر بھی خدا پدھریں ہے۔
- ۱۱۔ آپ جیسا دنیا میں کوئی اور بیٹھنیں ہے۔ اور ہر گمراہ کے لئے آپ جیسا کوئی رہبہ نہیں ہے۔
- ۱۲۔ اتنا مجھے علم نہیں ہے کہ میں آپ کی رحمت شان کو معلوم کر سکوں۔ اللہ کے سوا ان کی عظمت و بزرگی کو اور کوئی نہیں جانتا۔
- ۱۳۔ میں ان کو ابدال یا اوتاد کبوں یا میں ان کو زمانے کا قطب چاتوں۔ میں نہیں جانتا آپ کی مثل یا آپ کا ہم پل کون ہے اور اس درجے کا کوئی ہی آج کے دور میں موجود ہے۔
- ۱۴۔ آپ کے احوال و آخر کو دیکھ کر میرا دل یہ کہتا ہے کہ بغیر کسی شک و شبہ کے آپ اپنے زماں کے خوٹ ہیں۔

سرکار کی کرامات کا مختصر ساز ذکرہ

- ۱۔ آپ کی کرامات کے بارے میں، میں کیا بیان کروں۔ کرامتوں پر کہاں ظاہر ہوئی ہیں۔
- ۲۔ آپ کی کرامات پانی پر حباب کی مانند اور جنگلوں اور پہاڑوں پر بادل کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔
- ۳۔ ایک وحدہ و سرو قاست، مرغوب مقامات کی سیر کے لئے گئے تو ایک جہاں آپ کی طرف کھنچا چا آیا۔
- ۴۔ آپ کا سر اقدس دوڑ سے اوپر چاہ کھائی دیتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں آپ کا ہم پل۔

- اس وقت کوئی نہیں ہے۔
- ۵۔ آپ کے مرید اور خادم بہت ہیں۔ روم میں، شام میں، ہند میں، ترک میں، اتاوار میں۔
- ۶۔ پروانہ کی طرح وہ ایک جماعت بن کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کے عشق سے ایک شمع روشن کرتے ہیں۔ ایسی آپ کی محبت کی گلشنگو کرتے ہیں۔
- ۷۔ جب آپ یہ باتیں سنتے ہیں تو آپ کے دل کو قرار نہیں ہوتا اور وہاں سے بہت جلد گزر جاتے ہیں۔
- ۸۔ آپ ہر محظی میں جماعت کی آرائی کا سبب بننے ہیں۔ آپ شمع محظی بن جاتے ہیں اور پروانے آپ پر نجماور ہوتے ہیں۔
- ۹۔ رفتار میں آپ کی سواری برق سے بھی زیادہ تیز ہے۔ بھی آپ مغرب میں دکھائی دیتے ہیں اور بھی مشرق میں۔
- ۱۰۔ کوئی سوال اگر کسی کی دل میں پوشیدہ ہو تو اس کا جواب آپ کی موتنی ہر سانے والی زبان پر فوراً آ جاتا ہے۔
- ۱۱۔ بخیر کسی خوف کے آپ بہت پا گھوٹتے پھرتے ہیں لیکن آپ کے پاؤں مبارک مٹی سے آلو دہ نہیں ہوتے۔
- ۱۲۔ آپ کوز میں پر بیٹھنا پسند ہے اور زمین کے اس آپ اپنا بستر کہیں نہیں رکھتے۔
- ۱۳۔ آپ سر کے پیچے بھی سربان نہیں رکھتے۔ رنج و راحت کو کیساں سمجھتے ہیں۔
- ۱۴۔ اپنی زندگی میں اپنے دستِ خوان سے اس گہر بار نے سوا چند لغتوں کے

- کوئی کھانا نہ کھایا۔
- ۱۵۔ اگر کوئی آدمی آپ کی دعوت کرتا تو اس دعوت پر آپ قناعت اختیار فرماتے۔
- ۱۶۔ تین دن کے بعد آپ تھوڑا سا کھانا کھاتے۔ گوشت پسند نہ فرماتے۔
- ۱۷۔ (آپ کا طرز حیات) تھوڑا کھانا، تھوڑی گفتگو کرنا، تھوڑا سوچنا۔ اس ملک میں آپ کی میل کوئی نہیں ملتا۔
- ۱۸۔ آپ اسیاب دنیا سے دوست نہیں رکھتے۔ ایک تبینہ کے عادوں کوئی اٹاٹھنیں رکھتے۔
- ۱۹۔ کوئی شے آپ اپنے ہمراہ نہیں رکھتے اگرچہ سارا جہاں آپ کی راہ میں آنکھیں بچھاتا ہے۔
- ۲۰۔ اے اللہ عالم نزدیک میں، جو بڑا اکلیف دینے والا ہے، میں اس شہنشاہ کے چہرے کا لکڑاہ کروں۔

سرکار کی زبان مبارک سے پوشیدہ اسرار کا بیان

- ۱۔ آپ کا دل بڑی گرم جوشی کے ساتھ اپنے دوست کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن ہونتوں پر خاموشی کی مہربانی کرتے ہیں۔
- ۲۔ اللہ کا ذکر کرنے میں آپ اس قدر جوش و جذبہ رکھتے کہ ہونتوں کو بات سے نا آشنا رکھتے۔
- ۳۔ اپنے دوست کو رازگری کے سامنے فاش نہیں کرتے اور اگر بیان بھی کرے تو

دوسرے لوگوں کا ذکر کرتے۔

۴۔ اس طرح اپنی سانس کو پوشیدہ رکھتے کہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ آپ سانس لے رہے ہیں۔

۵۔ جو کوئی راز کو جانتے والا ہوتا ہے۔ اس کی زبان قصہ کہانی میں مشغول نہیں ہوتی۔

۶۔ سکر و شخص جو کوئی راز نہیں جانتا وہ اپنے گدھے (سواری) کو ہر دو رازے پر دوڑاتا پھرتا ہے۔ یعنی فضول گوئی کرتا رہتا ہے۔

۷۔ حال اور قابل میں بے پناہ فرقہ ہے۔ کہ صاحب حال سمندر میں غرق ہوتا ہے اور صاحب قابل ساحل پر ہی بحکمتار ہتا ہے۔

۸۔ کیا ہی اچھا شعر ہے کہ جو میرے حال کے مطابق ہے اور جو میری آنکھوں پر گواہی دیتا ہے۔

۹۔ توک زبان سے رقبوں کے سامنے راز بیان نہ کرو۔ تاکہ شبہ شد کا راز وہ سر نام کھلم کھلا بیان نہ کریں۔

زیارتِ حر میں شریفین اور دیگر زیارات کے لئے

سرکار کا تشریف لے جانا

۱۔ جب بیت الحرام کی طرف آپ نے توجہ فرمائی تو کعبہ کی سرز میں کوئی لٹک جنت کر دیا۔

۲۔ حج کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور مدینہ شریف پہنچے۔

- ۳۔ اور وہاں سے شاد بھنٹ کی طرف چلے اور ہزاروں گورنمنٹس و محاصل کر لئے۔
- ۴۔ پھر وہاں سے کربلا یہ معلیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ مگر ترجیح آپ زیارت حرمین شریفین ہی کو دیئے اور دیگر زیارات سے فارغ ہو کر پھر حرمین شریفین ہی کی طرف پہنچے۔
- ۵۔ اس طرح آپ نے مسلسل کئی مرتبہ ان مقامات مقدسہ کی اس انداز سے زیارت کی کہ جیسے پرندہ ایک بُنی سے دوسرا بُنی پر جاتا ہے۔
- ۶۔ اس طرح آپ نے مسلسل تیرہ سال تک اپنے فیض سے اہل عرب کو مال کیا۔
- ۷۔ پھر ہندوستان کو کامیابی کی سرزی میں بنایا اور ہمیشہ کے لئے بیان قیام پذیر ہو گئے۔
- ۸۔ روزانہ آپ سیاحت فرماتے اور دو دن لگا تار آپ نے کہیں قیام نہیں فرمایا۔
- ۹۔ آپ نہیں مستانہ چال اور شاہزادگان کوون رکھتا ہے۔
- ۱۰۔ ہر وہ جگہ کہ جہاں جتاب کا قیام ہوتا، سیکھروں، ماہلک مصائب و ملکائیں وہاں سے دور ہو جاتیں۔
- ۱۱۔ دوسرے دن جب آپ اس مقام سے دوسرا جگہ روانہ ہوتے تو وہاں گویا قیامت کا شور برپا ہو جاتا۔
- ۱۲۔ اگر لوہے کو پارس سونا ہاتا ہے تو (آپ کے وجود اطہر کی) اکسمیت سے جر مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ زمگش جناب والا ہم غالباً ہماری کے لئے پسند فرمائیں۔

۱۳۔ قردوں بریں میں ہم اپنی منزل کو پائیں اور جنت نہیں ہو جائیں۔

شرف بیعت حاصل ہونے کے دن سے لے کر اس وقت تک عرصہ نہیں سال گزر گیا ہے۔ جو کچھ اس وحید زماں کی زبان فیض رسال کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہونے کے وقت سے آپ کے نسب پاک کے بارے میں اور جناب والا کے طویل سفر کے حالات اس دربار گہر بارے سے یا راقم نے پچشم خود دیکھے۔ ان میں سے اکثر حالات کو چھائی کے ساتھ بغیر کسی کمی بیشی کے تحریر کر دیا۔ مگر شاعروں ہی سے ہبھٹ حالات کو چھائی کے ساتھ بغیر کسی کمی بیشی کے تحریر کر دیا۔ اس رسال کو راقم ہبھٹ اور مبالغہ سے ہبھٹ کر اس رسال کو پوچھیں تھنوں میں تقسیم کر دیا۔ اس رسال کو راقم نے تَحْنِيَّةُ الْأَصْنَافِ کے ہم سے موسم کیا۔ اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو آپ کے قرب سے انوار سے نور کی رنگ حاصل کرنے والا بنا لیا اور ان اور ان کو یادگار بنا دیا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جناب والا نے اہل عالم کے سامنے اس مجموعہ کو پسندیدگی کے آسان پر روشن کر دیا۔ اس کتاب کو عموم و خواص کی مجموعوں میں قبولیت کے ساتھ لگاتار پیش کیا اور اس نے ہر مقام پر وادو تھیں اور قبولیت کا شرف پا لیا۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ جب یہ شاندار خوش رنگ رسال تحریر ہوا تو میں نے اسے اللہ کی صبریانی کے دوائلے کر دیا۔

۲۔ یہ رسال ایک سال کی مدت میں لکھا گیا۔ راقم کی عمر اس وقت سانحہ سال

تحی، جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ رسالہ مکمل ہوا، جس طرح کہ میرا دل چاہتا تھا۔ اس کے تائیف کرنے کا سن ظاہر کرتا بھی ضروری ہے تاکہ شوق رکھنے والے اس کے ن تصنیف کو جان سکیں۔ لہذا اس کا قطعہ تاریخ یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔ یا اللہ مقبول بزرگوں کے صدقے اسے شان و شوکت عطا فرم۔

(ترجمہ) قطعہ تاریخ

حسن انعام یافت این نام
فیض مرشد مگر چہ گوہر سفر
چون دم سال او ہائف جست
تجزیه الاصناعے مقبل بود

۱۹۸۸

- ۱۔ اس کتاب نے حسن انعام پایا۔
- ۲۔ مرشد کے فیض کو کیجئے کہ اس نے کیساموتی پر دیا ہے۔
- ۳۔ جب میرے ول نے ہائف سے اس کے تصنیف کا سال پوچھا۔
- ۴۔ "تجزیہ الاصناعے مقبل" کہا۔

۱۹۸۸

(ترجمہ) رباعی

گرفت این نام ام چون حسن انعام
بوصف مردو دین غیر اسلام

پون . فریر سال تاریخش نومود
ملک گفتہ ببار باع البام

۱۲۸۸

- ۱۔ جب میری یہ کتاب پائی تجھیں کو پہنچی،
- ۲۔ سرو دیں فخر اسلام کی خوبی سے،
- ۳۔ تو میں نے اس کی تاریخ و مصال کو سوچا،
- ۴۔ فرشتے نے کہا ”ببار باع البام“۔

۱۲۸۸

جناب والا کے اسم مبارک کے حروف کی صفات کا بیان

- ۱۔ زمانے کے شبہ شاد کا نام، واد واد! کیا ہی اچھا ہے کہ ہر حرف آپ کے وصف
کی نشاندہی کرتا ہے۔
- ۲۔ آپ کے اسم مبارک کی و ایک حقیقت کی رمز بیان کرتی ہے۔ اس کا معنی
ہے کہ آپ کے سر مبارک پر ولایت کا تاثر ہے۔
- ۳۔ ولایت کے لئے آپ کے ہم کو انشاد والوں نے لکھا۔ اور پھر و سروں کے نام
لئے لئے انہوں نے قلم کو توز دیا۔
- ۴۔ آپ گہر بار نام کا الف نبی اکرم ﷺ کی آل پاک کی نشاندہی کرتا ہے۔
- ۵۔ الف کو جب انہوں نے لکھا تو نبی پاک ﷺ کی آن اس سے مراد تھی۔
- ۶۔ ایمان و ارہونے پر نے بشارت دی کہ زمانے کے اندر اللہ کی رحمت آگئی۔

- ۷۔ جب ر نے آپ کے نام مبارک میں ظہور کیا تو رحمت کی طرف آپ کے وجود کی رہنمائی کی۔
- ۸۔ ر کے بارے میں ت پوچھ کر اس سے کون سارا ذرا ظاہر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ رب العالمین کی رحمت کا نشان ہے۔
- ۹۔ اسی طرح ث کامیابی سر بلندی کی خلافی ہے۔ کہ آپ عشق کے میدان میں ٹاہب قدم ہیں۔
- ۱۰۔ اس میدان میں چشم قلب نے ایسا کوئی نہیں دیکھا۔ فخر کی منزل میں آپ جیسا کوئی ٹاہب قدم نہیں ہے۔
- ۱۱۔ آپ کے نام کا یہ انعام رکھتا ہے کہ آپ حیدر کی آن ہیں اور عرفان الہی رکھنے والے عارف خامس ہیں۔
- ۱۲۔ آپ کے نام مبارک کی عین سے میرا خیال تازہ ہو گیا ہے۔ کہ آپ کی وجہ سے یہ عشق کو شہرت و بلندی حاصل ہو گئی ہے۔
- ۱۳۔ آپ کے نام مبارک کے ل سے یہ راز ظاہر ہوتا ہے کہ فخر کا لباس آپ کے جسم مبارک کو آراستہ کرنے والا ہے۔
- ۱۴۔ ایسا فخر کہ اللہ کے محبوب نے یہ لفڑی بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ میں فخر پر فخر کر رہوں۔
- ۱۵۔ یہ آپ کے کمالات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آپ اس زمانہ کی یادگار ہیں۔
- ۱۶۔ خدا بخش اللہ کی یادگار میں دعا کرتا ہے کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں،
- ۱۷۔ چاند سے لے کر چھلی تک ہر شے سر کار و ارش پاک کی مسخر رہے۔

تفصیل و تعارف تجفف الاصفیا

پہلا تجفف: قصیدہ عینی شریف، مولود خاص جناب والا، کی سفات کا بیان۔
دوسرا تجفف: آپ کی ولادت با سعادت کا ذکر شیر اور جناب والا کی تاریخ ولادت کا بیان۔
تمرا تجفف: آپ کے نسب کا بیان اور اس مخدوم امام کے مزراز آباد اجادوں کے اہمیت
گرامی کا ذکر خیر۔

پوتھا تجفف: آپ کے علم حاصل کرنے کا بیان، وینی علوم کے علاوہ علوم سُبی کا بیان۔
پانچواں تجفف: عشق حقیقی کے سورج کا آپ کے وہ سبق دل پر چمکنا اور آپ کے فیضان
کے انہی بار کا بیان۔

پہنچا تجفف: آپ کے مبارک سر پر خلافت کی مبارک گہرگی کا سچانا اور مرشد پاک کی
طرف سے سفر کرنے کا حکم صادر کرنے کا بیان۔

ساتواں تجفف: جناب والا کے ۱۴ اسال کی عمر میں ۱۲۵۳ھ میں بیت اللہ شریف کی طرف
ترشیف لے جانے کا بیان۔

آٹھواں تجفف: بسمی شہر میں آپ کا پہنچنا اور اولیائے عظام کے مزارات مقدسہ کی
زیارت کا بیان۔

نواں تجفف: جناب کا جہاز پر بخیر کھائے پیئے سوار ہونا اور تاج روکو بثارت ملتا۔

دوواں تجفف: کعبہ شریف کے طواف سے جناب کا مشرف ہونا اور جن اکبر کی سعادت
حاصل ہونے کا بیان۔

کیسا رحمواں تجفف: جناب کا خیر البشر سرور کائنات کے ردض انور پر بعد طواف حاضر

ہونا اور مدینہ شریف میں زیارات مقدسے کے بعد اپنے ڈلن واپسی کا بیان۔ جناب کے حیلہ شریف کا بیان۔

بارہواں تحدی: جناب کا دوسرا بار بیت اللہ شریف کی حاضری کا بیان۔ ۱۲۵۷ھ

تیرہواں تحدی: آپ کا اپنے ڈلن میں رونق افروز ہونا۔ ۱۲۶۰ھ

چودھواں تحدی: آپ کا بیت اللہ شریف کی طرف ارادہ فرمایا۔ تیسرا دفعہ کا بیان۔ ۱۲۶۰ھ

پندرہواں تحدی: جناب کا مدینہ شریف کے راستے میں مسجد میں رجب جذب کے حصول کا بیان۔

سولہواں تحدی: جناب کے حلم و حیا کا بیان، جذب کی شورش میں کمی کا بیان۔

ستہرواں تحدی: میں سال کی عمر میں، مجاہدہ کے طریقہ کے اختیار کرنے کا بیان۔

انھارواں تحدی: آپ کے صدق مثال، اکل خالی اور عشق کا بیان۔

انیسواسیاں تحدی: طالبان طریقت کو بدایت فرمائے کا بیان۔

ہیسواسیاں تحدی: آپ کے پیول چلنے کا بیان اور کسی جگہ مستغل قیام نہ کرنے کا بیان۔

اکیسواسیاں تحدی: تیسرا بار بیت اللہ شریف اور مدینہ شریف سے واپسی کا بیان اور دیوبئے شریف میں مستغل رونق افروز ہونے کا بیان۔

پانیسواسیاں تحدی: آپ کی کرمات کا بیان، آپ کی پوشیدہ کرمات پرمنی چند واقعات۔

تیسیسواسیاں تحدی: آپ کے عجیب و غریب تو احمد و ضوابط اور چند منظوم دکایات اور مناجات کا بیان۔

چوتھیسواسیاں تحدی: اس رسالہ کے اختتام کا بیان اور صاحب امان اصلاح سے اصلاح کرنے کی خواہش کا بیان۔

تحفہ اول: قصہ دیوی شریف کے بیان میں

قصہ دیوی شریف جناب والا کا مولود خاص، بڑی عظمت والا اور بلند درجے کا حامل مقام ہے۔ وقت کے عارفان اس کی خاک کو اسکر اور اس کے پانی کو آب حیات بخست ہیں۔ بڑے بڑے مقدس لوگ ہر صبح اس کو چکی خاکرہ بنی کرتے اور ہر شام اس شمعِ معرفت پر پوانوں کی مانند اپنی جانیں نثار کرتے ہیں۔ مصیبت زدگان آپ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھتے ہیں۔ ہر وہ جگہ کہ جہاں آپ بیٹھتے ہیں بلند مرتبہ ہے۔ اس کے رہنے والے عرشِ بکیس ہیں۔ اس کے رہنیں فرشتوں کی مانند ہیں۔ اس کے نا بد پا کیزہ سیرت ہیں۔ اس کے زادہ شریعت کے ہیروکاکار ہیں۔ آپ کے دیکھنے والے اہل طریقت ہیں۔ اس کے فقراء حضرت مسیح کا سامبا اپنے کھنے والے ہیں۔ اس کے علماء مسیحی کی روشنی رکھنے والے ہیں۔ دیوی شریف کا ہر بائی تزمین و آرائش میں جنتِ نشان ہے، رہنک خلد برین ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس میں سیکلروں ہزاروں پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اس کا پانی اپنے اندر شادابی رکھتا ہے۔

۲۔ اس کا ہر بائی گوتا گوں ہے اور اس کے ہر پھول کی خوبی کی میلوں سکے پہنچتی ہے۔

۳۔ سرہ اور شمشاد اس مقام پر سکباجا ہیں اور آب کوڑ بہاں ایک ندی کی ڈکل میں بہد رہا ہے۔

بلند شان والے دیوی شریف کے قصبہ کی کیا ہی بات ہے کہ اگر باہم باکا

پیغام اس کے باغوں کو پہنچتے تو وہ بد خشائی کے عطار کی دکان کی مانند مشکل پار ہوتا ہے۔ اگر صحیح کی ہوا کا قاصد اس کے بیزہ سے گزر جاتے تو بار ان رحمت کی طرح با برکت ہن جائے۔ اور غمیق کو زمرہ دکا ہم رنگ بنادے۔ کیا یہی خوب قصہ ہے کہ جو آسمان کی مانند ہے۔ اگر آسمان روچ افزایا و بہار اس باعث میں چاہئے تو اس نے مشکل کا شکاروں میں سے ایک ہے۔ نیم سینچ اس کی خوشبو پھیلانے والی ہے۔

جناب والا کے قصہ کی تعریف میں چند اشعار

- ۱۔ دیوبے شریف اور اس کے ساکنان کی کیا یہی بات ہے، کہ میرے اشعار "فادخلوا" (پس اس میں داخل ہو جاؤ) اس کی شان میں ہیں۔
- ۲۔ دیوبے شریف کے قصہ کی کیا یہی شان ہے جو ہندوستان کے لئے باعث خیر ہے۔ غرت و احترام کے لحاظ سے سندھ سے بھی ہڑھ کر ہے۔
- ۳۔ دیوبے شریف کے قصہ کی کیا یہی شان ہے جو شل خلدو برس ہے۔ یہ سرز میں سورج اور چاند کے ظہور کی سرز میں ہے۔
- ۴۔ دیوبے شریف کے قصہ کی کیا یہی شان ہے کہ جو باغ کی طرح پسندیدہ ہے۔ اس کی اطراف دلکش اور جنت نظریہ ہیں۔
- ۵۔ اس کی آبادی اور طرز و اندام از عجیب دلکش ہے۔ جو عرش سے بلند اور کرسی کے قریب ہے۔
- ۶۔ اس کا ہر گھر قصر روم کے محل کے لئے باعث رٹک ہے۔ اس کے متون

- لماں کان سے بڑ کر دیں۔
- ۷۔ اس کے رہنے والے خوش وضع، خوش مزاج اور اچھی سیرت والے ہیں۔
- ۸۔ یا انہی جب تک اس نیکوں آسمان کو بجا حاصل ہے، یا انہی جب تک سورج گور و شنی حاصل ہے،
- ۹۔ یا انہی جب تک حسن والے ناز و ادایں مشغول ہیں، یا انہی جب تک عاشق نیاز مندی کا انتہا رکرنے والے ہیں،
- ۱۰۔ یا انہی جب تک عاشق اپنی باتوں کو سچھانے والے ہیں، یا انہی جب تک پھولوں جیسے چہرے والے دلوں کو فواز نے والے ہیں،
- ۱۱۔ یا انہی جب تک شمع رات کو روشنی کرے، یا انہی جب تک پروان جلنے والا ہے،
- ۱۲۔ یا انہی جب تک باول برنسے والا ہے، یا انہی جب تک بھلی جمکنے والا ہے،
- ۱۳۔ یا انہی جب تک زمین و آسمان قائم ہیں، یا انہی جب تک کمین اور مکان اس زمین پر موجود ہیں،
- ۱۴۔ یہ سارا قصبہ دیوبنی شریف سیکھروں عزتوں کے ساتھ قائم رہے۔ ساتوں والاتوں کی زیارت گاہیں رہے۔

تحفہ دوم: جناب والا کی ولادت با سعادت کا بیان
 جس دن جناب والا نے اس ظاہری دنیا میں جلوہ گردی فرمائی۔ ملک ہدنے آپ کی آمد بابرکات کے سبب سات والاتوں پر برتری پائی۔ مبارک باوی کا آوازہ

ہلند ہوا۔ خوشی کے گیت آسمان تک پہنچے۔ اور کامیابی کی ہوا چلنے لگی اور کام رانی کے چھوٹ کھلنے لگے۔

(ترجمہ شعر:-) صحیح خوشی میں مکرانی۔ سورج نے آسمان سے مبارک بادی۔

قطعہ تاریخ ولادت

بجنپوش آمدہ باہ بہاری	بجان پر گشت از مشک تاری
شیم اندر گلتان شد خرامان	ز لطف او عنادل گل بدaman
نمایند بچکس محروم و ناکام	بجانے در نشاط پادہ و جام
درین وقت خوش و خرم زمان	نہادہ پا بعالم آن یگان
چون آمد آن شی مجموعہ فیض	لک گفت ساش چشمہ فیض

۱۴۳۸ھ

(ترجمہ) قطعہ تاریخ ولادت

- ۱۔ باہ بہار چلنے لگی۔ دنیا مشک تاری کی خوشبو سے بھر گئی۔
- ۲۔ پاس میں خوشبو دار ہوا آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ اس کے لطف سے بلیلوں نے چھوٹ اپنے دامن میں لے لئے۔
- ۳۔ کوئی بھی اپنا تقصید حاصل کرنے سے ناکام و محروم نہ رہا۔ دنیا میں عرفان سے مست ہو گئی۔
- ۴۔ اس اچھے وقت اور خوش بخت زمانے میں اس بے مثال شخصیت نے دنیا میں جنم لیا۔

۵۔ جب اس شاہ کی آمد ہوئی جو سرتا بقدم فیض ہی فیض ہیں۔ تو فرشتے نے آپ کا سال ولادت "چشمہ فیض" (۱۴۲۸ھ) قرار دیا۔

ایضاً تاریخ

ہا مگر بال افشاء نہ بفرتے شود سلطان اگر باشد فتحیرے
بظل شاد ما ہر کس کے آید شود کوئین را صاحب سریرے
چہ باشد رتبہ پوش او ہما را یود ساش ہمائے بے فتحیرے

۱۴۲۸

(ترجمہ) ایضاً تاریخ

- ۱۔ حما اگر کسی آدمی کے سر پر اپنے پر جھاڑ دے تو اگر وہ غریب، فتحیر ہو تو بھی ہادشاہ ہن جاتا ہے۔
- ۲۔ ہمارے ہادشاہ وارث عالم پناہ کے سامنے میں جو شخص آجائے، تو وہ دونوں چہانوں کا ہادشاہ ہن جاتا ہے۔
- ۳۔ آپ کے سامنے حما کا کیا مرتبہ ہے۔ "ہمائے بے فتحیر" ۱۴۲۸ھ آپ کا سال ولادت با سعادت ہے۔

جناب والا کی ولادت با سعادت کی مبارک بادی پر ایک

اردو غزل

مرد اے دل کہ دربا آیا غیرت حور د م لقا آیا

ہے بھب و جوم آن گوشن میں خندہ زن قاصد سبا آیا
 کل کسی میکدہ سے وہ گلرو بے خود و مست جیوستا آیا
 کیوں نہ ہو گلشن جہاں سر بزر آل سلطان لا فتا آیا
 ملٹت زر ہاتھ میں لئے خورشید صد دم بھر رونما آیا
 عشق بازوں میں ہے بھی چرچا واد کیا عاشق خدا آیا
 عرش پر فرش نے منادی دی وارث دین مجتبی آیا

تحفہ سوم: جناب والا کے نسب اور اسمائے کرام کا بیان
 آنحضرت کا مولا علی کے عالی شان خاندان سے تعلق ہے اور حضور اکرم
 ﷺ کے چشم و چہارخ، مولا علی المرتضی کے باع کے شریں۔ سیدۃ النساء کی آنکھ کا نور
 ہیں۔ سروردیہ امام حسین کریمین ہیں۔ حضرت زین العابدین کے لخت بھر ہیں۔ سرو
 جو نبیار امام موسیٰ رضا ہیں۔ سلطان مخلوقوں قبا مولائے کائنات کے جائشین
 ہیں۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ مولا علی عالی جناب نے جب اسی دنیا سے رحمت فرمائی جو سروردین نظر عالم
 بو تراب ہیں۔
- ۲۔ آپ کے دونوں آنکھوں کے نور حضرت امام حسن اور امام حسین اس دنیا میں
 جلوہ گر ہوئے۔
- ۳۔ ان کے بعد دین کے رکن اور افتخار زمانہ امام زین العابدین جلوہ فرم
 ہوئے۔

- ۳۔ حضرت کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت امام باقرؑ، امام جعفرؑ، امام موسی کاظم پادشاہوں کی طرح جلوہ گر ہوئے۔
- ۴۔ ان کے بعد باعث فخر آں پاک امام موسی رضا جلوہ فرمایا ہوئے۔
- ۵۔ آپ کے فرزند مبارک سید اعلیٰ علام اللہ بن بزرگ اور محمد و مام تھے۔
- ۶۔ جب آپ کی نسل سے دنیا میں حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو تمام جہاں آپ کے قدموں کی برگت سے کامیاب و کامران ہو گیا۔
- ۷۔ ان کے شہزادے سید عبد الواحد تھے جو دنیا میں خوشی کے پھول کی مانند رونما ہوئے۔
- ۸۔ جب آپ سے سید عمر پیدا ہوئے تو باخ دنیا نے ایک نیارنگ اختیار کیا۔
- ۹۔ پس آپ سے زین العابدین پیدا ہوئے جو ساری دنیا کے لئے اس دنیا میں جنت نشان ہیں۔
- ۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے جو خداۓ بخوبی بے، اس نے آپ کو جنانا نور بصر سید عمر کی صورت عطا فرمایا۔
- ۱۱۔ سید عمر سے سید عبد الرحمن کا شف اسرار خالق صمد پیدا ہوئے۔
- ۱۲۔ جب میراں سید احمد پیدا ہوئے تو تکش دین میں ایک نئی بھار آگئی۔
- ۱۳۔ ان سے حضرت سید کرم اللہ پیدا ہوئے جن کا شہزادہ امان تھک پہنچا۔
- ۱۴۔ چاند جیسے سید سلامت جب پیدا ہوئے تو آپ کا نام پاک مولا نے کائنات سید اعلیٰ المرتضی کے ساتھ مادیا گیا۔
- ۱۵۔ اور آپ کی نسل پاک سے مبارک خادتوں اور اعلیٰ سربراہی قربان علی

پیدا ہوئے۔

۱۷۔ سیدنا حاجی دارث علی شاہ نبی پاک ﷺ کے دین کے دارث اور ولایت کا تاج ہیں اور ہندوستان کا فخر ہیں۔

۱۸۔ قضاقد رکا فیصلہ کرنے والوں نے جو پکھو رسول اکرم ﷺ کو پہنچایا،

۱۹۔ نبی اکرم پر نبوت شتم ہو گئی۔ چند اصحاب کرام اور آل رسول سے چند مسیتوں کا اس منصب اور عطا کے لئے چناؤ ہوا۔

۲۰۔ کچھ لوگوں نے ان کے صدقے حسن و دام پالا جو بانصیب سماۓ کرام خبرتے۔

واضح ہے کہ سرو دکا نات ﷺ جو ساری مخلوق کے سردار اور تمام مخلوق سے افضل و برتر ہیں۔ حضور نے دو قسم کے بیاس شتم ہونے کا اور اسیری کا، اوزھر کے تھے۔ آپ نے شرک کی نقشی کی اور تو حید کا جھنڈا الہرا یا۔ آپ جو کہ منبع جہود و تھا ہیں آپ کے اس جہان قضاقد رمیں، اس گردش کرنے والی مسیتوں سے بھری دنیا کی بے شانی کو ٹابت کرنے کے لئے، نبیور مسعود سے قبل ہی آپ کے لئے بیتمنی و اسیری لکھ دی گئی تھی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جب عزت اور بلندی والے تاج کے موئی نے ماں کی گود میں جنم لیا۔

۲۔ آپ کے اس دنیا میں قدم رکھنے کو آپ کے والد ماجد نے اپنی کامرانی گروہا ہا۔ اور زمانہ آپ پر قربان ہو گیا۔

۳۔ انبیوں نے سونا چاندی آپ پر قربان کیا۔ اور قصبه دیوبنی شریف کے چاروں طرف سمتا جوں کو با یا گیا۔

- ۱۔ ابھی ان کے عشق کی شراب پیا لے میں تھی کہ چونگ کہن نے ایک نیا محل
کھیا۔
- ۲۔ کہ والد ماجد نے اپنے سفر آخرت کے لئے سامان بانجد لیا۔ آمان نے
تینی کاغذات آپ کے سر پر ڈال دیا۔
- ۳۔ پھر اس شاہ والا کی آمد کے پچھی عرصہ بعد، آپ کی مادر مہربان بھی قبر میں
بیٹھ گئیں۔
- ۴۔ یوں دنیا میں کوئی دوسرا مدھماگا را آپ کے لئے نہ رہا کہ آپ کے والدین قشاو
قدر کا شکار ہو گئے۔
- ۵۔ سنتے ہیں کہ اچھی سیرت والی ماں نے اُسکی بھی وقت باخیر وضواہ آپ کو دو دو شمسی
پایا۔ الحضر آپ کی باعزت والوی جان نے جو اچھی بتید حیات تھیں، نے آپ کی
کنالات کی۔ یعنی مہربان دای کو دو دھپلانے کے لئے مقرر فرمایا۔ اور آپ کی پاسداری
کے لئے ہر قسم کے دروازے کھول دیئے۔
- تحفہ چہارم: ظاہری علم کے حاصل کرنے کا بیان**
- جس وقت آپ پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ مدرس کی طرف مائل
ہوئے۔ اور اپنے آپ کو اپنے مہربان استاد کے سامنے پیش کیا۔ (ترجمہ اشعار)
- ۶۔ واہ واہ اود استاد بہت بلند قسمت ہے کہ دنیا کی یہ خوبیوں اس کے حص
میں آئی۔
- ۷۔ اس استاد کا درجہ آمان تک پہنچا ہوا ہے کہ ہما جیسا شاگرد اس کے جاں میں

پہنچا۔

۳۔ آپ کے مدرسے نے تازہ رنگ اور چمک حاصل کی کہ آپ کے داخلہ کی وجہ سے بچوں کے چہروں پر ایک بیجیب حرم کی سرفی دوڑ گئی۔

۴۔ وہ نیچے اس بادشاہ کے ساتھی ہن گئے، علم حاصل کرنے میں اور ان کی مثال ایسی ہو گئی جیسے تاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے۔

۵۔ آپ اچھی عادتوں والے اور مبارک قسم والے ہیں۔ چنانچہ بہت جلد علم کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

اس وجہ سے کہ وہ الشاذ و معانی کو پہچانتے والے ہیں۔ اور مردم شناس ہیں۔ یعنی آپ کو علم کے ساتھ اور علم کو آپ کے ساتھ وہی نسبت ہے جو لذاظ کو معنی کے ساتھ اور معنی کو لذاظ کے ساتھ ہے۔ چند ہی سالوں میں آپ نے قرآن پاک ختنائی کر لیا اور تحریزی مدت میں مردہ نصابی کتب کی منزل طے کی اور عقائد شریعہ کا علم حاصل کر لیا۔ اور تحریزی مدت میں آپ نے اپنے آپ کو اپنے مقصد کی بام پر پہنچا دیا۔ (ترجمہ شعر)

۱۔ اے اسرارِ معرفت کے نانے کے ساتی آجا اور مجھ پر یثان حال پر نکاہ کرم ہاں۔

۲۔ ایسی شراب پاک کیں ظاہری نکل دصورت کو چھوڑ دوں اور وائی حسن کے مشق میں مشغول ہو جاؤں۔

تحفہ چشم: آنجنا ب کے وسیع دل پر عشقِ حقیقی کے سورج کے چمکنے کا بیان

- ۱۔ جب آپ کی عمر مبارک آنحضرت سال ہو گئی۔ تو نئے پھول آپ کے ہجود شریف سے پھوٹے۔
- ۲۔ حرمی کے وقت آپ بنگل کی طرف چلے جاتے اور رات بھر آپ ستاروں کو دیکھتے رہتے۔
- ۳۔ زادہوں کی طرح آپ عبادت فرماتے، راتوں کو جاگتے۔ آپ کا دل مبارک زندہ تقویٰ کے شوق و ذوق سے سرگرم رہتا۔
- ۴۔ کبھی حرم کی طرف نکلا، فرماتے اور شکست دل لوگوں کی طرح آجیں بھرتے۔
- ۵۔ آپ اپنے دل میں مدینہ شریف کی گلزاری کے اور ہر وقت مدینہ شریف کا ذکر کرتے۔
- ۶۔ جب نبی پاک ﷺ کا حامی مقدس شنبہ تو مرغ نسل کی طرح تراپتے۔
- ۷۔ آپ کا روند پاک دیکھتے کے لئے آپ سایہ کی طرح زمین پر لیٹ جاتے۔ یعنی بے حد عاجزی و اکساری کا انکھار فرماتے۔
- ۸۔ کسی نے کہا کہ یہ بے مثال ولی ہے اور کسی نے کہا کہ دیوار ایکی اس کو لاحق ہے۔
- ۹۔ کسی نے کہا اسے عشق نے کھو دیا ہے اور کوئی کہتا کہ اس پر جادو کا اثر ہو گیا ہے۔

۱۰۔ کسی نے کہا کہ اس پر کسی پر می کا سایہ پڑ گیا ہے یا مشک کی تکانے اسے بخود بنا دیا ہے۔

۱۱۔ الخضرہ شخص اس حتم کی باقی کر رہا تھا کسی نے اس ہستی کے دل کے از کونڈ پلے۔ آنحضرت کی ہمیشہ صاحبہ عینیہ نے اپنے خادم خادم علی شاہ صاحب فارف باشد کے ساتھ آپ کی پریشانی کی حالت کو بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نہ ہجتوں ہے نہ عاشق ہے بلکہ عاشق خدا ہے۔ اس کو انہوں تعالیٰ نے ماوراء اوپی بیدا کیا ہے۔ ابتدائی مریم ہی یہ کمال تک پہنچ گئے۔ الخضرہ تین سال اسی طرح اس فرشتہ خصال پر گزرے۔ یہاں تک کہ آپ کی عمر شریف گیا رہ سال تک پہنچ گئی۔ پھر ایک دن جناب کرامت انتساب مظہر جاوہ جمال مطرح فضل و کمال شن شبستان و انش چرانی بزم آفرینش عامل طریقت عالم حقیقت موحد خدا آگاہ حضرت خادم علی شاہ صاحب نے آپ کو تھائی میں طلب فرمایا اور آپ بیعت کے شرف کی نعمت سے ملاماں ہوئے۔ ہر دن آپ کی تربیت زیادہ سے زیادہ کرتے۔ اور ہر لحاظ سے آپ کے باطن کی صفائی کے لئے بہت کوشش فرماتے۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد ہی آپ اشغال کے مشائق ہیں گئے اور ذکر فکر میں محور ہے گک۔ اور آپ کا دل انوار کا فیض اور اسرار کا خزینہ ہیں گیا۔ کہتے ہیں۔ (ترجمہ شعر) ہم نے ذکر کیا تو فکر پیدا ہو گیا۔ ہم نے فکر کیا تو حق ظاہر ہو گیا۔

کئی راتوں کو نوافل کی ادائیگی میں اس طرح قیام کرتے تھے کہ آپ کے نزدیک اعلیٰ پاؤں پر درم ظاہر ہو جاتا تھا۔ آپ کے دل میں جو حق کی منزل تھی دن بدن اس میں ذوق فروں ہوتا جا رہا تھا۔ عام لوگ اسے دیکھتے تو حیران ہوتے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساقی! آجا کر دوست بھو سے بھاگ گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ
وہ است نے مجھ میں کیا ریکھا ہے۔

۲۔ بھجے ایسا شراب کا پیالہ پا کر میں فوراً یار وغیرہ کے فکر سے باہر نکل آؤں۔

حاجی خادم علی شاہ کے انتقال کا بیان

جناب تقدس مأب زبدۃ الاولیاء خاصۃ الائتماء حقیقت و متہجہ حضرت خادم
عی شاہ جسمانی یقایاریوں میں جلتا ہوئے اور اس زندگی مستعار سے دوست بردار ہو
گئے۔ آپ کی زندگی کا جام لبریز ہو گیا۔ اور آپ کی زندگی کا تعلق قائم ہونے کے قریب
اکیا۔ تو اس افسوسناک حالت کے سنتے سے خدام آں خندام آپ کی خدمت میں
ماضی ہوئے اور علاج کے لئے اصرار کیا۔ چنانچہ آپ قصابوں کے پل کے قریب جو
ہزار لکھنؤ میں واقع ہے قیام پنڈی ہوئے۔ اور علاج کرانے میں معروف ہو گئے۔
ایک دن جناب وارث علی شاہ حاضر خدمت تھے کہ مقتدائے زباد و چیتوائے عباد عامل
وہ حقیقت آگاہ جناب اکبر شاہ دیار مغرب سے لکھنؤ میں تشریف لائے۔ اور مسجد
سالمیان میں جو چوک کے نزدیک واقع ہے، وہاں روانچ افروز ہوئے۔ موصوف
امرون و مشہور ہیں، اعلیٰ صفات کے مالک ہیں، فرشتہ سیرت ہیں، دریافت عبادت
ہیں، شب و روز بسر کرتے ہیں۔ حضرت خادم علی شاہ جناب والا کے بھراہ اکبر شاہ
سائب کو ملنے گئے۔ جب انہیوں نے اس مقبول کو نین قرآن السعدین کو دیکھا تو بہت
اُن ہوئے۔ اور اس عظیمت و جاہ و اے سورج، چاند جیسے اور بلند مرتبہ والے وارث
علی شاہ کو اپنی آنکھوں میں لے لیا۔ اس وقت صاحب معافی و لایت سید وارث علی شاہ

کے بارے میں آپ نے حضرت خادم علی شاہ سے فرمایا کہ اس جوان لڑکے کی طرف ہزار سال تک کوئی دوسرا اس ملک میں نہیں آئے گا۔ یہ انسانی خلل میں فرشتہ ہے۔ اور سر اپا نور ہے۔ خاکی جسم میں پوشیدہ ہے۔ دنیا کی چاروں اطراف میں یہ مشہور، معروف ہے۔ معلوم نہیں یہ کہاں سے کہاں تک پہنچیں گے۔ اور تمام جن و انسان ان کی اطاعت کریں گے۔ (ترجمہ شعر)

اس کا دل اللہ تعالیٰ کے اسرار کا ایک سمندر ہے اور سورج سے لے کر چاند تک اس کا ایک قطرہ (براہ) ہے۔

جتنا ہو سکے اس کی تربیت میں سعی کریں۔ حضرت خادم علی شاہ اگرچہ بہت بلند مرتبہ تھے اور وارث علی شاہ کے اعلیٰ مرتبہ سے خوب اقت تھے۔ چنانچہ آنحضرت کو اپنے زمانے کے تمام بزرگوں سے بڑھ کر جانتے تھے۔ مگر ان کرامتوں والے ارشاد کے مطابق خوب کوشش کرتے اور ہر روز ان کی تربیت زیادہ سے زیادہ کرتے تھے۔
شعر:

چہرے کو کب کو کب یہ سلیقہ ہے ستگاری میں
کوئی معموق ہے اس پر وہ زنگاری میں

خادم علی شاہ صاحب کا علاج مفید ثابت نہ ہوا۔ آخر کار ایک دن تمام مریدوں کو اپنے پاس بایا اور ہر کسی کو درجہ بد رجہ، بیش کے لئے رخصت کیا اور اپنی انتہا کے ساتھ کچھ گوہ رائٹک پر وئے اور کلک تو حید پا آواز بلند پر حا اور آپ کی مبارک روشن جسم سے بلند جنت کے باعث کی طرف ازگئی۔ اور کل نفس ذاتۃ الموت کی شراب کے نش میں مدبوش ہو گئے۔ نور ایامت جیسا شور برپا ہوا اور ہر آدمی آہ و زاری

میں مصروف ہو گیا۔ صفر المظہر کی تاریخ ۱۴۵۳ھ آپ کی نعش مبارک شاہانہ ملبوس کے ساتھ مجھہ مذکورہ سے اٹھائی گئی۔ جناب والا بھی ہمراہ روان ہوئے۔ فریضی محل کے علاوہ اور سید فدا حسین یعنی اور شاہی اور اکیم سلسلت آپ کی نعش مبارک کے ساتھ دوڑ کر آ رہے تھے۔ شاندار شاہانہ تھا تھوڑے کے ساتھ آپ کا جنازہ گول گنج میں پہنچایا گیا۔ سات تو پوس کی سالی دی گئی۔ اور شاندار جلوس کی ٹھیکل میں آپ کا جنائزہ ادا کیا گیا۔ واقعہ نقیری کی میت کے بارے میں کوئی معلوم نہیں ہوا۔ کہتے ہیں: (ترجمہ شعر)
بان بات اسی طرح ہے کہ جو جناب کے عاشقوں میں سے ہے وہ آپ کے مرنے کے بعد تمام دنیا میں مشہور ہو گیا۔

تاریخ رحلت جناب موصوف از صنعتِ توشیح

یہاں رقم کی جاتی ہے:-

- ۱۔ خادم ملی نے ملک عدم میں قدم رکھا، یا اللہ ان کا انجام اچھا ہو۔
- ۲۔ ماتحت کرنے والوں کی فربیا اور آجیں اس طرح بلند ہو گئیں کہ اس کے پوجو سے بلند آسمان کی پشت نیز ہو گئی۔
- ۳۔ ایسا معلوم ہوتا تھا تمام دنیا والے بوڑھے اور جوان دنیا سے فوت ہو گے۔
- ۴۔ ہائے افسوس اور بہت افسوس اے عزت والے پادشاہ سلامت۔
- ۵۔ کہا گیا کہ سارا شہر تکھنہ ماتم کدھہ ہن گیا۔ تمام ہن و انسان اور فرشتے مسلسل آجیں بھر رہے تھے۔
- ۶۔ میں ناز کرتا ہوں اس طبیے پر جو میرے دل کے صفحی پر آپ کے وصال کی

تاریخ تحریر کی گئی۔

۶۔ آپ کے وصال کا سال تو شیخ کی صفت سے بیان کیا گیا۔ میں گمان کر رہا ہوں کہ تحریر کرنے والا اسے پسند کرے گا۔ ۱۲۵۲ھ

تحفہ ششم: سرکار کی خلافت کا بیان

تمیرے دن فاتحہ خواہی کے مراسم ادا کرنے کے بعد، جائشی کی پگڑی
باندھنے کے لئے فقراء، رہسنااء اور غرباء کے گروہ اکٹھے ہو گئے اور متناہیان وارونے
کارخانے جات جو صاف دل خادم اور مرید خاص تھا وہ بھی حاضر تھا۔ پگڑی کوڑے میں
رکھا گیا اور سبھری سرپوش اس پر رکھ کر پیش کیا گیا کہ یہ شان والا گروہ جو حضرت خادم
علیٰ شاہ کے قائم مقام ہونے کے لائق ہے اس کو یہ خلعت عطا کرے۔ حاجی نام
حسین کہ جو خادم خاص تھا وہ خود کو حضرت کا قائم مقام سمجھتا تھا۔ اس نے شہر کے علاوہ
مشائخ کی خدمت میں حصول دستار کے لئے تحریک بھی پیش کی۔ ایک بزرگ کے قول
پر نظر رکھو جو یہ کہتے ہیں کہ:— (ترجمہ شعر)

لقدیر کے دائرے سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کر۔ لکھتے ہوئے کوہیش اپنے مد نظر رکھ۔
آخر کار اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فوراً سید سعادت علی بن سید محمود مجتھق
بن حضرت غوث گوالیاری اٹھے اور سید وارث علی شاہ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی جگ سے
اٹھایا۔ جناب اکبر شاد صاحب اور امید علی شاہ صاحب نے ان کے ساتھ اتنا نق کیا۔
چنانچہ وہ دونوں اپنی جگ سے اٹھے اور وہ دستار بسم اللہ شریف پڑھ کر آپ کے سر انور پر
رکھی۔ فرشتوں نے کہا بہت اچھا ہوا اور آسمان نے کہا وہ وادی کیا ہی اچھا ہوا۔ حاضرین

بلاس اتفاق کے ساتھ یہ قطعہ زبان پر لایا۔ پیشانی پر جو لکھا ہوا تھا۔ اتندریکی قلم نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ جو صاحب اس جا سے میں نہیں ہوئے تھے وہ اس کو مٹانے سنکے، جو لکھنے میں لکھا ہوا تھا۔

تحقیقہ ہفتم: سرکار کے پہلے سفر حج اور واقعات راہ کا بیان

جب جناب عالی چودہ سال کے ہوئے تو چودھویں رات کے چاند کی مانندہ تمام مظہر اور جمال کا شانہ کمال گھر کو منور کیا۔ اچانک کشش عشق اور جذبہ صادق سے بیت اللہ شریف کے طواف کی خواہش آپ کے دل میں آئی۔ اور اتفاقاً قوائیں اسی رات آپ نے سوتے کے دوران اپنے چیر و مرشد کو خواب میں دیکھا۔ اور سفر کی اجازت کے کلمات سے جو سرمایہ مسرت ہے۔ چنانچہ آپ نے سفر کے لوازمات کا انتظام فرمایا۔ جناب کے اکثر دستوں اور غزیروں نے جو اس قدر جلدی ارادہ کے مانع تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ کسی کی سوچ پختہ اس ارادے میں رکاوٹ نہ ہن سکے گی۔ یقیناً ہر ایک نے سفر کے اقدام کے آغاز پر اتفاق کیا۔ اور سبی کلمات ان کے ذمیں اب تھے۔ (ترجمہ شعر)

آپ نے سفر کرنے کا ارادہ کیا ہے اللہ کی مہربانی اور شفقت آپ کی مدد کرے اور اہل نظر قائد سالار آپ کی مدد کرے۔ پس اس بلند وبالا آسمان کی شفقت کے بعد ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ آپ مبارک فائل کے مطابق محبت کے سورگی طرح آسمان کے باعث میں خرماں خرماں روانے ہوئے۔

صحیح کے وقت جناب نے اپنے مرشد پاک کی قبر پاک کو بوس دیا اور لکھنؤی

چند شخصیات کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ اور چاند کی طرح تھوڑے تھوڑے پراؤ کے ساتھ منزل کو ملے کیا۔ سونج کی طرح ایک شہر سے دوسرے شہر میں تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ قبہ شکور آباد میں خبہرے۔ کچھ دن وہاں قیام کیا۔ اس قبہ کے باشندوں نے جوابی نظر تھے اور صاحب شنید تھے انہوں نے آپ کی عرضیکھی تو، وہ بہت کم تھی لیکن کشف و کمال اور شوکت جاہ و جمالی دیکھا تو وہ تصویر کی طرح حیران رہ گئے۔ اور آخر وہ اس بُداشت کے مضمون پر آگاہ ہوئے۔ جو شخص سعادت مند ہوتا ہے وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی سعادت مند ہن جاتا ہے۔ انہوں نے بُداشت کے اس مضمون کا سرائش لگایا۔ ان میں سے زیادہ متمن ہو کر سمجھ گئے۔ اور بیعت حاصل کرنے سے مشرف ہو گئے۔ ایک ہفتہ تک انہوں نے حضرت کو وہاں سے رخصت نہ ہونے دیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساقی! آ جا کر میں اپنا آپ کھو بیٹھا ہوں۔ میرے سامنے بے شمار ہیابان ہیسا۔

۲۔ میں نے آپ کے چہروں اور کی خوبی سنی اور وہ کیمی میں نے اپنا کام چھوڑ دیا۔ اسے میرے مرشد دیوار کے وقت مجھے کیا کرنا چاہئے۔

آنجناب کا ایک شہر سے دوسرے شہر جانا اور ہزاروں

لوگوں کا مرید ہونا

جاتا ہے بیت اللہ شریف کے طواف کی خواہش کا اس قدر جوش تھا کہ آپ کے دل میں اطمینان نہ ہوتا تھا۔ حب بیت اللہ نے آپ کے دل کو شکور آباد سے

ابھارا۔ اور محبت کا تعلق اس کے باشندوں سے تو زاد۔ چنانچہ شکور آباد کے قصہ سے فیروز آباد آنحضرتے اور وہاں سے فتح پور سکیری اور وہاں سے بندوں اور وہاں سے موضع ہرداں ول ریاست ہے پور اور وہاں سے جی پور خاص مختلف جگہوں پر قیام فرمایا۔ جس جگہ آپ نے قیام فرمایا سیکڑوں لوگ آپ کی دیعت سے مشرف ہوئے۔ اور جس وقت فرشتہ سیرت آنحضرت کے کشف و کمال کی شہرت نے بلندی حاصل کی تو آپ کی شہرت راجہ بخت سنگھ والی ہے پور تک پہنچی۔ وہ بھی آپ کا بہت مشاق ہو گیا۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت القدس میں پہنچا اور آپ کے ادب احترام میں زمین بوس ہوا۔ (ترجمہ شعر)

جب اس نے اس آفتاب ولایت کو دیکھا جو بڑی تاب و طاقت کے ساتھ چک رہا تھا تو موم کی طرح آپ بیدہ ہو گیا۔

جس وقت بارہب جمال پر نظر پڑی تو عقل کے پرندے کو سر کے پنجرے سے دور کر دیا اور اس کا اعتقاد اس طرح تھک ہو گیا کہ اختیار کی بائگ ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور انتہائی اوب کے ساتھ ہوت کھولے اور آپ کو دعوت دینے کے لئے عرض کی۔ چنانچہ آنحضرت نے دعوت قبول فرمائی اور اس کے گھر اگلے روز قدم رنجھ کی۔ راجہ مذکور انتہائی عزت اور محکم کے ساتھ پیش آیا۔ اور دستخوان کی قسم کی فرمایا۔ راجہ مذکور انتہائی عزت اور محکم کے ساتھ پیش آیا۔ اور دستخوان کی قسم کی نعمتوں کے ساتھ آ راست کیا۔ الغرض جتاب عالیٰ کے اوداع ہونے کے وقت اپنے محل سراکی روشنی پر حانے والی تقریب کی دعوت دی۔ وہاں اس نے خود اور اپنی الہی مبارانی کے ساتھ زمین خدمت چوئی۔ مریدوں کی طرح آپ کی طاعت کا حالت اپنی روح کے کائن میں پہنچا۔ اور عمدہ تھیں کہ۔ جتاب عالیٰ نے وہاں سے بھی رفت

ستر ہاندھا اور جانب اجیمیر شریف کی راہ لی۔ یہاں تک کہ چار منزلیں ملے کرنے کے بعد اجیمیر شریف پہنچ گئے۔ جنت نظیر روضہ اقدس دکھائی دیا۔ جس کے درود یار انوار رحمت سے روشن ہے۔ اور اس کا ہر چشم کوڑ و تسمیم کے چشمیں کی طرح جاری تھا۔ آب رحمت اس کی آسمان نظرِ محیٰ کو سر بزرو شاہ اب کر رہا تھا۔ اس کا سخن جنت کے پانوں کی طرح مدد پانوں سے لمبیز تھا۔ اس کی آب و ہوا بہت مددِ محیٰ ہو رونج کو تروہات زد کرنے والی تھی اور اس کی فضا ابھائی لکش تھی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ روضہ اس قدر بیجیب واقع ہوا تا کہ جیسے نیلے آسمان کے طبق میں انڈا پڑا ہوا ہو۔

۲۔ اس کا ماہول اس قدر خوبصورت اور صاف تھا کہ جیسے دل کے آئینے پر مسکرا رہا تھا۔ مختلف ذرائع سے معلوم ہوا کہ بھی پاکیزہ روضہ مبارک شبنشاہ وین پناہ قلب الاتقاب محلی القاب خضر ماضیں خواجہ خواجہ گان حضرت خوبچہ مصین الدین چشتی موجود خاندان چشت اہل بہشت کی آرامگاہ ہے۔ آپ کے آستانہ پاک کی خاک اولیائے کرام کے لئے لفر کا تاج ہے۔ اور اس شعر کا مضمون ان کی شان میں خوب معلوم ہوتا ہے۔ (ترجمہ شعر)

آپ بیش پہنچنے والا نور اور دوفوں جوانوں کی شمع ہیں، بارگاہ اذل کی سنجی ہیں اور اندر حیروں کے ختم کرنے والے آفتاب ہیں۔

ہر شے پر فوقیت رکھنے والے شوق کے ساتھ آپ روضہ شریف کے اندر داخل ہوئے اور قبیر شریف کے طواف سے مشرف ہوئے۔ خوش قسمتی سے ایسا ہوا کہ انہیں دنوں جناب حضور خواجہ خواجہ گان کا عرس مبارک تھا۔ چنانچہ جناب والا بھی

مشائخ کے جلسوں میں اور سماں میں توجہ فرمائی۔ جذبات کو آگ لگانے والے کلام کو

اس انداز سے پیش کیا کہ وجد طاری ہو گیا۔ (ترجمہ شعر)

بُجھ جلنے لگا۔ دل میں گرمی پیدا ہو گئی۔ رُگ جاں پھر کئے گئی۔

اپنے آپ پر قابو کرنے والی بآگ آپ کے ہاتھ میں نہ رہی اور دل کے
گھوڑے کو بے خبری کے صحرائیں دوڑایا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ آپ مرغ نبیل کی طرح ترپنے لگے۔ آپ کا دل چاہتا تھا کہ جسم سے روح
پر واز کر جائے۔

۲۔ آپ کے سربراہ کنے محفل اور ہوش کو پرے رکھ دیا۔ آپ کی آنکھوں سے
آنسوؤں کا سیاہ جاری ہو گیا۔

۳۔ محفل میں موجود ہر شخص جو آپ کو دیکھ رہا تھا ان کا حال بھی بدلتے گا۔ میں
نے سنا کہ خوب صاحب کی قبر بھی حرکت کرنے لگی۔

الخیر حاضرین پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ہر شخص نے آدھر یاد شروع کر دی۔ کچھ
دیر کے بعد کہ جب امام الاولیاء ہوش میں آئے۔ تمام حاضرین آپ کے ہاتھوں اور
پاؤں کو بوس دے رہے تھے۔ جناب عالی نے اسی گدان لوگوں کی خوانش کے مطابق
وہیں قیام فرمایا۔ اور ایک بخت نظرے رہے۔

وہاں روشن عرش بوس کے احاطہ میں کچھ مرد عورتیں اٹھنے ہو گئے۔ اچانک
جناب کے سبق کا تیر عبدالشکن تراش کی لڑکی بی بن کے دل میں لگا۔ یہ بہت حسین
تھی۔ اور کافی مالدار تھی۔ وہ جمع میں اس طرح بیٹھی ہوئی دیکھ رہی تھی کہ جیسے عاشق
ہیلیں بلبل دیکھنے میں خوب ہو جاتی ہے۔ اس پر مدھوشی طاری ہو گئی۔ بالآخر صفات آسمان

سے زمین پر پہنچا۔ اگلے روز مسماۃ المکورہ جناب کی خدمت میں پہنچی اور بیعت ہوئی۔ شبانہ لباس ترک کر دیا اور تمام خاندان سے اپنا تعلق قطع کر لیا۔ جناب والا نے اس کو بیہن اللہ والی کا خطاب عطا فرمایا اور اس کی رہائش گاہ و روضہ شریف کے گجرہ کے قبریں جو بزر فرمائی۔ تادم تحریر و دوہیں موجود ہیں اور قیامت کے مصلی پر نبھری ہوئی ہیں۔ سنا گیا ہے کہ بڑا رہا تلقی ان کو مخدومہ روزگار سمجھتی ہے۔ بلکہ انہیں ولیٰ کہتے ہیں اور ان کی اطاعت کے راستے کی ناک گواپنے سر پر لگاتے ہیں۔ (ترجمہ شعر)
شہر غورت، غورت ہے اور شہر مرد، مرد۔ اللہ تعالیٰ نے پانچوں انگیاں ایک جیسی پیدا نہیں کیں۔

جناب والا دہاں سے جب روانہ ہوئے تو جوت پور کے دارالحکومت ہاگور میں قیام فرمایا۔ مولوی حسین بخش جو ایک رئیس کے چکے لڑکے ہیں، کے پاس نہ ہے۔ جن کا تاگور میں بہت شہرہ تھا۔ کہ جو پرورگی کی صفات کے مالک اور اچھی نادات والے تھے۔ فرشتہ سیرت تھے۔ جب انہیوں نے آپ کا ذکر سناتا تو بڑے شوق کے ساتھ آپ کے قدموں میں اپنی آنکھوں کو بچالا۔ جناب نے کچھ دن ان کے بلند شان مکان میں قیام فرمایا۔ اور اسی نوازش فرمائی اور ان کے سر کو فرقد اس ستاروں کی بلندی پر پہنچا دیا۔ اس مہرز آدمی کو آپ نے اپنا نسب بنا دیا۔ اور بیعت مجاز کی اجازت عطا فرمائی۔ دہاں سے روانہ ہوئے اور کچھ منازل طے کرنے کے بعد قسپہ میرتا پہنچنے۔ دہاں سے موضع کوچی لاوار الحکومت جوت پور پہنچنے۔ اور دہاں قیام فرمایا۔ اس بادشاہی ریاست میں اگرچہ کچھ سوانحات جیش آئے مگر چیز ارادے کی برکت سے اور حضرت

مشق کی مد سے ہر مشکل آسان ہو گئی۔ ہاں مشق کے راستے کے کامنے بھی پھولوں سے بہتر ہوتے ہیں اور اچھی آہ کے تالے بلبل کے نغموں سے بہتر ہیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ عاشقوں کا دل درد کا میدان ہے۔ اس کے اندر آگ ہے اور باہر خندی آہ ہے۔

۲۔ پھول اپنے ہمراہن میں سینکڑوں چاک رکھتا ہے لیکن بلبل کو اس کا فلم نہ ناک نہیں کرتا۔

۳۔ عاشق کا دل دنیا میں کبھی غم سے خالی نہیں رہ سکتا۔ جو غم سے خالی ہو گا وہ بے مشق دل ہو گا۔

۴۔ بے مشق دل سوائے پانی اور مٹی کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔

۵۔ اگر عشق حیری مدد کرے تو عاشقوں کے سامنے کون اپنا سر بلند کر سکتا ہے۔

۶۔ دو دل جو عشق سے خالی ہو ہو اپنی صراحی شراب سے خالی رکھتا ہے۔

۷۔ اللہ کے لئے تعریف ہے کہ جناب والا جو زمان کے مدد حیں۔ دو عشق میں بے شش ہیں۔

۸۔ جب عشق کے متعلق اللہ والوں نے لکھا تو ہمارے سرکار عالم پناہ کو سرفہرست قرار کیا۔

۹۔ جس چیز عشق کا لشکر متوجہ ہوا تو اس کے دل میں غم نے ڈریے ہاں لئے۔

۱۰۔ تجھا عشق کو پناہ نہیں ہوتی بلکہ حسن اس کی اہمیت گاہ ہوتی ہے۔

۱۱۔ لیکن آنہا ب اور آپ کا ذات الٰہ سے مشق، اس طرح ہے جیسے پانی اور پھل اکٹھے ہوتے ہیں۔

اگر یہی قسم ان تمام حالات کی شرح لکھتے تو میرا یہ کتابچہ طویل ہو جائے گا۔ یعنی طور پر میں نے ان احوال میں سے کچھ لکھا۔ اور باقی حالات جو میرے سینے میں محفوظ ہیں میں ان کو بھی بے فائدہ نہیں سمجھتا۔ کہ نیک لوگوں نے کہا ہے کہ جو شے ساری کی ساری معلوم نہیں ہوتی ہے وہ ساری کی ساری غلط نہیں ہوتی۔ اور اس کو چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔

ظہور ساختہ اول (پہلے واقعہ کے ظاہر ہونے کا بیان)

جب جناب واللہ تعالیٰ کے راست سے تشریف لے جائے ہے تھے تو انجائی جذبہ شوق کے ساتھ دو منزل کو ایک منزل میں ٹھہراتے۔ ایک دن ایک بیان میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ بہت اچھی جگہ ہے اور رٹک جنت مقام ہے اور اس کی آب و ہوا روح پر ورجی۔ اس کا سبزہ دلخیش اور اس کی بارش دل کی صراحی پھرنا پ آمادہ اور مؤلف کا دل کھینچنے والی ہے۔ (ترجمہ الشعار)

۱۔ اس سر زمین کا ہر باغ عام باغ سے بہتر ہے۔ اور وہ ایسا باغ ہے کہ جو جنت کے سید میں داش لگاتا ہے۔ یعنی رٹک جنت ہے۔

۲۔ اس کے مرد اور ششاہ بہت ہی حسین و تجملیں ہیں۔ اس کا سایہ سے خانے کے فرش کے لئے باعث رٹک ہے۔

۳۔ اس کی قریاں اور بیب کی طرح اسلوب شناس ہیں۔ اس کی بلبلیں بچوں کی

- طرح حروف تہجی پڑھنے والی ہیں۔
- ۴۔ اس کا روش اور پچدار سنبھل سختگیری لے بالوں کی طرح بہت سی پچدار ہے۔ خوبصورت پر یوں کی رائیں اس کے سنبھل کے سامنے پیش ہیں۔
- ۵۔ اس کا گل لالہ میں وحیل محبوب کی طرح ہے۔ یہ عابدوں اور زادبوں کے لئے بھی دلخیریب ہے۔
- ۶۔ اس کی نہریں جنت کی نہروں کی طرح روایا دواں ہیں۔ فخر اور الیس ان کے پیاسے ہیں۔
- ۷۔ اس کے گوشے اس قدر بلند پایہ ہیں کہ اوپر رصدگاؤں میں بیٹھنے والا بھی ہے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔
- ۸۔ اس کا اگاہ ہوا سبزہ زمردیں فرش کی طرح بچھا ہوا ہے۔
- ۹۔ اس باغ میں ایسی آبشار روایا ہے جیسے ایک صوفی اپنے پیدا کرنے والے کی حدود نہیں مصروف ہوتا ہے۔ الفرض وہ مکان جو جنت نشان ہے ایسا طبیعت کے موافق آیا کہ آنحضرت نے اسی جگہ کرکھوئی اور اس طرح آپ کا دل وہاں لگ گیا کہ اسی سر بربر شاداب میں قیام فرمایا۔ اور خود سے کہا کہ وہ چاروں اسی مقام پر قیام کرنا ہائیے۔ اور تجھائی فارغ الیابی کی حالت میں اور اس عالم فانی میں ذکر واشقان میں مخلول ہو گئے۔ آخر کار اسی زمرد میسے فرش پر کہ جو کوئی ہزار رہنماؤں سے نری وزرا اکتیں بہت بہتر تھا، وہاں خبر گئے اور خود میں گم ہو گئے۔ وہ جگہ ایک خبیث بد فرجام کی رہائش کا ہجھی۔ دن کے کچھ حصہ میں جو باقی تھا وہ بھی گزر گیا۔ جناب نے بہت ہی بہان کرنے خواب میں دیکھا کہ وہ غصب کی حالت میں آپ کی طرف دوڑا۔ پاک

ہے رب تعالیٰ کی ذات کے جب وہ آپ کے قریب پہنچا تو اس کا خصہ اور غمیش و غصب محبت و اطاعت میں بدل گیا اور وہ فوراً ایک خوبصورت عورت کی چل میں ظاہر ہوا۔ جو آپ کی خدمت میں لگ گئی۔ اور لوڈھی کی طرح اطاعت کرنے میں مصروف ہو گئی۔ اور اپنائی ادب کے ساتھ آپ کے پاؤں کو پکڑا اور بوسزون ہوئی۔ (ترجمہ اشعار)
۱۔ اللہ کے جوان مردوں کی بیت دروب اثر رکھتی ہے اور تمام ہن و بشر پر اثر کرتی ہے۔

۲۔ جو کوئی محبوب خدا ہے۔ شن کی طرح دشمن کی بھیلی سے نجات پا جاتی ہے۔
۳۔ جہاں کے پیدا کرنے والے نے جس کسی کو چن لیا۔ ہر وقت وہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی حمایت کرتا ہے۔
۴۔ تمام تکالیف جو تم پے ارادہ ہوتی ہیں یہ ہماری مظلوموں کا سبب ہیں۔ وہ اس کی ہمراہی اور شفقت جہاں والوں سے کب جدا ہے۔

قصہ مختصر اسی دوران اسی عادت کا سردار بھی سیر کرنے کیلئے ہباں آنکا۔ اور اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان یعنی ہوا بے نیند کے عالم میں ہے اور ایک عورت اس کی خدمت میں مصروف ہے۔ جو کہ رٹنگ ماہتاب ہے۔ وہ سخت جراگتی کے سخنوں میں ہوتا ہو گیا۔ اسے دیکھ کر اس نے آگے قدم رکھا۔ اور اپنائی مدد پاں انداز سے اس واقعہ کی تفصیل چاہی۔ اور اپنائی کی وجہ اور چل کے حیوانات کے ساتھ موافقت کا سبب پوچھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ آباد یوں سے قطع علاقہ کر کے سفر کر کے اس جگہ پہنچا ہوں۔ (ترجمہ اشعار)

۵۔ میں نہ کوئی پیار کرنے والا نہ کوئی ساختی نہ کوئی را بھری کرنے والا رکھتا ہوں۔

مرف جہاں کو پیدا کرنے والے کی مہربانی پر لگا و رکھتا ہوں۔

۱۔ سینے میں بھنا ہوا دل اور جگر رکھتا ہوں۔ دل میں سنگ ریزوں کی طرح
نکزوں پنکاریاں رکھتا ہوں۔

۲۔ انجامی شرمساری کی وجہ سے شہر کی طرف میں توجہ نہیں دیتا ہوں کہ نہ میں
بھاوس رکھتا ہوں، نہ سوتا چاندی، نہ کوئی ماں اور نبی کوئی اور زر و جواہر رکھتا ہوں۔

۳۔ اگرچہ میں خوشحالی کے سچھا اسہاب نہیں رکھتا۔ لیکن دلی طور پر میں اس سفر کا
انتارا و رکھتا ہوں۔

۴۔ اللہ مجھ وارث کا مٹنس و غخوار ہے اور ہر جگہ میرے ساتھ ہے۔ چونکہ میں
ہمیں ماں پاس نہیں رکھتا اپنے مجھہ بڑن کا کوئی خطرہ نہیں۔

یہ عورت کہ جو تو دیکھتا ہے وہ اس باعث کی مالک ہے اور ہم پر شفقت کرنے
والی ہے۔ وہ سردار ان دلفریب باتوں سے عاشق ہو گیا اور اس عورت کی عادتوں پر
غماں ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ وہوں ہرگز میری جھوپڑی، جو
ان کیلئے باعثِ ریش ہے، میں اپنے قدم مبارک رکھیں۔ خدا کی اطاعت کرنے
والی کی خدمت، جو تجھائی میں رہنا پسند کرتے ہیں، میں اپنے لئے سعادت جانتا
ہوں۔ میں آپ کی آمد کا شکر یہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

آنحضرت نے فرمایا میں تو گویا ایک قطرہ گمناک ہوں، کمزوری کی وجہ سے
اس بچا۔ بیستا ہوں وہی میرا وطن ہن جاتا ہے۔ میں طاقت نہیں رکھتا ہوں کہ آج
اس سے ایک قدم بھی باہر رکھوں۔ اور اس جگہ سے منتقل ہو جاؤں۔ مگر یہ عورت جو
تھی، دورانہ نہیں ہے اور اپنے کام میں خود مختار ہے۔ اگر اس کے دل میں رہبت ہو تو

کچھ تجھ کی بات نہیں ہے کہ تمہی طرف میں روانہ ہو جاؤ۔ اس سردار نے اس بات کو بہت بڑی کامیابی ملیاں گیا۔ اور انہائی منت سماجت سے آپ کا دامن تھا۔ جب اس کو راضی سمجھا تو اس جگہ سے انہا اور ساتھیوں میں سے ایک کے ساتھ سوار ہو گیا۔ جوں ہی وہ گھر میں پہنچے۔ گئی حرم کے کھانے اور مشروبات تیار کرائے۔ اور رہنمی فتوؤں کے ساتھ درست خوان کو جایا اور آخر خضرت کی خدمت میں پوش کیا۔ وہ رسمیہ بڑی عزت کے ساتھ اس گھر میں پوش آیا۔ ستاروں کی مانند فوج رکھنے والا اور زر نکار شہری تخت پر پہنچنے والا وہ رہنمی کافی دیر تک اس جو رہائش محل گھر شیطان صفت عورت کے ساتھ مشغول رہا۔ اس کے بعد مہمان کو ایک ملجمہ گوش میں لے گیا اور خود اپنی اہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس خبیث بد فرجام نے چوروں کی طرح ان کے ہوش و حواس، سامان خواہ پوٹا۔ روپی اور رانی کو دھوکھی میں بستر پر ڈالا۔ پھر وہ مہمان جو گھر شیطان تھا وہ انہا اور رلپیہ اور رانی کی چار پانی کو اور انہایا اور اس کو اپنے پیچے کیا۔ ان کے آرام، سکون میں قتل ہوا۔ اور ان کو کوئی حرم کی ہلاکیت پہنچا نہیں۔ (ترجمہ شاعر)

۱۔ جو کوئی جذباتی فطرت رکھتا ہے۔ وہ اپنے باتھ سے آسانی و آرام کو دھوڑاتا ہے۔

۲۔ اپنے گھر میں کسی غیر کو جگہ نہ دے۔ تاکہ تو اس روپی کی طرح مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے۔

رلپیہ اور رانی کا اس بائے آسمانی، خوناک محل کے دیکھنے سے اور اس صدمہ ناگہانی سے ہوش و حواس کا پرندہ اڑ گیا۔ بڑی دیر کے بعد وہ ہوش میں آئے۔ اس نے دیکھا کہ موت اس کی پیشانی پر اور قضا اس کے چیخپے بیٹھی ہوئی ہے اور

نام آن درہم برہم ہو چکا ہے۔ (ترہمہ شمر)

ات کرنے سے ان کے ہونٹ خاموش ہو گئے۔ لمحہ بندگی ان کی حالت بدلتی رہی۔ اس رات کو تباہی حصہ تک دنوں اسی دکھ اور تکلیف میں چڑا رہے۔ اور ندی کی امید سے ہاتھ و جوہ بیٹھے۔ جس وقت سورج نکلنے کا وقت ہوا تو اس خدا نے اُن کا راست لیا۔ وہ باغ کی طرف گئی اور وہ بان کے تمام پکلوں کو زہر بیا ہاگئی۔ رنج اپنے پریشان اور غمگین ہو کر جتاب والا کی خدمت میں پہنچا۔ اور گزشتہ رات کے ہلاکت و واقعات آپ سے بیان کئے۔ آج بناپ نے اس کا دل بہلانے کے لئے اُس میں لگایا اور ہر لحاظ سے اسے مطمئن کیا۔ رنج نے تمام حالات بیان کئے۔ ہر عال و دشہ طبعاً و کر بنا بسر ہو گئی۔ رنجہ رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج بھی وہی مصیبہ جس کا کوئی علاقہ نہیں، ظاہر ہو چائے۔ اور ہماری زندگی کا ساز و سامان لوٹ کر لے چائے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جتاب والا نے اپنی آمد سے ہمارے گھروں کو اُنگزار بنا دیا اور ہمیں اس شور سے نجات بخشی۔ میں اپنی منت سماحت سے آخر اپنے جتاب عالی کو اپنے گھر میں لے آیا۔ ایک بندھ تکمیل مطمئن اپنے بان خبر ہوا۔ اپنے بالکل اپنا قدم مبارک میرے گھر سے باہر نہ لکا لیا اور ہر روز ہزاروں کی تعداد اُن لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے مبارک پاؤں کو یوسودیتے

بس کچھ دنوں بعد جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ کامل مطمئن ہو گئے ہیں۔ اور اپنیں ہو گیا کہ وہ مصیبہ اب دوبارہ میرے گھر میں نہیں آئے گی۔ اسی وقت اپنے خوشی خوشی الوداع ہونے کی رخصت چاہی۔ کافی مختار میں سونا اور مال

- اور ہر قسم کی نعمتیں ہدیہ کے طور پر میں نے جناب کو پیش کیں لیکن جناب والا نے اجتناب اصرار کے بعد ایک گھوڑا اور تھوڑا ساز اور اہل قبول فرمایا اور ہبیت اللہ شریف کی طرف روان ہو گئے اور حضرت کا کانٹا گھوڑوں کے دل میں توڑ دیا۔ مٹاٹ کے اشعار:
- ۱۔ جو بے سرو سامان ہوتے ہیں ان کو وہی سامان دیتا ہے۔ سب بیماروں کے علاج اسی سے ہے۔
 - ۲۔ اس جہاں میں، اُس جہاں میں اور قیامت کے دن آدم اور دکھ، زندگی اور موت اور حشر، نہ سب اُسی کے فعل و کرم سے ہے۔
 - ۳۔ یہ سب کچھ اس سرور کے اختیار میں ہے۔ نہ ہمارے اختیار میں ہے نہ تیر سے اور نہ کسی اور کے ہاتھ میں۔
 - ۴۔ اگر بس بغل میں ہو یا نہ ہو، اللہ ہم بران ہے کہ وہ جس حال میں چاہے رکھے۔
 - ۵۔ عاشقوں کا کیا ہی اچھا حال ہے۔ دن ان کو اس جہاں میں کوئی غرض ہے: اُس جہاں میں۔ ان کے لئے دونوں جہاں برابر ہیں۔
 - ۶۔ اے خدا بحق جس کسی نے اپنے مولا کو پالیا، تو اس نے چاروں اطراف، قابو پالیا۔

ظہور سانحہ دوم

آنہا ب نے مختلف مرامل طے کرنے کے بعد اور یا یہ ممتاز لے کرنے کے بعد سروئی شہر جو اجیر سے وہ منزل کے ناحل پر واقع ہے، دیکھا کر

پہاڑوں کے درمیان ہونے کی وجہ سے اور گہرے نالوں کی وجہ سے وہ راست بہت خطرناک اور پر فتن تھا۔ اور اس جگہ کے جادوگروں کا جادو بہت مشہور تھا۔ ایک دن ایک منزل طے کی اور شام تک مسافروں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک سڑائی میں پہنچے۔ انہتر وہاں وہی ڈاکو بد عادات و صورت والے آپنے۔ بنا پر اپنے آپ کو آرائست کیا ہوا اور مشائخ کے لباس سے اپنے آپ کو سچالا ہوا۔ بھی واژہ ہیوں والے۔ درویشوں کی طرح، حرس ولائی سے بھرے ہوئے اور باتھ میں تھی لئے ہوئے۔ منہ سے استغفار اور دل گناہوں سے بھرا ہوا۔ گناہ کو فہمی آتی ہے، ان کے استغفار کرنے پر۔ یہ ڈاکو اس سڑائی میں پہنچ گئے۔ اور یہی تیزی کے سارٹھی گھوڑوں سے اترے اور فاتح پڑھی اور بعد ازاں ایک ایک میٹھا اور پر تکف لہو مسافروں کو تقسیم کیا، کہ جن کی تعداد اچھی تھی۔ اور تقسیم کے بعد وہ خود ایک کوئے میں بینجھ گئے۔ انہتر سب نے وہ لہو حاصل کیا اور کھایا۔ سوائے آنحضرت نے وہ لہو ایک رومال میں باندھ کر ایک جگہ لے کا دیا۔ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ جو شخص اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے وہ ہر تکلف و مصیبت سے براہ رہتا ہے۔

۲۔ عاشقِ معمتوں کی جلوہ گاہ ہیں۔ اس کی رمز خدا اور جدا کے نتیجے میں ہے۔ انہتر رات کا تباہی حصہ باقی تھا کہ ان پیوروں نے باؤز بلند نہادی کا سے لہو اٹھا اور سفر کی تیاری کر۔ جب اس جادوگر کا جادو کمال تک پہنچ گیا تو اس نے اپنے جادو کے زور سے اس لہو کو کہ جو پیش کے اندر پہنچ چکا تھا جادو سے اس میں انسی تاخیر ہیا کی کہ اس کے کھانے والے لفڑا اپنے بستر وہ سے اٹھے اور رشت سفر ہاندھا اور

اپنی سواریوں پر سوار ہو کر ایک جانب چل پڑے۔ آنحضرت نے اپنے دل میں سوچا کہ اس منتر کے انعام کو بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ لذ و کیا اثر کرتا ہے۔ تیزی سے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور مسافروں کے قریب پہنچے۔ تھوڑا اسماضر طے ہوا تھا کہ وہ جادو گر خیر گیا اور اس نے حکم دیا کہ اس لذ و گھوڑوں سے اتر آؤ۔ اور زمین پر چلانا شروع کر دو۔ مسافروں نے اسی طرح کیا۔ اس جادو گرنے ایک چھری اپنی کمر سے باہر نکالی اور مسافروں کی طرف اشارہ کیا کہ لذ و اس چھری سے اپنے لوگوں کو کاث لو۔ اور اپنے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کرو۔ اس بات کو انہوں نے بالاتفاق تسلیم کر لیا۔ اور اس چھری کی طرف اپنا اپنا باتحکم لے گئے۔ آنحضرت بڑی چاکدستی سے آگے ہو چکے۔ اور اس چھری کو، اس سے پہلے کہ وہ مسافروں کے ہاتھوں میں آئے، پکڑ لیا۔ اور جادو گر کو فوراً زمین پر لانا یا اور اس کے سید پر ہینڈ گئے۔ اور اس بد خصلت سے اس طرح ارشاد فرمایا کہ اگر خیر چاہئے ہو تو ان بد ہوشوں کو فوراً ہوش میں لے آؤ۔ اس مکار نے کہ جو ایک ڈیکاری کے قابو میں آپ کا تھا، اس نے بہت چال بازی کے ساتھ زبان کھولی کر (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اے نوجوان تیری قسمت ہمیشہ جوان رہے، اللہ کے لئے میں تھوڑے امان چاہتا ہوں۔
- ۲۔ جو لٹکتی میں نے کی ہے اس پر بہت نادم ہوں۔ آپ سب کے مخدوم ہیں اور میں خادم ہوں۔
- ۳۔ میں ان لوگوں کے لئے کوئی چارہ نہیں جانتا۔ لیکن ان کی جان پر خیریت ہے۔

- ۲۔ محمر میں جس کسی کو پکارتے ہوں۔ وہ یقیناً اپنے پاؤں کو جلدی جلدی اٹھاتا ہے۔
- ۵۔ پس اب میں آپ سے بھی عبد کرتا ہوں کہ میں ان میں سے کسی کو قتل نہیں کروں گا۔
- ۹۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ انہیں ہوش آجائے۔ آپ صبر کریں اور خاموش رہیں۔

آنجلاب نے فرمایا کہ میں نے بھی یہ عبد کر رکھا ہے اور اسی عبد پر میں قسم اخراجات ہوں گے اگر یہ سافر سلامتی سے رہے تو میں تیرتے گئے پر چھری نہیں چاہوں گا۔ اندر تیریاں سک کر دن کا ایک حصہ خیریت سے گزر گیا اور وہ سب نجیک رہے۔

عکندوں نے بے کہا کہ (ترجمہ شعر)

- ۱۔ اگر تم نے اپنے دشمن پر قابو پالیا ہے تو اگر تو مغل مدد ہے تو اس سے مطمئن نہ ہو۔ بلکہ اس کے شر سے ہوشیار رہ۔
- ۲۔ اگر دشمن تیرے ہاتھ سے نجات حاصل کرے۔ تو وہ ضرور تجوہ پر زور آزمائی کرے گا۔

محضر یہ کہ آنجلاب نے اس پر نظر رکھی اور اسے تابویں کر لیا۔ کچھ دیر بعد وہ دن کا ایک حصہ گزر رہا ان کو ہوش آیا۔ لیکن ان میں سے ایک جو بخوبی بات نہ کر سکتا تھا کچھ دیر کے بعد جب وہ بھیجی حالت میں آیا تو آنجلاب سے انہوں نے سارا ماجرہ اور یافت گیا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ ہم پر مصیبت آئی تھی لیکن خیریت سے نیل گئی۔ یہ آدمی فی الحال میرے قابو میں ہے۔ یہ شیطان کا بھائی ہے اور ہم کو بلاک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اللہ کی مہربانی نے ہماری ہدہ کی کہ اس کے داؤ سے ہم سب محفوظار ہے۔

اور وہ اس بات پر تیار ہوئے کہ اس کو قتل کر دیں۔ مگر آنحضرت نے اس کی سفارش کی کہ اس وقت اس کے قتل پر توجہ نہ کرو۔ کیونکہ یہی لوگوں نے کہا ہے کہ (ترجمہ شمر) جب گناہگار نے اپنا سر تحریرے پاؤں میں رکھ دیا ہے تو اس کے قتل کی رائے ٹھیں وہیں چاہئے۔

میں بہتری اسی میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آزاد کر دیں کہ اس کی عادت اس کی دشمن ہے جو اس کے چیزیں لے گئی ہوئی ہے۔ جناب کے ارشاد کے مطابق سب اس کو قتل کرنے سے روک گئے اور اس کو مچھوڑ دیا۔ اور اس کے گناہوں کو مغافل کر دیا۔ وہ بری خصلت والا ہزاروں چانثاروں کے ساتھ آپ کا تمام بن گیا۔ اور اپنے ناجائز فعل سے اس نے طیہدگی اختیار کر لی۔ اور صدق دل سے اپنی روح کی گردن کو آپ کی یہت و ارادت کے حلقہ میں شامل کر دیا۔ اور آجنباب کے ساتھ عازم بیت اللہ ہو گیا۔
(ترجمہ شعار)

- ۱۔ ساحب دل انڈھوں کو بینا کر دیتے ہیں۔ بے قوف کو بولی بینا بنا دیتے ہیں۔
- ۲۔ ساحب دل کا سایہ ہنا کا پر ہے۔ وہ اس کو ایک لمحے میں باوشاہ نہ دیتا ہے اگرچہ وہ خود غریب ہی کیوں نہ ہو۔
- ۳۔ ہنا باب اکیر کے ساتھ ملتا ہے تو وہ شہری سونے کے ساتھ موافق انتخاب کرتا ہے۔
- ۴۔ صدق کے اندر جب قطرہ نیساں داخل ہو جاتا ہے تو بالآخر وہ اعلیٰ موتی بن جاتا ہے۔

ظہور سانحہ سوم

ایک دن آنچنان اس سے پہلے کہ وہ سرے سوئے ہوئے لوگ بیدار ہوں
 آپ انھی گئے اور جذبہ شوق کے ناپسے بیت اللہ شریف کی طرف چل چڑھے۔ جب
 سورج دن کے ایک چوتھائی ہٹتے پر چکا (چاشت) اور اس کی گرمی کی تیزی نے اہل
 دنیا کے دماغ کو برہم کر دیا۔ اور گرمی کی بہت زیادہ شدت سے آنچنان کو یا اس زیادہ
 محسوس ہوئی کہ اگر پانی کے چشمہ کی چند رکھائی دے تو پیاس دو فرمائیں۔ اتنا تا آپ
 ایک جگہ پہنچنے تو وہاں بہت سے نیلے اور گزر ہے کیجھے۔ (ترجمہ اشعار)
 ۱۔ ہر ایک شیلہ پہاڑ سے زیادہ بلند تھا۔ اس کے اوپر پھر کا ایک بہت بڑا نکرا
 تھا۔
 ۲۔ اس کا ہر گز حاصل قدر گہرا تھا کہ زمین بہت دو رکھائی دیتی تھی۔

اپا ہمک آپ کی نگاہ اس نیلے پر ہی کہ شاید وہاں سے گور منصودہ حاصل
 ہو۔ آپ نے دیکھا کہ ایک گورت تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور ان کا حق جو خادم کی طرح
 اس حلقے کے اندر گردش کر رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ان کے پاس پانی بھی ضرور ہو
 گا۔ جب یا اس کے نیلے نے حلق پر پھری رکھی تو فوراً گھوڑے سے نیچے اترے اور
 اوپر چانے کا ارادہ فرمایا اور بڑی تیزی سے اس نیلے پر چڑھے۔ وہ گورت جوان
 چوروں والے کوڈوں کی سردار تھی۔ اس نے آپ کی کمال خاطر تو اپنے کی۔ خونگوار میٹھے پانی
 سے دو تین چیالے لگا تار پیش کئے۔ اور کھانا کھانے کی انجاتی کوشش کی۔ پھر آپ
 میں انجاتی رازوں میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ سے کہا کہ کچھ عرصہ آپ پھریں کہ

میرے خادم مرثی بھون رہے ہیں۔ اس وجہ سے ک صاف دل لوگوں کی ہر لمحہ توجہ اللہ کی طرف ہے اور وہ معرفت کے سندور کے واقف ہوتے ہیں۔ جذاب والانے بالکل اس طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور کسی پر بیٹھنی کا انکلبار نہ کیا۔ اور اس کی دعوت کو قبول کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ایک لمحہ نہ گز راتھا کہ ایک سانپ خود بخواہی و رفت پر سے ک جس کے سایہ میں وہ محورت بیٹھی ہوئی تھی، وہاں ظاہر ہوا۔ فوراً وہ بیان سے اڑا اور اس محورت کی گردان میں لپٹ گیا اور اس کے ہوناؤ پر پھوسٹ ہو گیا۔ وہ محورت بہت ذاری اور انجائی پر بیٹھنی اس پر طاری ہو گئی۔ ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ اس پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اس کے عزیز اور توکرچا کر اس بیجیب حال کو دیکھنے سے پر بیٹھنی اور غلوں کی زنجیروں میں گرفتار ہو گئے۔ اور اس کا لے سانپ کو دور کرنے کی تدبیر اُنہیں نہ سمجھی۔ ہر طرف شور و خل برپا ہو گیا۔ یوں مخصوص ہوتا تھا کہ قیامت کا دن کل کی بجائے آن ہی ہٹھی گیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس آدمی کی طرح یا یتم مردہ پرندے کی طرح جو منی میں ترپ رہا ہو۔ ک جس کو سینہ اور دل کا ختم لگا ہوا اور وہ ترپ رہا ہو۔ اس طرح وہ ترپ رہی تھی۔

۲۔ اس آدمی کی طرح جو جگر کے سوز سے آدھمر رہا ہو۔ اس آدمی کی طرح جو اپنے درودل سے فریاد کر رہا ہو۔

۳۔ اس آدمی کی طرح جو اس حال میں ہو کہ اس کے چہرے پر بیجیب رنگ ظاہر ہو گیا ہو۔ اس آدمی کی طرح جو انجائی منت اور سماجت سے نذر و نیاز اور منقص مان رہا ہو۔

آخر کے اس کے دراثاء میں سے ایک آدمی آنحضرت کے سامنے رہنے لگا۔

اس حالت کو دیکھنے کی وجہ سے آپ کو رحم آگیا۔ چنانچہ جس وقت آنحضرت اس کے قریب ہوئے۔ اللہ کی قدرت سے وہ سانپ کے جو جماعت کی قدم سے تباہ، اُز گیا۔ عورت نے فوراً آنکھ کھوی اور اپنے سنتیاب ہونے کی خوشخبری سے آشنا ہوئی۔ یوں ان سب نے گویا از سر نو چان تازہ اور حیات نو پائی۔ اور فوراً اپنے سروں کو حضرت والا کے پاؤں میں رکھا۔ اور ایک جماعت اس جگہ اکٹھی ہو گئی۔ ”سمان الذی قی لا یموت“ (پاک ہے وہ ذات جو بیش زندہ ہے۔ جس کو موت نہیں) ان الخاتم کی تسبیح کرنے لگے۔ وہ عورت اپنی جگد سے انھی اور اپنا سارا آنحضرت کے پاؤں میں رکھا۔ اور یہ کلمات جو کہے گئے ہیں وہ ہی ہے۔ (ترہیہ اشعار)

- ۱۔ میں نے دیکھا کہ جو کچو تو نے مجھ سے کیا۔ کون آدمی نہیں جانتا کہ تو نے مجرم ساتھی کیا احسان کیا۔
- ۲۔ میں مرد و تجھی تو نے مجھے زندہ کیا۔ ساری زندگی کے لئے تو نے مجھے اپنا نام بنا لیا۔

انقریب کے بڑی منت سماجت سے اس مبارک انجام والی عورت کے دربارہ نے خدوم کو اپنی جگہ میں کہ جہاں وہ سکونت رکھتے تھے لے گئے۔ اور آپ کی تشریف آدمی کے شکریہ کے طور پر انتہائی عمدہ گنتیوں کی۔ اور وہ جگہ ایک ایک برسے انجام والی جماعت کی، جوڑا کو اور چورتے، ان کے خبرنے کی جگہ تھی۔ جوئی رات کا ایک حصہ گزرتا تو ایک کثیر جماعت اس جگہ اکٹھی ہو گئی۔ سب نے اس عورت سے یہ واقعہ دریافت کیا اور اس حادث سے آگاہ ہونے کے بعد سب نے اپنی ارادت کی پیشانی آنحضرت کے قدموں میں رکھو دی اور اخلاق کے ساتھ دل کی بھیتی میں اس پر مرشد

کے اعتقاد کا خیالیا۔ اور شرف بیعت کے حصول کے لئے ملتمنس ہوئے۔ آجنب نے پہلے تو اپنے فرمایا۔ بالآخر اس طرح فرمایا کہ اگر تم اپنے اس ناجائز کام سے تائب ہو جاؤ تو ممکن ہے کہ تم حلقہ ارادوت میں آ جاؤ۔ ان سب نے صاف دل سے انتباہی سچائی کے عالم میں خالص تو پے کی اور ڈاکنے کے تمام آلات کو جدا دیا۔ بعد ازاں بیعت کے شرف کے حصول سے فیض یاب ہو گئے۔ جب یہ بات مشہور ہو گئی۔ اور راجہ مان سنگھ والی بجوت پور کے کافوں میں یہ بات تینگی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور تمام ڈاکوؤں کو اپنے ہاں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ انہیں شاباش وی اور رہنمی اور ڈاکنے کے فعل چنچ سے تائب ہونے کی وجہ سے ان کا مناسب و تینی مقرر کر دیا۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ جو کچھ لوچ پیشانی پر لکھا ہے، اس کی کمی میشی ممکن نہیں۔
- ۲۔ جس کسی نے ناطراستے پر توجہ کی تو قسمت میں لکھتے ہوئے سے زیادہ اس کے سامنے کوئی نہ آئی۔
- ۳۔ اور جو کوئی اچھی عادت اور مبارک خصلت رکھتا ہے اس کی قسمت میں رزق کم نہیں ہوتا۔
- ۴۔ کیا یہ وہ اچھا انسان ہے کہ جس نے بھائی کے ساتھ معاونت کی۔ یا تو اس نے حرم کا دروازہ بخٹکھٹایا یا مندر سے اپنی توجہ بٹانی۔
- ۵۔ اسے ساقی آ جا۔ اسے قبلہ شوق آ جا۔ کہ وورے تو فتح ہو گیا ہے لیکن ابھی ذوق کے کشی باتی ہے۔
- ۶۔ ایسی شراب دے کہ جو عمل کو گارٹ کر دے اور دنیا کا غم دل سے بھا

تحفہ هشتم: آنحضرت کی بمعینی آمد اور مزارات اولیاء کی زیارت کرنا

مختصر یہ کہ مظہر نور طور حضور وارث پاک کثیر حادث سے نجات پا کر جوت ہوا کے ادگر دیپنچہ۔ اور وہاں سے گجرات خود کی طرف اپنی سواری کو روان کیا۔ اور ان شہروں کو دیکھنے کے بعد وہاں سے جو ان ہٹلن کو گئے اور پھر احمد آباد میں قیام فرمایا۔ اور وہاں سب سے پہلے جناب تقدس تاب حضرت میر اس سید رحموی کے مبارک روشنگی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ اس کے بعد اس بہادرستان کے گھبائے مسرت و کامرانی اولاد جناب سابق الاذکار سے ملاقات کی۔ اس شہر میں آنحضرت نے وہ ہفت قیام فرمایا۔ ہر روز مزار کے طواف سے اور اس عظیم نیک ہستی کی اولاد کی محبت سے جو اپنے زمانے کے اکابرین میں سے تھے مشغول رہے۔ وہ بھی آپ سے فیض یاب اور مسرور ہوئے۔ اور اپنی خوشحالی کے چنانچہ کو اپنے قانون قلب میں رہشن کیا۔ یعنی قع بے جو نیک لوگوں نے کہا کہ (ترہیہ شعر)

اس سے بڑھ کر اور کوئی اچھا وقت نہیں کہ جب ایک بھائی دوسرا بھائی سے محبت سے انشدگی رضا کے لئے ملتا ہے۔

جناب والا وہاں سے بھی روانہ ہوئے اور گجرات کلاں حضرت شاہ حسیت کے مزار کی زیارت سے بہکر شہر میں حضرت فریح کی زیارت سے اور شاہ ابراء نیم بھکر کی زیارت سے جو چنان طریقت قادریہ میں سے ہیں، ان اعلیٰ ہستیوں کے حضور حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد سوہنگہ کی جانب توجہ فرمائی۔ جب وہاں سے بھی

رو انگلی پسند فرمائی تو آخوند کار بہبی شہر میں روانی افراد ہوئے۔ اس شہر میں بھی تفسیر خدا تصور اسما آرام کیا اور دو ہفتہ تک قیام فرمایا۔ قوم یمن کے یعقوب خان اور یوسف اور ذکر یا جو صاحب الیمان تھے اور تاج رکھتے، کشت مال اور خوشحالی کی وجہ سے یمن کے اقب سے موسم تھے، آنحضرت سے انہوں نے یہیت کی سعادت حاصل کی۔ دوسرے بہت سے باشندوں نے بھی آپ سے یہیت کا شرف حاصل کیا۔ (ترہسا شعار)

- ۱۔ دل نے جہاں چاہا، یہ وقت گزارا۔ اور کافیوں کو رٹک بہار بنا دیا۔
- ۲۔ پاخنوں کو پھول عطا کیا اور پھولوں کو خوبصورت عطا کی اور بلبلوں کو ان کا عاشق ہنا دیا۔

۳۔ اس کی مہربانی سے اگر قدر نہیں ان صدف میں گر جائے تو اس پانی کے قدر سے اعلیٰ قسم کا موئی پیدا ہو جاتا ہے۔

۴۔ اگر کنکر اس محیوب کے دری روشن کی ایک جنگل پالے تو اصل بدشان ہن جائے۔

۵۔ ندانہ ان پا کیا زوں کا گروہ وہ ہے جو دونوں جہانوں کے اسباب سے بے نیاز ہے۔

تحفہ نہم: آنحضرت کا بغیر آب و دانہ کے جہاز پر پیٹھنا اور کئی روز تک نبی پاکؐ کی طرف سے بشارت ہونا جب وہ بلند مرتبہ جناب والا منزل متصود کی طرف روان و دواں شامل مراد تک پہنچنے یعنی خشکی کی راہ کا سفر فرم ہوا اور سندھ کے کنارے پہنچنے گئے تو جہاز پر سوار

ہوئے اور اس کے تھان میں قیام پسند فرمایا۔ روز و اور فاتحی کی مشق کی وجہ سے اس دو ریں آپ ایک بخت کے بعد کھانا کھاتے تھے۔ اور ایک بخت لگتا روز و رکھتے۔ ضروری اسباب کی کوئی شے آپ کو دستیاب نہ ہوئی۔ پس اس تکفیف کے بعد جو آپ نے قبل ازیں کبھی نہ کیجی تھی، عشش کا امتحان دیکھا۔ (ترجمہ شعر)

۱۔ عاشقوں کا امتحان سخت ہوتا ہے۔ کبھی روٹی سے کبھی آنکھ سے کبھی جان سے۔
۲۔ کبھی عاشقوں کے جسم کو دنیا کر دیتا ہے۔ کبھی عاشق کے دل کو جہون دیتا ہے۔

۳۔ کبھی زخم بگد پر نہک پاٹی کرتے ہیں اور کبھی ان کو چنگاہ یوں پر ڈال دیتے ہیں۔

الغرض چودہ یوم کے بعد یہ روز بدھ جہاز اچانک خود بخوبی رُک گیا۔ تو جہاز کے کپتان محمد تقی نے کہا افسوس جہاز میں کوئی خرابی ہے اور جہاز والوں کی زندگی کے لئے خطرہ ہے۔ اس کی یہ بات سن کر مسافروں کے چہرے کے رنگ فتن ہو گئے اور وہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ہر کسی نے یہ ہدایت کردیا **بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدا وَ مَرْسَيْهَا أَن رَبِّي لَغَفُورٌ وَ حَمِيمٌ**۔ (اس کا چنان اور اس کا سنبھارنا اللہ کے نام سے ہے بے شک میر ارب بہت معاف کرنے والا ہے۔) ہر شخص زبان سے یہ کلمات پڑھ رہا تھا۔ لیکن وہ عاشق یکتا اور متکل علی اللہ اسی طرح صبر کا مصلی بچھائے رہے۔ اور کسی تم کی پریشانی کو اپنے مبارک دل میں جگنہ دی۔ اپنے فرائنس اور نوافل مسلسل ادا کرتے رہے اور اپنے معمول کے وظائف میں مشغول رہے۔ (ترجمہ شعر)

زمانے کی ہائائیں سے جوان مردوں کا دل قارغ ہوتا ہے۔ اور انسان کی

بکل سے چاند کے کھلایاں کو کوئی انسان نہیں پہنچتا۔
 (مؤلف کہتا ہے) ماشی جہاں کے غور غم سے فارغ ہے جیسے مرد خداں کی
 تکلیف سے آزاد ہے۔

پودھویں دن، رات کے وقت نیک و پار ساتا جو محمد نبیہ الدین جو کہ اسی
 جہاز میں سوار تھا، خواب میں دربار سرور مختار سید الابرار کو دیکھا۔ اس خواب نے جہاڑ
 والوں کے ولی مقاصد کے بند دروازے کو کھولا۔ جی پاک کی حضوری کی سعادت
 حاصل کرنے کی تھنا سے اس نے زار زار و ناشروع کر دیا۔ اور اس جنت کی ہم ڈھل
 محفل کی طرف انتہائی حرثت کے ساتھ دیکھا۔ کہ اپا نیک سرکار کی بارگاہ میں موجود
 لوگوں میں سے ایک شخص اس کے قریب پہنچا اور اس نے یہ رہنمائی کی کہ تو یہیں میں
 ہے اور ہمسایوں کو محروم کر رہا ہے۔ لیکن تو نے سنائیں ہے کہ نیک لوگوں نے کہا
 ہے: (ترجمہ شعر)

کھانا وہی بہتر ہے جسے تو اکیلان کھائے۔ اس کھانے پر خاک چڑے جو انسان اکیا
 کھائے۔

فوراً وہ جو بیدار ہوا۔ اس کا آنکھیں آنسو بر ساری تھیں۔ اس نے دل میں
 سوچا کہ اس جہاز پر بغیر کسی شک و شب کے کوئی کامل آدمی سوار ہے۔ جناب سید الابرار
 کی نسل پاک سے صحیح نسبت رکھتے ہیں۔ اور حضور سے صحیح مصاحبت رکھتے
 ہیں۔ اس لحاظ سے کہ بمصداق من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے خواب میں
 دیکھا اس نے واقعیت مجھے ہی دیکھا، وہ سر بلند ہوا۔ مگر وہ حیران ہو گیا کہ میں کس طرز
 جناب عالی کی خدمت میں پہنچوں۔ اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سعادت مندی

لے پہول چنوں۔ (ترجمہ شعر)

ہن آپ کا نام نامی کس سے پوچھوں۔ آپ کا مقام میں کیسے معلوم کر دیں اور کس سے
کہوں۔

آخر کو ایک مصلحت کے سوا اور کوئی چارہ کا رہن دیکھا کہ کل جہاز والوں کے
ہاتھ مسٹر خوان بچایا جائے۔ صحیح اس نے اپنے رفتہ گواں راز سے آگاہ کیا۔ اور
ہاتھ کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ نیز ابھائی خوشی کے ساتھ تمام کام مکمل کئے۔ اہل
بازار کو دعوت کی خبر دی۔ چنانچہ وہ سب چاشت کے وقت اس کے کمرہ میں پہنچے۔ اور
سماں سحرے کھانے سیر ہو کر کھائے۔ لیکن وہ بیکر شام و رضا (سرکار و ارث پاک)
اجانی مزت و بکریم کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہے۔ اور مسٹر خوان کی طرف تشریف نہ
لے۔ دعوت کے اختتام پر وہ تیکوں کا رتا جو بارگاہ مالک کا نکات بند و بُلکر بجا لایا کہ اللہ
اہسان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری اپنے طریقے سے کی۔ اور جہاز
اہاس کی دعوت کی تمام رسومات اپنے انداز سے اختتام پر ہوئیں۔ جب شام ہوئی
اہر رات کے ستارے آسمان پر آ رہتے ہوئے۔ جہاز والوں کو نیند آئی۔ تا جہر بھی مو
کا۔ اس رات پھر اس نے محبوب کبیر یا گود بارہ خواب میں دیکھا۔ اور آپ کی
اہر سنی۔ بہت حیران ہوا۔ اور اپنے دوستوں سے پوچھا۔ ما جائی فرماتے ہیں:-

جب کسی عقل مند آدمی کے سامنے کوئی مشکل آتی ہے۔ اور وہ مشکل اس کے
میں رکاوٹ ہن جاتی ہے۔

تو وہ سروں کی عقل کو اپنی عقل کے ساتھ ملاتا ہے۔ یعنی وہ سروں سے مشورہ
ہے تاکہ اس مشکل کو حل کرنے میں مدد حاصل ہو سکے۔

ت کی خاطر کچھ لئے تاول فرمائے۔ اور اس کو اوداع کرنے میں مشغول ہو گئے۔
ب وہ تاجرو بیان سے مجبور آنکھا۔ تو گمان کرنے لگا کہ اس کے وجود سے دھواں بھا
لن آتا پر بیان ہو۔ جو خوبی کہ وہ تاجرا پہنچے کمرے میں پہنچا تو خود بخود وہ جہاز پہل
ا۔ اور سب کو تازہ زندگی کا لفظ حاصل ہوا۔ جہاز والوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس کی
وہی اجنبی نہیں۔ ان کی خوشی کی اجنبی کامیابی ممکن نہیں۔ جہاز کے منزل مقصود تک پہنچنے
ا۔ وہ پاکیا ز تاجرا آپ کے لئے ہر قسم کے کھانے اور مشرب بات تیار کرتا رہا۔ لیکن
باب اکیلے کھانا جائز نہیں سمجھتے تھے اور نہ گوارا کرتے۔ نہ ہی کوئی حرف دیکایت
ان پر لا تھے۔ المفرض جس وقت وہ جہاز عدن کی سرحد کو پہنچا۔ تو جہاز کے مالک نے
ا۔ مکڑا کیا۔ اور جہاز میں بیٹھنے والوں میں سے جس نے چباؤہ جہاز سے نیچے اترنا
ا۔ مان کے شہرگی سر و سیاحت میں معروف ہو گیا۔ پس وہ لوگوں کے بعد پھر جہاز
ا۔ ہوا اور سکندر یہ کی بندگاہ کوٹے کرتا ہوا بددہ شہر میں اور اس کے بعد مریٹ کے شہر
ا۔ ملک یمن کی سر زمین پر پہنچا۔ اور جناب والا وہ بس سب سے پہلے پیدل چل کر مزار
ا۔ اور حضرت اویس قرقنی پر پہنچے۔ اور ظاہری اور باطنی انوار سے فیض یاب ہوئے۔
ا۔ مل کے بعد بددہ شریف کی طرف روان ہوئے۔ اور حضرت جواہی مرقد پر انوار کی
ا۔ مل کی سعادت حاصل کی۔ اس نور بر سانے والے مزار کا رقبہ معلوم کیا۔ ۲۵۰ قدم
ا۔ لبر کا طول تھا۔ مزار شریف کیش وقت گزرنے کی وجہ سے دریا کی طنیانی کی وجہ
ا۔ نہیں فراب نہیں تھا۔ اس وجہ سے آجنباب اس کی صحیح پیمائش نہ کر سکے
ا۔ آجنباب انجیلی شوق کے ساتھ جدہ سے بیت اللہ شریف کا بارہ میل کا قابل
ا۔ نہ کر سکے گے۔ اور اپنی زبان حال سے ان اشعار کو متقدم انداز سے پڑھا۔

- ۱۔ اے ساقی! آجایہ دل تھر اشکار ہو چکا ہے۔ یہ پرندہ جو تیرے چال میں پہنہ ہوا ہے اس نے تڑپا شروع کر دیا ہے۔
- ۲۔ مسلم کا تاریخ امام پر جام دے کر تھر مسلم فیض بغیر کسی کی بیشی کے بہت یہ اعلیٰ ہے۔

تحقیقہ: آنحضرت کا طواف بیت اللہ شریف سے مشرف ہوا

شعبان کی انیسویں تاریخ ۱۲۵۳ھ کو جناب والا بیت اللہ شریف پہنچے۔ اور مبارک دن حسن اتفاق سے رمضان المبارک کا چاند نظر آگیا۔ جس کو آپ نے اپنے آنکھوں سے دیکھا۔ اس کی صحیح سے ہی آپ نے روزہ رکنا شروع کر دیا۔ رات۔ وقت اہل کمکی جماعت کے ساتھ نمازِ تراویح ادا کی۔ اور شرعی اركان گو متقدم نہیں کرتے ہوئے آمد کے دن سے زیادتہ کے اختتام تک بیت اللہ شریف میں تباہ فرمایا۔ اس کے بعد حج کے طواف کا موقع آیا پھر قلعہ الول کے ساتھ روانہ ہو۔ پتھر پیچی نمازِ حرم مقام منائیں ادا کی۔ اور ظہیر اور غصر حضرت ابوالبشر کی مسجد (مسجدِ ذینب) میں جو عرفات کے میدان میں واقع ہے ادا کی۔ پھر حج کی ادا بھی سے مشرف ہو۔ راستے سے ۶۳ مگریز سے پہنچنے اور منا کی طرف روانہ ہوئے۔ اور دیاں نیمیں رہے۔ پھر تیر جویں ذوالحجہ کو طواف بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔ اور دیاں کو وصفا اور مرودہ حسب معمول دوڑے۔

کمک میں تھوڑا سا قیام فرمایا پھر دیاں سے طائف جو بیت اللہ شریف سے منزل کے فاسطے پر ہے کی طرف چلے اور جبل کراپ آئے۔ راستے میں مزار پر ایسا

بیدنا حکم اور سیدۃ ابراہیم صاحبزادگان رسول اکرمؐ کی زیارت سے فیض یا بہوئے۔ پھر وہاں سے بیت اللہ شریف کی طرف توجہ فرمائی۔ بنیل نور اور بنیل سور کی زیارت کی۔ یہاں امام الادیاء نے بے حساب شرف و معاوضت حاصل کی۔ ہاجرہ نہ کو جائے قیام پر ہی کامیاب و کامران فرمایا۔ جو تیس اس کو حاصل ہوئیں، وہ تحریر سے میرا ہیں۔ اور اس کی سرشاری کی کیفیت ہیان سے باہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مرہانی اس کے شامل حال ہوئی۔ کیونکہ وہ صاحب دل کی خدمت میں پہنچنے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ صاحب دل لوگوں کی محبت پر بیان حال لوگوں کو خوشحال ہادیتی ہے جیسے ایک بارے شخصوں میں ہیوست ہو جاتا ہے۔

۲۔ ہر وہ کہ جوان کے پاؤں میں گرپڑتا ہے وہ سر پندھ ہو جاتا ہے۔ وہ حاکہ جب لیں میں گم ہو جاتا ہے تو اس کا سر ظاہر ہو جاتا ہے۔

جس وقت مکہ والوں نے چند نوں کی محبت میں ججاز کی کیفیت اس تاج روکی ان سے سنی اور فرشتہ سیرت جناب والا کے خصائص کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو وہ اپ کی پارکوہ میں آئے اور آپ کے دینے اور کو اپنے لئے باعث معاوضت سمجھا۔ اور ہر انجمنی محبت کے ساتھ آپ کی مہمانداری میں مشغول ہو گئے۔ کنی حرم کے کھانے اور شربیات وہ تیار کرتے۔ بعد ازاں جب آنجلاب نے مدینہ شریف، اس کی امدادوں کو اللہ تعالیٰ کی گناہی ہوئے، کی زیارت کا ارادہ فرمایا۔ مذکورہ بالاتر جز بھی اپ کے ہمراہ حاضر تھا۔ آنجلاب نے انتہائی شوق کے ساتھ سر کے پاؤں سے یعنی اپ کے ساتھ وہ راستہ طے کیا۔ آپ انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ بار بار اس

شعر کو کچھ جو مشہور و معروف شعراء کی تصنیف ہے زمان حال سے پڑھتے۔ (ترجمہ شعر)
۱۔ میری آنکھ ہو اور معشوق کی گلی کی خاک۔ میرے پاؤں ہوں اور محبوب کے
بیان کا دام ہو۔

۲۔ محبوب کی جدائی میں، یہ جان شیریں میرے سینے میں بڑی تجھ محسوس ہوتی
ہے۔

جب مدینہ شریف کے بہت قریب پہنچ تو آپ کی زبان ساتی نام کے ان اشعار کو
پڑھنے لگی:-

۱۔ اے ساتی! آجا۔ اے ساتی! آجا۔ قیامت کا سور بر پا ہو گیا ہے۔ میں اپنے
ہوش و حواس کھو چکا ہوں۔

۲۔ ایک جام عطا کرتا کر میں دصل کا راست طے کر سکوں۔ دل کا پیغام یار کے
کافوں میں عرض کروں۔

آنچنان بکامدینہ منورہ میں پہنچنا

جب وہ مبارک شکل و صورت والے انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ مدینہ
منورہ علیہ التحیۃ والشناع میں پہنچ تو تھوڑا سا وقت روپ اور سے باہر آرام گیا۔ بعد ازاں
غسل کر کے راستے کا گرد و غبار ڈھویا۔ اور پھر روپتے انور پر پہنچ۔ در اقدس پر پہنچ کر
رُک گئے۔ چند لمحے کے لئے آپ پسکوت طاری ہو گیا۔

۱۔ فرشتوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا۔ اور آپ کو روپتے انور کے اندر پہنچا
دیا۔

- ۱۔ اللہ کے نور کی چادر آپ پر ڈال دی گئی۔
اس وقت اس پاک ہاطن نے روختہ مبارک کے اندر قدم رکھا تو ابھائی انتظاری کے
ہاتھ نہداوی۔ (ترجمہ اشعار)
- ۲۔ اے جد احمد آپ پر سلام ہو۔ آپ کے درپر یہ نلام حاضر ہے۔
- ۳۔ آپ کی جگہ عرش بریں ہے آپ پر سلام ہو۔ آپ پر سلام ہو آپ کا نونکان
اونکان ہے۔
- ۴۔ اے اوچی شان والے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔ اے لوگوں کو خوشخبریں
ہینہ والے آپ پر سلام ہو۔
- ۵۔ اے دونوں جہانوں کے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔ اے غار حرا کے آنکاب
آپ پر سلام ہو۔
- ۶۔ میں آپ کا کترن نلام ہوں آپ پر سلام ہو۔ آپ کے درکی خاک میرا
تائی ہے۔ آپ پر سلام ہو۔
- ۷۔ میں آپ کا بے حد مشاق ہوں۔ خدا رنجتے بہت و طاقت عطا ہو۔ اور اپنی
ہاتھ سے مجھ رحمت خاص سے نوازیں۔
- ۸۔ یہ زمیں بھگر ہندوستان کی زمین سے آپ کے پاس آیا ہے۔ اب آپ کے
وارثے پر ہاتھ گیا ہے تو اسے فیض یاب فرمادیں۔
- ۹۔ آپ نے زار زار روتا شروع کر دیا اور مزار پر انوار مظہر اسرار سید الابرار
خیار ہی کو دیکھا۔ پس میں کیا ہی ان کروں کہ آپ پوشیدہ طور پر کن نہتوں سے
لے گئے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اس طرف سے مرد آ جیں اور آنسو برس رہے تھے۔ اور حضور کی طرف سے انجامی گرم جوشی سے نمگساری ہو رہی تھی۔
 - ۲۔ اس طرف سے عاشقانہ فریادیں ہو رہی تھیں۔ اور اس طرف سے معموقانہ دلبران مہربانیاں اور شفقتیں ہو رہی تھیں۔
 - ۳۔ اس طرف پر وانے کی طرح تڑپ رہے تھے۔ اور اس طرف سے شنک کی طرح مسلسل دیکھ رہے تھے۔
 - ۴۔ اس طرف چشم کی طرح جوش میں تھے۔ اور اس طرف سے پھول کی طرح ناموش اشارے ہو رہے تھے۔
- الغرض ایسی زیارت فرمائی کہ جو دیکھنے کے قابل تھی۔ اور وہ آوازیں تھیں،
شنک کے قابل تھیں۔ اسرار و معارف کے نشے سے مست ہو گئے۔ جب اس جمال جبان
آرام کی جگل سے قدر سے ہوش میں آئے تو یہ اشعار آپ کی زبان پر تھے۔
- (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اے عالی جناب مردار آپ پر سلام ہو۔ آپ کا رخ انور آسمان والے پا،
اور سورج کی طرح ہے۔
- ۲۔ آپ کی مہربانی سے یہ ذرہ سورج ہن گیا ہے۔ اور آپ کے دراقدس نے
خاک کے پیش سے عرش نہیں ہن گیا ہے۔
آپ نے آستانے کی خاک کو بوس دیا۔ اور ہوش میں آئے اس حال۔
جس میں وہ جنماد مست تھے۔ (ترجمہ شعر)
میں نہیں جانتا ہوں کہ اس شراب میں کتنی گرمی اور جوش تھا کہ اس سے سر سے لے

۱۔ ان ساراں جو تمام درگاپے پر فور ہو گئے۔

مذکور شریف میں ربینے والوں کو گندشہ عالات و اعیان سے آگاہی پر بہت زیادہ حیرانگی طاری ہو گئی۔ وہ پروانہ کی طرح اس بیان بزم سیادت پر قربان ہونے لگے۔ عقیدت کی پیشانی آپ کے پاؤں کی خاک پر رکھی۔ ہر روز مہمانواری کی صورت کا لحاظ کیا۔ اور کئی قسم کے کھانے اور بچل تیار کئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ کیا ہی اچھا نصیب ہے اس کا کہ جو روشنہ مبارک کی خاک پاک کا مختار ہو اور اسے اپنی آنکھوں میں بطور سرمد ڈالے۔

۲۔ کیا ہی اچھا نصیب ہے کہ مرقد انور کے طوف سے مشرف ہو کر سر بلند ہو۔

۳۔ کیا ہی اچھا نصیب ہے کہ آپ کے آستانہ اقدس پر ہزار بار اپنی پیشانی کو مس کرے۔

۴۔ کیا ہی اچھا نصیب ہے کہ مدینہ منورہ کے غبار میں ماشیں ببل کی طرح اپنے آں پر مارے۔

۵۔ کیا ہی اچھا نصیب ہے کہ رسول پاک کی گلی میں داخلہ ہو جائے اور اڑوں سالوں کے گناہوں کا خاتمہ ہو جائے اور اس بارگاہ اقدس میں شرف قبولت لیں مدد حاصل ہو جائے۔

بhydrیگر

۱۔ کیا ہی وہ بہتر دن ہے کہ یہ مٹھی مجرمنی آپ کے پاک مزار پر قربان ہو

- ۲۔ زندگی گزارنے کا اصل لفظ اور مذاہ بارگاہ اقدس میں حاضری ہے۔
ورنا اگر یہ نہ ہو تو مکمل طور پر شرمساری ہے۔
- ۳۔ جو شخص کام آیا اور بدینہتے گیا۔ تو پھر اس کا آنا جانا بیکار محض ہے۔

بحدیگر

- ۱۔ اے دو جہاں کے خاتق خدا! مدینہ شریف کے قرب و جوار میں مجھے پہنچا
وئے۔
- ۲۔ ہمیشہ مدینہ شریف کی منی میری قیامگاہ، ہن جائے۔ بلکہ وہ منی ہی میرا مفتر
ہن جائے۔

بحدیگر

- ۱۔ اے ربِ کریم! مجھے حضور ﷺ کے دربار میں پہنچاوے تاکہ میں آپ کے
انوار کا نثار و کروں۔
- ۲۔ کیا ہی اچھادت ہے کہ حجاز شہر کے اندر حضور ﷺ کے دیدار سے میں
مشرف ہو جاؤں۔
- ۳۔ گوہر جاں کو بطور نذر پیش کردوں۔ اگر میں بازارِ نجوم ﷺ میں پہنچ جاؤں۔
- ۴۔ آپ کے عاشق صرف انسان و جن ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ ہمیں آپ سے محبت
کرنے والا ہے۔
- ۵۔ کیا ہی اچھی بات ہے کہ پاکیزہ نسل والے وارثِ علی، حضور ﷺ کے
نثار سے کے لائق ہو جائیں۔

محشر یہ کہ اس بادشاہوں جیسے مرتبہ والے نے تمیں ماہک اس آستانے کو جو
مرش جیسا ہے اپنے تھہر نے کام مقام ہایا۔ اس کے بعد اس شبہ شوہر سے باعثت
طریقے سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ مدینہ کے ہزاروں لوگ جو آپ کو مزید رکنے
پر مجبور کر رہے تھے ان سب کو مجوز کر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ (ترجمہ اشعار)
۱۔ اے ساتی! آجا کر دوست کی محبت کے شوق نے میرے دل کو ہر کام سے
روک دیا ہے۔

۲۔ ایسا جام پا کر جب میں اپنی آنکھوں کھولوں تو یار کے جمال پر میری نگاہ ہے۔

آنجناب کا نجف اشرف میں پہنچنے کا بیان

اس والا صفات نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ، قدس سے نجف اشرف کی
زیارت کی اجازت چاہی اور جب آپ کو حضور سرور کائنات ﷺ کا حکم ہو گیا تو آپ
بڑی سرعت کے ساتھ چلے اور اس دور دراز کی مسافت کو انتہائی جلدی سے طے
کیا۔ جس وقت آپ وہاں سے بہت قریب ہوئے تو آپ نے ایک بارگاہ دیکھی۔ جو
بڑی شان والی تھی۔ اس کا صحمن انوار رحمت سے کشادہ تھا۔ اسے دیکھ کر آپ پر ذوق و
ذوق کے اثرات ظاہر ہوئے۔ اس کی زمین عرش کا بالا خان اور اس کے مکان کی چھت
اور سے بھری ہوئی تھی۔ اس کی آب و ہوا انجانی ای طفیل تھی۔ اس کے تالاب آب کوڑ
سے بھرے ہوئے تھے۔ اور اس کے سبزہ زار ریلک فرش میتا تھے۔ اس کے باٹ
و باؤں کے دلوں کو جوش دلانے والے تھے۔ (ترجمہ اشعار)

۳۔ اس مقام کی زمین پھولدار ہے۔ آمان پھول ہے اور بھروسہ پھول

- ۱۔ گل کے علاوہ میں اور کوئی چیز دیکھی ہی نہیں سکتا۔
- ۲۔ اور اس کے گل لالہ ایک درستے کے سامنے کھڑے تھے۔ جیسا کہ زمردی
ٹہنیوں پر شراب کے پیالے رکھتے تھے۔
- ۳۔ ہنچ کا پھول کھلا ہوا تھا اور سنبل کا پھول بھی کھلا ہوا تھا۔ صبح کی خوشبو دار جوا
نے پھول کے گرد بیان کو پھر دیا تھا۔
- ۴۔ ہر طرف آب حیات کی طرح چشے روائی تھے۔ لالہ کا چانغ ہر طرف روشن
تھا۔
- ۵۔ اس کی فنا کش تھی اور روح کو تروتازہ کرنے والی تھی۔ اور اس کی آب دہوا
پاں فڑا اور بڑی دلکش تھی۔
- ۶۔ تروتازہ بہزہ ندمی کے کنارے پر ایسے آگا ہوا تھا، جیسے محبووں کے رخسار
کے خداخال ہوتے ہیں۔
- ۷۔ نجف اشرف کے روضہ مبارک کی گیا ہی بات ہے کہ یہ ہزاروں جنتوں
سے ہڈ کر لطیف ہے۔

(ترجمہ مزید اشعار)

- ۱۔ اگر روشن سورج دہان سے گزرے تو وہ صدف کی طرح ظاہر ہو۔
- ۲۔ ہر صبح فرشتے جو حق وہ جو حق آتے اور اس کے دروازے پر صحن ہندھ کر
کھڑے ہو جاتے ہیں۔
- ۳۔ اگر اس روشن کی روشنی سورج دیکھ لے تو جیسے موتنی صدف میں چھپتا ہے اس

مترجم و درات کو چھپ جائے۔

۴۔ جب آسمان اس روضہ کا بوجوہ انجام کا تو عاشق کی طرح اپنی بخششی کو منہ پر رکھ لیا۔

۵۔ یہ رونی طور پر یہ رونہ انور ہیئت حیدری کا مظہر ہے۔ اور اندر وہ تی باطنی طور پر ایسے ہے کہ جیسے سینہ کے اندر کا داغ ہو۔

ترجمہ الیضا

۱۔ اس مزار کا اندر اور باہر نور سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے حصیر خادم بھی حوروں پر ہے موتی ہیں۔

۲۔ اس کے مینار سے وہ سکھ حاصل ہوتا ہے جو کہ کوئی نے طور سے پایا۔

۳۔ گودا اور غبراں کی بھتی میں سے ہیں۔ اس کی سرز میں کی گھیاں کا فوری ہیں۔ (پہلے روز) آجناہ نے اس کے اندر وہی اور یہ رونی، ظاہری اور باطنی حسن ادا شایدہ کیا۔ آپ نے اس کو دیکھا اور خوب دیکھا۔ آپ ایک اوپنے مقام پر ٹینکے سے جہاں سے آپ ٹکلی بلند کر دیکھتے رہتے اور رات دن دیکھتے رہتے۔ نہ کہیں نہ سوئے۔ (ترجمہ اشعار)

۴۔ سورج کا صوفی تھائی میں جا بینا۔ آسمان نے ستاروں کی تسبیح باتیں میں لے لی۔

۵۔ جب شام ہوئی تو چاند سرپا م جلوہ افرزو ہوا۔

۶۔ جب اگلے روز سعی نے اپنا سترہی جھنڈا بلند کیا۔ یعنی سورج بلند ہوا۔ اور

۷۔ ان کی رنگا رنگ کرنیں دن کے صفحی پر ظاہر ہوئیں۔ تو آجناہ اٹھے اور ٹسل کیا۔

- اور جناب حیدر کرار کے دربار کی جانب روانہ ہوئے۔ جس وقت اس خاص منزل میں رسائی حاصل کی تو آپ نے یہ اشعار چیش کے:- (ترجمہ اشعار)
- ۱۔ اے شاہ کہ آپ جیسا کوئی نوجوان نہیں آپ پر سلام ہو۔ آپ ہل انی ہیں آپ پر سلام ہو۔
 - ۲۔ آپ نے تسلیم کی راہ میں اپنا سر قربان کر دیا۔ رضاۓ الہی کے پاندھ آپ پر سلام ہو۔
 - ۳۔ کئی بار بھی پاک نہیں نے آپ کی شان میں شیر خدا فرمایا۔ آپ پر سلام ہو۔
 - ۴۔ آپ کے ہاتھ سے خبر فتح ہوا۔ آپ تان اور لواہ والے ہیں۔ آپ پر سلام ہو۔
 - ۵۔ آپ اسلام کی شان و شوکت کی مندرجہ بحثے والے ہیں، ہما کو نور بخشے والے ہیں، آپ پر سلام ہو۔
 - ۶۔ اللہ کے احکامات کے آپ تان ہیں۔ سینکڑوں بڑا روں کا آپ پر سلام ہو۔
 - ۷۔ آپ کی مہربانی سے صد فوتی سے مجبر گیا۔ اے خادوت کے سندھ آپ پر سلام ہو۔
 - ۸۔ اے وہ ذات کہ تمہری مثل زمانے کے حال نے ہنڑیں دیا۔ آپ ہر بھی کے لئے باعث فخر ہیں آپ پر سلام ہو۔
 - ۹۔ اے پادشاہ میں تھوڑے تمنا کھتھا ہوں گے اپنارٹ انور بمحض ظاہر کریں آپ پر سلام ہو۔
 - ۱۰۔ آپ کو دیکھنے کے لئے میرا دل خون ہو گیا ہے پر وہ راہنما و تجھے۔ آپ پر سلام ہو۔

سازم ہو۔

جو نبی آنحضرت نے اپنی خواہش ظاہر کی۔ فوراً مطابق وجدانی کے مطابق
تو ہر متصدی و حاصل ہو گیا۔ اور غیر سے آواز آپ کوستائی دی۔ آپ نے اسے بخوبی
ٹالا۔ اس کا ترجمہ یچھے کی لائنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ جو سچے طالبوں کے کالوں کا
ایم ہے۔ اس پر مؤلف نے یہ شعر کہے:-

- ۱۔ مر جہاںے باپ کی جان، مر جہاںے تو رظر! خوش آمدید۔
- ۲۔ جس راستے کو تو طے کر کے آیا ہے۔ جو شر کو کہ پیدا است یہ اخطرناک ہے۔
- ۳۔ اس راستے پر منصور چاہ۔ اس نے سر بلند نبیین کیا یعنی ابھی اس نے وہ تمام
راستے طے نہیں کیا تھا کہ وہ عاجز آگیا اور سردے دیا۔ جب اس قسم کے راز و نیاز کی
آئیں مولاۓ کائنات کی طرف سے سیش تو جتاب والا نے اسی چیکے سکونت اعتیار کر
لی۔ اور آپ کے حضور جوش و خروش سے حاضر ہے۔ اور کچھ دنوں کے قیام سے اپنی
انی مراد پالی۔ آپ کی ذات پاک ہر اور صاحبِ لواک گلتوں نہاد کی حاجت رواؤ اور
اہل بارگاہ ہے۔

قصیدہ

- ۱۔ میں امام امتحین کی تعریف کہاں تھک بیان کروں کہ آپ ایک لمحہ میں سیما
لی طرح بیاروں کو سخت یا ب کرویں۔
- ۲۔ اگر آپ اپنے چہرہ پر انوار سے تھا بہتا دیں تو ہر درد و نوع اور کورٹھک آئندہ ہا۔

- ۳۔ اگر آپ کسی کی دھنیری فرمائیں تو مشکل سے مشکل گرد کو کھول دیں۔
- ۴۔ اگر کوئی ساکل آپ کی بارگاہ میں سال پیش کرے۔ تو وہ اس ناچار مجبور سوانح کو باہدشاہ نہادیں۔
- ۵۔ اگر آپ کا ابر جود و کرم بر سے تو آپ کا نہوں کونزم و تازک پھول نہادیں۔
- ۶۔ اگر آپ کے خوشبودار بال خوشبو بکھیریں تو کوئی آدمی تازندگی کستوری کی طرف رفتت نہ کرے۔
- ۷۔ آپ کی ہبہ سے کفر کافر سے دور ہو جاتا ہے۔ برہمن اپنے گلے کے زہار کو تجھ بنا لے۔
- ۸۔ جو شخص آنحضرت کی درگاہ میں قدم رکھ کر توزیارت کرنے والے کو یہ آواز آئے گی فاد خلوا فی جنتی (بیری جنت میں داخل ہو جا)
- ۹۔ آپ رب کی بخلی، هشان و شوکت والا آسمان، بلند درفع عرش اور انہوں کی خاتمے کے ظہور کا مرکز ہیں۔ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ نے حیدر کراں کو عطا فرمائیں۔
- ۱۰۔ اسے خدا بخشن اگر تجھ سے ہو سکے تو تجھ اشرف میں اپنی منزل پسند کر۔ تاکہ تو آسمان کو، جو کہ بڑی رقتار والا ہے اپنے مقصد کے مطابق پا لے۔ یعنی آسمان کی، رسمی تحری مرضی کے مطابق پکد رکھے گا۔

کربلا معلیٰ میں آنحضرت کے پہنچنے کا بیان

پھر میزبانوں کے گزرنے کے بعد وہ ہماراں بارگاہ کرامت ظہور میں حسب حکم ہدایت مجبور حاضر ہوئے۔ سلطان الاتقیا کی آستانہ بوسی کے بعد شاہ گلاؤں قبا، شہر

اُت کر با، کشی را و نداہ بستیم و رشا، لخت جگسر د کونین، حضرت امام حسین کی
۱۶۳، اقدس میں حاضری کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اور بھی مسافت ملے کرنے کے
ادب، یہ کی تمنا لئے ہوئے بارگاہ خلاائق پناہ میں پہنچے۔ جب آپ ان کی زیارت میں
امال ہوئے تو یہ اشعار عرض کئے۔ (ترجمہ)

۱۷۴، اے اقليم دین کے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔ یقین کے آسمان کے چاند آپ

نام ہو۔

۱۷۵، اے شہنشاہ! عرش اور کرسی آپ کی منزل و مقام ہے۔ آپ کی خادم ہو رہی
ان۔ آپ پر سلام ہو۔

۱۷۶، آپ نے اپنی جان کے موئی کو حق پر قربان کر دیا۔ اے "باعث صد
اذین" خطاب کے مودود آپ پر سلام ہو۔

۱۷۷، جب آپ اس جہان فانی سے پوشیدہ ہو گئے تو فرشتوں کے ساتھ ہم نہیں
و گئے۔ آپ پر سلام ہو۔

۱۷۸، آپ کا خادم آپ کی دلیز پر حاضر ہے۔ میری طرف بھی بخدا کرم ہو۔ آپ
نام ہو۔

۱۷۹، رازوں سے بھری ہوئی کام آپ کے کام مبارک میں ہب پہنچی۔ ای
۱۸۰، نوشنہری کی آواز آئی۔ جو خوشی کے نفوں سے بھری ہوئی تھی۔ یوں صحر اور جنگل
۱۸۱، نے کا تمام تر غم اور غبار آپ کے دل سے دور ہو گیا۔ ترجمہ اشعار:-

۱۸۲، آپ کا دل اس طرح کھل ایساں عظمت والے حرم شریف میں جس طرح
۱۸۳، سے باعث خوش ہوتا ہے۔ اور صبح کی خنڈی ہوا سے پھول خوش ہوتا ہے۔

- ۲۔ میں تیر سے سامنے کیا بیان کروں گے اپنا ولی مقصود حاصل کرنے کے بعد آپ نے کیا لذت حاصل کی۔ کوثر و چشم کی لہر میں آپ فنا ہو گئے۔
- ۳۔ داد داد ا جنابِ قدس آب مرد رک آسمان نے مجھی آپ کی خدمت کے لے اپنا سر تسلیم کر دیا۔
- ۴۔ اس بادشاہ کی جدائی کی وحشت سے گویا آسمان کا دل و لخت ہو گیا۔
- ۵۔ جہنم کی آگ سے اے شاکن وہ نجات پا جاتا ہے۔ جو اس عزت و اہل روندگے دروازے سے پہنچ گیا۔

مشہدِ مقدس میں جناب والا کے پہنچنے کا بیان

جب آپ شاہ والا جاؤ کر بیانے معلیٰ سے قارئ ہوئے تو روندھ پر تیالا مامہ، رضا، حسن پر ہزار ہزار تھت و شام ہیں، کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور بڑی مشکلات و تراکم کے بعد آپ وباں پہنچا اور آپ کے روضہ انور کے طوف سے مشرف ہوئے اور اب گھبائے مراد سے وہ من بھرا۔ جوئی روندھ انور کے اندر جنم ارادوت کھوئی تو عرض کی۔

سلام

- ۱۔ اے امتوں کے شفیع آپ پر سلام ہو۔ ثم اور دکھو درود کرنے والے آپ سلام ہو۔
- ۲۔ جنت کے ہاشمی بلبل گیت گا رہی ہے کہ توہی عزت والا پھول ہے، توہی سلام ہو۔
- ۳۔ حضرت سلیمان آپ کے دروازے سے قیض حاصل کرنے والے

۱۰۸۔ اے عزت والے شاہ آپ پر سلام ہو۔

۱۰۹۔ جب عدم کی فضائیں آپ نے قدم رکھا تو آپ کا قدم رکھنا بارگفت ہو گیا،

آپ پر سلام ہو۔

۱۱۰۔ اے جو دو کرم کے برج کے ٹپکنے والے چاند، اے عرش نشیں، آپ پر سلام

۱۱۱۔ اے باو شاہ کے مرتبے والے بزرگ اے میرے جدا محمد، مجھ پر نکاہ کرم

۱۱۲۔ اے، آپ پر سلام ہو۔

۱۱۳۔ ہس بر ملای آواز آئی، کوئی نہیں جانتا کہ وہ آواز کہاں سے آئی۔

۱۱۴۔ ہر کوئی حیرت زد تھا۔ لیکن آپ نے نہ کہی: ہوئی باتیں بھی پڑھ لیں۔

۱۱۵۔ آپ پر اس فیض کا ایسا اثر ظاہر ہوا کہ فرشتے کو بھی اس کے ہارے میں کوئی

۱۱۶۔ ساہے۔

۱۱۷۔ خن فہم ہی میرے خن کی داد دینے والا ہے۔ میرے اشعار اسی جان جہاں

۱۱۸۔ کام کی باتیں ہیں۔

۱۱۹۔ عاشق اور معشوق کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس کی کراما کا تہیں کو بھی خبر

۱۲۰۔ اختر و مبارک قسمت والے اپنا مقدمہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

۱۲۱۔ اس قیام فرمایا۔ اس کے بعد رخصت ہوئے مگر کئی سالوں تک مغرب کے

۱۲۲۔ نہیں پچھر لگاتے رہے۔ اور کافی تامین شریعیں کی زیارت اور مقدس بارگاہوں

۱۲۳۔ سے مشرف ہوئے۔ مگر اس کے بعد بیت اللہ شریف کی زیارت کا عزم

فرمایا۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اگر آپ دنیا کے اندر تشریف نہ لاتے تو اپنے مقصد کے مطابق قدم رکھتے۔ یعنی اس راہ پر کیوں نہ چلتے۔
- ۲۔ اگر تجھے بزرگی اور عزت چاہئے تو پھر آپ کی زیارت کر، زیارت زیارت کر، اسی میں سب کچھ ہے۔
- ۳۔ زیارت دل کی صفائی عطا کرتی ہے، گناہوں سے ربائی عطا کرتی ہے۔
- ۴۔ بزرگوں کی زیارت میں بہت ہی اثر ہے۔ بے شک اس باعث یعنی زیارت میں بہت ثمرات ہیں۔
- ۵۔ پاکہاز لوگوں کی قبر کی زیارت کرنا۔ نیاز مندوں، عقیدت مندوں طاعت و عبادت سے بہتر ہے۔
- ۶۔ اگر تمہیں دوستی اور تقریب کی تلاش ہے تو زیارت کر۔ کیونکہ زیارت نہ راہ میں صحیح مدد کرتی ہے۔
- ۷۔ اگر تو گھر میں موجود ہے اور تو خوراک کا پابند ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ ٹوکری کی طرح ہے۔
- ۸۔ اے خدا بخش اگر حرجی قسمت تیری مدد کرے تو کعبہ اور مدینہ طیبہ کی جا۔

کیا رہواں تھے: آنجنا ب کے سنگلڈیپ کے سفر کے
بیان میں اور حضرت ابوالبشر آدم کے مزار کی زیارت کے
بیان میں، ملکوں کو دیکھنے اور اس کی صفات کے بارے

میں سننے کے بیان میں

جناب والا نے اپنی ولی خواہش اور اطمینان قلب کے ساتھ یہی بلند اور
الوں بارگاہوں کی زیارات سے فراغت حاصل کی۔ اور مدینہ شریف کے چند لوگوں
کے امراء و مدینہ منورہ پہنچے۔ ضروری مناسک کی ادائیگی کے بعد ہبہ اللہ شریف کی
ادالت حاصل کی۔ اور اس کے بعد یہ میں پہنچے۔ جب سورج غروب ہوتے لگا اور
امت چیل گئی۔ تو جامِ مجروری آنجنا ب نے اپنے چاہنے والوں میں سے ایک کے گھر
کی قیام فرمایا۔ کویا اس کافی رکوچھور نے والے کوئی میں پہنچا دیا۔ کسی نے حق ہی کہا ہے

(ترجمہ شعر)

گھر کے اندر ایسا مہمان آجائے تو گویا سدرہ کے ہانے وہاں اپنا آشیانہ بنالیا۔
اس آدمی نے اپنے تمام گھروں والوں کے ساتھ آپ کو خوش آمدید کیا اور اس
امداد و رزق سے بہتر خیال کیا۔ آنجنا ب خوشی کے ساتھ آپ کی خدمت میں وہ مشغول
ہے۔ وہ بار بار اس شعر کو پڑھتے ہیں: (ترجمہ)

..... اول ہا اصل مقصد حاصل ہو گیا ہے کہ ہد آرام جان اور راحت رون ہمارے گھر
..... اب لے آیا ہے۔

الغرض آنچہ ب نے وہ رات وہاں انتہائی آرام اور سکون کے ساتھ بسر کی اور نہایت آسائش و آرام پایا اور بے مثل اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے دو گانہ ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ دوسرے دن جب مشرق کا باڈشاہ نیتاوں بلند آسمان پر طلوع ہوا۔
 - ۲۔ زمانے نے روشنی کا دروازہ سکوال۔ دنیا والوں نے نئے دن کا آغاز کیا۔
- محج کے وقت آنچہ ب اٹھے اور ملک سنگلہدیپ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سنگلہدیپ کے جنگل میں پہنچے تو حضرت ابوالبشر کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابوالبشر کے مزار کو طولانی ۵۰۰ فٹ اور عرض کے لیائل سے اس کے درب مرائب جانا چاہئے۔ نیز کمی زمانہ کے عجیب و غریب حالات وہاں دیکھئے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب تحقیقات سمجھا۔ جناب ابوالبشر کے سرہانے ایک درخت دیکھا کہ بیش جس پر بہار رہتی تھی۔ جو بہت بلند تھی اور اس کی شہنیاں سرہانے شاداب اور اس کے پیچے انتہائی ترواز ہوتے۔ اس درخت کی شہنیوں نے دلوں کا تیار فیض دیکھا تھا۔ یعنی اس درخت پر مرد و زنان (بہار و خزان) کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور اس کی شہنیوں نے زمانے کی آری کا دور فیض دیکھا تھا۔ اس نے سارے مزار کو اپنے سامنے میں لیا ہوا تھا۔ آنچہ ب نے اس درخت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا۔ آپ۔۔۔ مزان شریف پر جیرا تھی ناہب آگئی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس درخت کا نام حکیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ درخت سوائے حضرت آدم کے سرہانے کے کہیں اور پیدا نہیں۔ اس کا نام آدم کے سوا کسی اور کسی زبان سے کسی نے فہیں نہ۔ اس کی تھا۔ ناصیتوں میں سے ایک خاصیت یہ ہے اور اس کی شہرت اس وجہ سے بھی ہے کہ

لُفْس اپنے مقصود کے مطابق اسے استعمال کرتا ہے تو اسے اپنا مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

۱۰۱ یہ کہ اس درخت پر بیش بھار رہتی ہے۔ بھی بھی خدا کا جہونا اس پر نہیں گزرا۔
۱۰۲ یہ کہ بھی بھی اس کا پیدا زمین پر نہیں گرا۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی وقت اس کا
اوکی پڑ زمین پر گر جائے تو وہ بھی سے نٹ کر ابھی زمین پر نہیں پہنچتا کہ مالک اس کو
عامہ بالا میں لے جاتے ہیں اور لوگوں کی نکاہوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔

۱۰۳ یہ کہ وہ فرشتے جو جہان کی قضا و قدر پر مامور ہیں انہوں نے اس کے ہر چھپے پر کلمہ
لیلہ پاندھی سے انجامی خوبصورتی سے لکھا ہوا ہے۔

۱۰۴ ہمارم یہ کہ اس کے پتوں میں یہ اثر ہے کہ یہاں چاروں طرف سے لوگ جو کوئی
ہریض یا آسیب زدہ ہو تو اسے اس درخت کے سایہ میں لے جاتے ہیں اور اس کے
پہنچتے ہیں۔ تو وہ فوراً سستیاں ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہاں ہر روز انہوں
نے اپنی رہتا ہے۔

۱۰۵ یہ کہ یہ درخت سال میں وہ بار اپنے پھول خاہر کرتا ہے۔ وہاں کے باشندے اس
پھولوں کو کسی بھی عارضہ میں اپنی ادویات میں ملا کر استعمال کرتے ہیں تو
کستہ زب ہو جاتے ہیں۔ جناب والا نے اس جگہ بھی دو دن قیام فرمایا اور اس جگہ کی
اہمیت فریب باتیں اپنی نکاد سے دیکھیں۔ (ترجمہ الشمار)

آدم کی تخلیق بھی بیج و فریب ہے کہ ایک آدم سے تمام آدم تخلیق ہوئے۔
اگر تو ساری دنیا کو خاتم زان نظر سے دیکھے تو کسی ایک آدمی کو کسی دوسرے آدمی
نے نہیں دیکھا۔

- ۳۔ یقانتا بات کے ساتھ کچھ لوگوں کو پیدا کیا۔ ان کی پیدائش فہم اور اک اور عقل و دانش سے بالاتر ہے۔
- ۴۔ اس کے پوشیدہ رازوں کا کون سارا نہ گا سکتا ہے۔ اس راستے میں کسی عاقل نے ابھی تک پاؤں نہیں رکھا۔
- ۵۔ فرشتے جیران ہیں، اس کے اس محیل سے اور آسمان اس کی قدرت کی مناسی پر جیران ہے۔
- ۶۔ اس کے بارے میں کسی رسول کو صحیح واقعیت حاصل نہیں ہوئی۔ اور کسی مقبول پارگاہ تک بخت کو اس کے ساتھ بھرازی نہیں ہوئی۔
- ۷۔ اے خدا بحق اس مطلب یعنی رب کے راز چانتے کی راہ پر قدم نہ رکھو۔
بات نہیں چھوڑ دے اللہ ثوہی بہتر جاتا ہے۔

آنجناب کا جانب وطن واپسی کا بیان

آنجناب ۱۲۵۳ھ میں ہیت اللہ شریف کے راستے پر روانہ ہوئے تھے
5 سال تک انہیں شہروں میں جو شعور بر سانے والے، مبارک، رٹک بخت، معاشرے
والے، بائی و بہار جگہ ہے پہنچے۔ (ترجمہ شعر)

آپ ہر رخصت سے فیضیاب ہوئے۔ اور ہر کھلیان سے اپنا حصہ پالیا۔
یوں آپ کے شب و روز ملک مغرب میں گزرتے رہے۔ ہر سال قدم
کے ساتھ ہیت اللہ شریف پہنچے اور جس سے مشرف ہوتے رہے۔ مگر اپنے آپ سے
اپنے خاندان اور اپنے دوستوں اور اپنے شہر اور اس کے قرب و جوار سے اس طبق

دہبر و اشتنہ ہوئے کہ کسی کو اپنی خوشبو دی طبع کے بارے میں خبر نہ کہ نہ دی۔ جناب والا کے احباب ہر چشم کا خیال کرتے تھے اور آنکھ رشت دار آپ کی ملاقات کی امید کو دل میں رکھتے تھے۔ اپنا نک ایک رات ملاقات کی خواہش اپنے خاندان سے اور قرب و جوار کی سیر کے لئے، آپ کے دل میں عالی ہوئی۔ چنانچہ ملن والیں اپنی کاپنہ ارادہ کر لیا اور سچ کی سفیدی کا اختخار کیا اور اس رات کو انتشار کے ساتھ مکمل کیا۔ (ترہیہ شعار)

۱۔ سنہری نجمر سورج نے مشرق سے بلند کیا۔ اور ساری روئے زمین کو سورج نے روشن کر دیا۔ آنحضرت خوب پیشی سے اٹھے اور رخت سفر باتھا۔

۲۔ کیا ہی، وہ اپنی عمر ہے کہ جو دوستوں کے سامنے گزرے اور کیا ہی، وہ اپنا انتہا بے کہ جو مہریاں دوستوں کے ساتھ گزرے۔

پھر آنحضرت ملک جو شہر پہنچ کر بیان سے جہاز پر سوار ہوئے اور بھیتی شہر میں پہنچ۔ اور بیان سے روانہ ہو کر پہلے شہر اندر میں پہنچ پھر دوم شہر اوسمیں پھر سوم پھر توور گزرا اور چار مسالہ نوک میں منزل پر قیام کرتے ہوئے، ہر منزل پر سیکھروں اور گونوں کو بیوت کرتے ہوئے۔ جب اجیہ شریف میں تشریف لائے تو اتفاقاً ان دونوں سلطان کرام فخر نام مخدوم خاص و عام حضرت قضا و قدرت سران العالیین خواجہ خواجہ گان

آتاب زمین وزمان خوب پیغمبن الدین پیشی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف تھا۔ آنحضرت نک پاؤں روپتے انور کی طرف تجیزی سے چلے۔ اور چڑے کے جوتے ہاتھ میں رکھے ائے تھے۔ اس دوران فقراء میں سے ایک آزاد منش درویش نے آزادی کے اے صاحبزادے تو کس شہر کا باشندہ ہے اور یہ روئی تو کہاں سے لا لیا ہے۔ جناب والا نے وہاں کی طرف پھیک دیئے تاکہ اس کو وہ آپس میں تقسیم کر لیں۔ آخر روپ امیر کے

بامہر پہنچ۔ اور اپنے حسین و جمیل انوار سے دیدار کی تھنا کرنے والا احباب کو منور کیا۔
(ترجمہ شعر) سعادت کی صبح طلوع ہوئی کہ وہ معموق آگیا۔ اور احباب کے دل کے
بان غم میں بہار آگئی۔

ہر کسی کو بہت ہی خوشی ہوئی۔ جناب والا نے جس دن سے جوتے اتارے
پھر دوبارہ نہیں پہنچے۔ الجنت آجنب عرس شریف کے بعد رخصت ہوئے تو منزل پہ
منزل چلتے ہوئے تکھنے شہر میں رونق افزود ہوئے اور انتہائی بے قراری اور شوق کے
ساتھ اپنے مرشد پاک کے مزار پر حاضر ہوئے اور جنم تر کے ساتھ اسے بوس دیا۔ ایک
ہفت تکھنے شہر میں قیام کیا۔ اس کے بعد موسم بہار کی ہوانے قبضہ دیوبنی شریف کو سر بزدہ
شاداب کر دیا اور خوشی کے وہ باب دلوں پر کھولے کہ جن کا بیان ممکن نہیں۔ ہر گھر میں
خوشی کا نتارونگ اٹھا اور مبارک بادی کے لفے آہان بکھ پہنچے۔ (ترجمہ اشعار)
۱۔ سکھتے ہوئے پھول کی طرح خوشی سے جہاں بھر گیا گواہ بن زیور میں پوشیدہ
ہو گئی۔

۲۔ جب اس جہاں کی روح نے چاند کی طرح چنک دکھائی۔ تو گویا کہ سو سال
کے مرے ہوئے آدمی نے جان حاصل کر لی۔ یعنی دوبارہ زندہ ہو گیا۔
جس کسی نے جناب والا کے آنے کی خوشخبری سنی۔ بے چینی کے عالم میں
دور سے آپ کے زندگیک وہ دوڑتا ہوا پہنچا۔ اور زیارت کی۔ جس نے بھی جب آپ کی
حسین و جمیل بار عرب چہروں دیکھا تو وہ اس کا عاشق ہو گیا۔ آپ کا رخ انور ایسا تھا کہ
سورج اور چاند سے بھی بیان نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کے شد و خال ستوری سے بھی زیادہ
دکش تھے۔ انفرض جب اس بار عرب نے ظیور فرمایا۔ چھوٹے ہی سے سب لوگ آپ کی

نہ مت میں دوڑتے ہوئے آئے۔ اور ہر کسی کو اس کا گوہر متصود اس کی مٹھی میں
دیا۔ اور فائز المرام کیا۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ جس شخص پر آپ نے نظر فرمائی۔ آپ کے عشق نے اس کے اندر اٹھ کیا۔
- ۲۔ وہ بے قرار ہو کر گرپڑا، انجانی بے چین ہو گیا اور اخکبار ہوا۔
- ۳۔ اس شاہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا یعنی بیعت کی اور کسی دوسرے کی طرف نہ
لیکھا۔ یعنی خبر کی جانب سے آنکھ بند کر لی۔

آپ کے خادموں میں سے اکثر خادم اور خاندان سے اکثر لوگ وفات پا
گئے تھے۔ لیکن ابھی کچھ ہی عرصہ نہیں گزر رات تک کہ پھر آنحضرت نے سفر کی تیاری کر
لی۔ طالبان صادق کے چہروں کے رنگ از گئے اور نرم دل ساتھیوں نے ہوشہ
ہاس کھو دیئے۔ مجبورأصحابوں نے جب کوئی چارہ نہ لیکھا تو اسے اس کے کہ آنحضرت
کے حلیہ کا تصور آسانی کے ساتھ کاغذ کے صفحے پر لکھا اور روح کی حنفیت کے لئے اپنی
اکاہ کے سامنے لکھا۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اس طریقے سے وہ حلیہ جو نبی کے بارے میں سنائیں میں سے اکثر چیزیں
ہیں نے آنحضرت کے حلیہ میں دیکھیں۔
- ۲۔ لبذا اس کی نقل ان اور اق میں میری ترقی کا سبب بنتی۔ اور قلم و قرطاس نے
اول جوانوں کی سعادت حاصل کی۔

جناب والا کے حلیہ کے بیان میں

رنگ گندی مگر سرخی سے بمرا ہوا۔ جیسیں و تمیل خوبصورت بھی قد و قائم۔

جسم اطہر نہ زیادہ موڑا اور نہ ہی بالکل کمزور دیا تھا۔ سر کے بال سیاہ اور لبے آپ کے کانوں پر حپکتے ہوئے نظر آئے تھے۔ سرمبارک انتہائی خوبصورت بے حد دل مونے والا، گول اور بالوں سے بھرا ہوا رکھائی دیکھا۔ چہرہ انور چاند کی طرح قدرے گول نظر آتا۔ پیشانی مبارک فراخ اور دل کو پسند آنے والی قدرے اونچی نظر آتی۔ آپ کے ابر و کمان کی طرح گول اور آپس میں مٹے ہوئے رکھائی دیتے۔ ناک مبارک مناسب بلند، چاندی کی مانند سفید چمکدار۔ آپ کی آنکھیں انتہائی شرم و حیا والی اور سرمد لامہ ہوئیں۔ ناز و ادا والی چلکیں لمبی اور جھکی ہوتی۔ آنکھوں کی سفیدی انتہائی صاف اور سفید۔ اور آپ کی آنکھ مبارک کی سیاہی بہت ہی سیاہ۔ وہن مبارک نہ زیادہ رکھا، فراخ اور نہ بہت تھک۔ ہوت مبارک انتہائی نرم و نازک اور سرفی مائل۔ دانت مبارک نہ چھوٹے نہ بڑے۔ آپ کا ہر دانت پچمدار موتی کی طرح۔ اور تمام دانت ایک ایک جلوہ نہما۔ (ترجمہ شعر)

آپ کے دانت مبارک اور زخمیں اور دونوں رخسار تاریکی میں سورج چاند ستاروں کی مانند ہیں۔

زبان اور دانتوں کی جزیں مرجان کی مشابہ۔ آپ کے ریش مبارک کے خوبصورت بال بڑے رعب والے اور مخجی کے برادر۔ آپ کے چہرہ انور کے اروگر، ریش مبارک ایسے ہے جیسے چاند کے گرد بال۔ آپ کی گردن مبارک لمبی مور کی گردن کی طرح ناز و ادا والی۔ کندھے مبارک بہت داشت اور گول، میاں۔ آپ کے باختر مبارک لبے اور طوبیہ درخت کی شاخ سے بہتر۔ بھتلی مبارک گوشت سے قدرے بھری ہوئی سرخ رنگ کی۔ آپ کی انگشت مبارک لمبی ہار یک اور سنگ مرمر سے زیادہ

وَنَازِكُ اور صاف۔ آپ کی انگلی مبارک سب سلی رات کے چاند اہلاں کی مانند۔ اور اس پر آپ کے ناخن مبارک چوہ جویں رات کے چاند کی مانند۔ آپ کا سینہ مبارک اور ہلکہ مبارک چاندی کی تختی کی مانند۔ اس پر بالوں کی لکیر خوبصورت خوشبو والی۔ کمر مبارک خوبصورت اور نزاکت والی اور آپ کے جوز انتہائی مناسب۔ (ترجمہ شعر)
پڑ کے وقت آپ کی پشت مبارک ایسے حرکت کرتی ہے جیسے ہواست بدکار دھست دھست کرتا ہے۔

رآن مبارک اور پنڈلیاں گوشت سے مجری ہوئی اور خوبصورت تھیں۔ پائے
مبارک کا بالائی حصہ قدرے بلند اور صاف سخرا تھا۔
(ترجمہ شعر) آپ کا جسم اطبر ایسا تھا جیسے گلدست کسی سرو پر جام سے کی طرح ہو۔
پاؤں مبارک کی بھیلیاں ریشم کی طرح نرم تھیں۔ اور اس کے مخطوطہ مہرا
نے۔ پاؤں مبارک کی انکلیاں انتہائی نرم و نازک تھیں۔ ایزی مبارک خوبصورت اور
کمال تھیں۔ پاؤں مبارک کے ناخن خوبصورت اور روشن تھے۔ (ترجمہ شعار)
جذاب والا ہبنتشہ و وجہاں کا سراپا مبارک تھے۔ آپ کے سایہ سے یہ
اس کا میاہ و کامران ہے۔

اے اللہ، آپ قیامت تک قائم رہیں۔ اے اللہ، آپ کا سایہ ہبنت قائم

اے اللہ، جب تک عاشقوں کا نام رہے جذاب والا کو دنیا میں باعزم ترکہ۔
اے اللہ، اس زخمی دل خدا بخش کو آپ کے عشق میں بیٹھ ہبیٹھ گرفتار کو۔

آنجناب کا حیله مبارک - نظم میں (ترجمہ)

- ۱۔ جب اللہ نے نبی پاک ﷺ کی آن کو چنا تو آنجناب کی خاص ہدایہ کو پیدا فرمایا۔
- ۲۔ آپ کی حسین رحمت گندم گوں سفید ہتا۔ اس پر ملاحت بھی رکھی۔
- ۳۔ جب آپ کا قدم مبارک طوبی کی مثل ہتایا۔ تو تمام سر و قامت والوں پر آپ کے برتری دی۔
- ۴۔ جس شخص نے خواہ دہ بوز حاہ بیا جوان آپ کے قد مبارک کو دیکھا فوراً اکباڑے ایک بے مثل لا جواب مرد ہے۔
- ۵۔ آپ کی صورت مبارک سے اللہ کا رعب و جمال ظاہر ہوتا۔ اور آپ کے بالہن میں اللہ کی شان و شوکت پوشیدہ ہے۔
- ۶۔ آپ کی کالی زلف لیلت القدر کی طرح ہے۔ اور آپ کے رخسار کی سفیدیں چودھویں رات کے چاند کو شرمندہ کرنے والی ہے۔
- ۷۔ آپ کے رخ انور پر بزرگی جلوہ آ رہا ہے۔ آپ کا کمال حسن آپ کے چہرے انور سے ظاہر ہوتا ہے۔
- ۸۔ داؤں عجیبوں کے چاند کی طرح آپ کے داؤں ابرو ہیں۔ وہ چاند داؤں اطراف کے گیسوؤں پر قربان ہونے والے ہیں۔
- ۹۔ آپ کی آنکھوں کی چلکیں پوشیدہ طور پر ایک سوال کر رہی ہیں۔ اور آپ کی نکاحوں سے یہ جواب مل رہا ہے کہ تو نہیں دیکھ سکتے۔

- ۱۰۔ آپ کی دلوں آنکھیں نرگس مست کی طرح پر تماز ہیں۔ جیسے شراب پینے والے کے دلوں ہاتھوں میں پیالہ ہو۔
- ۱۱۔ جس چکر پر آپ کے رخ انور کا نور چکا۔ تو چاند اور سورج کا نور وہاں سے ماند پڑ گیا۔
- ۱۲۔ آپ کے چہروں اور کے قش و نکار اور حسن میں ہاک مبارک الٰہ کی مانند بیدھا ہے۔
- ۱۳۔ آپ کے سرخ ہونٹ مبارک کے سامنے شتر بھی شرمسار ہے۔ اور شادابی میں یہ گلاب کی پتی سے بھی بڑھ کر ہے۔
- ۱۴۔ آپ کے ہونٹ مبارک بات کرنے کے وقت جب کھلتے تو گویا غصے کے لب آپ پر درود پڑتے۔
- ۱۵۔ آپ کا من مبارک میم کا حلقت معلوم ہوتا۔ اور حوروں کا دل آپ کے مشق میں دو گزرے ہو جاتا۔
- ۱۶۔ راز کی طرح آپ کی زبان مبارک بھی پوشیدہ ہے۔ ان پر حق کی مہر عیان ہے۔
- ۱۷۔ حسن نے آپ کے رخ انور کا احادیث کیا ہوا ہے۔ جیسے چاند کے گرد ہال ہنا ہوا ہے۔
- ۱۸۔ آپ کی مصلحتی گروہ مبارک بلور کے لئے بھی باعث رشتہ ہے۔ اور آپ کے نور کا جاؤ و ظاہر ہے۔
- ۱۹۔ آپ کا سید مبارک ششی کی طرح صاف سحر ہے۔ جو اللہ کے اسرار سے مجرما

- ہوا اور گیند سے خالی ہے۔
- ۲۰۔ آپ کے خوبصوردار بالوں کا حلقہ سید کے درمیان ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چاند می کی تختی پر ایک خوبصورت لکھر گئی ہوئی ہو۔
- ۲۱۔ آپ کے دونوں ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے فیض کی نہریں ہیں کہ جو موئی بخششہ والیں ہیں۔
- ۲۲۔ آپ کی پذلی مبارک پر بال ریشم کی طرح ہیں بلکہ ریشم کا ہوش بھی ان کے سامنے گم ہو جائے۔ اس قدر رنگ ہے۔
- ۲۳۔ آپ کے پاؤں مبارک کی جھٹلی پھول کی پتی سے بھی بڑھ کر نرم و نازک اور خوبصورت ہے۔ سرتاپ آپ کا سارا قد و قامت صنوبر کے لئے باعث رنگ ہے۔
- ۲۴۔ آپ کے پاؤں کی انگلیوں پر ناخن جیسے بیرے کی طرح یا قوت پر ثہ ہوئے ہوں۔
- ۲۵۔ جس کسی نے آنحضرت کا یہ حلیہ سنایقیناً اس نے آپ کے حصہ و جہال پر چاند کو بھی رنگ کننا پایا۔
- ۲۶۔ آنحضرت کی تعریف، انتہائی اوصاف کی ہا پر بہت کم محسوس ہوتی ہے۔
- ۲۷۔ آپ دونوں جہانوں کے چاند اور حسنین کریمین کی آنکھوں کے سورج ہیں۔ وارث علی شاد و دنوں جہانوں کے لئے باعث ثغر ہیں۔
- ۲۸۔ خدا بخش اس کام کے لئے تیری کیا طاقت وہمت ہے کہ تو آپ کا سراپا دل آ را تحریر کرے۔
- ۲۹۔ اے ساقی! آ جا، اے پاک طینت گوہرا آ جا۔ اس پاکیزہ شراب سے آید

بام بجھی عطا کر۔

۲۰۔ شاید میں روح پر وہ جاں گداز بات کہہ سکوں اور عاشقوں کی رہنما فاہر کر
ہے۔

بارہواں تھفہ: آنحضرت کا دوبارہ بیت اللہ شریف کی

طرف تشریف لے جانے کا بیان۔ ۱۲۵ھ

اکثر احباب عالم شباب کے پیش نظر آنحضرت کے نکاح کے درپے تھے۔
اُنہاں اپنے ہم مبارک میں تشریف فرماتے۔ اور مکہ و مدینہ شہروں میں اور ان کے
مکان کے تاجر اور رہس ساء نے یہ بات گوش گزار کی۔ اس کے متعلق آنحضرت انہاں
امم و اولاد کم تندگی پر سمجھی گھر سے بیت اللہ شریف کی طرف اور سمجھی بیت اللہ
اُب سے گھر کی طرف تشریف لے جاتے۔ اور مسافروں کی طرح دن گزارتے۔
اُن طرح کافی عرصہ سیاروں کی طرح گروش میں رہے اور کہیں دل لگانے کی طرف
ڈین فرماتے تھے۔ تجوہ کو اور فارغ البالی کو پسند فرماتے۔ نکوئی فخر، نکوئی پریشانی،
راہس کا خیال، نہ پر یقین کھانے کی طلب، نہ آپ کے دل کا مرغ کسی دام میں اسی
اور آپ کی طبیعت کا ہر ان کسی کا فکارہ جوتا۔ (ترجمہ اشعار)

تیرے لئے تیار جاں تیرے اہل دعیاں ہیں۔ ان کی روزی کا فکر اور سوچ
ماں اور جاہ کروتی ہے۔

۲۱۔ اگر فرشتوں کی سیرت والا انسان بھی ہو تو اسے بھی ان کے باتوں سے
ادھی نہیں مل سکتے۔

- ۳۔ جو اس سلسلہ میں امید رکھتے والوں کے ساتھ موافق رکھتا ہے تو کہاں
ہے کہ گدھا پکڑ میں بخوبی گیا ہے۔
- ۴۔ جب تک تم سے ہو سکے اس حقیقت سے پر بیز کرتا کہ تو اپنے ہی کام سے
ثرسارت ہو جائے۔
- ۵۔ کامل لوگوں کے لئے مناسب ہے اس راستے پر چنانا کہ ان کے دلوں میں
دوئی کا کوئی خل نہیں۔
- ۶۔ ابتداء کرنے والا اگر اس راستے پر پاؤں رکھے تو وہ اس انسان کی طرح
جا ہے کہ جوانختہ سکے۔
ما جائی نے جس وقت اس دنیا کو چھوڑا تو اپنے فرزند کو وصیت فرمائی۔
ٹکاچ کرنے میں مشغول ہے ہوتا۔ (ترجمہ اشعار)
- ۷۔ اگر ہو سکے تو عینی کی طرح بغیر عورت کے سو۔ تجوہ کو اپنے ہاتھ سے نہ جائے۔
- ۸۔ خواب راحت کو چھوڑنا خود کے ساتھ ہمسری کرنے سے بہتر ہے۔
- ۹۔ گرم خاکستر پر لینے عورت کے پہلو میں زخم بستر پر لیٹنے سے بہتر ہے۔
ایک بزرگ کہ جس نے یہ شعر عروتوں کی حرمت میں کہا اس نے اس آر
کریمہ ان کی عظمی کے ساتھ موافق تھی ہے۔ ان وجوہات کی
آنہناب نے اہل و عیال کے تعاقبات سے محمل پر بیز کیا ہے۔ اور عقد مغلکوں کی
فرمایا۔ اور تمام عمر مبارکت کی گوئت نہیں کھیلی۔ پاک دائمی اور حرمت آنہناب کی
طرح واقع ہوئی ہے کہ تمام عمر عبادت کرنے کی وجہ سے ہوا ہے شہوات اور کمی خدا۔

اُت نفاسی سے کمل طور پر بے رغبت رہے۔ اور بھیش نفس کی خالات کے میدان
کمر بست رہے۔ اور دیوان حافظ شیراز کے اکثر اشعار، جو راز کے واقع ہیں،
ہستے تھے۔ حافظ کے اشعار

میں نے جب عقل سے کچھ سوال کئے تو اس نے مجھے حسب حال بواب

میں نے اس کو کہا کہ کسی گھر کا ماں کہ ہوتا یا شادی کرتا کیسا ہے۔ اس نے
لکھا۔ باب دیا ایک لوحگی عیش ہے اور چند سالوں کا غصہ ہے۔ یعنی ساری عمر کا غم ہے۔

مکہ مکرمہ میں آنحضرت کے پہنچنے کا بیان

ساقی! آجا کہ میں سفر کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ میں اس شہر کو میچوڑ کر جرم
اُب کی طرف جاتا ہوں۔

ایسا جام پا کر اپنے ہوش کھو گئوں یعنی مست ہو جاؤں اور ہم حق کے سوا
کان میں کوئی آواز نہ آئے۔

جب ہر طرف آنحضرت کے ارادہ سفر بیت اللہ کی خبر مشہور ہو گئی۔ تو جناب
کے احباب فروغ فردا آپ کے پاس لکھنؤں تک سے آپنے۔ طالبان بدایت داں
کے ہمیائے حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے ان کے دامن خوشیوں اور طہانتی سے
با آنحضرت آنحضرت نے ۱۴ نومبر ۱۹۷۸ء کے ادھام کے وقت بازار سے مدد مددی
اور جناب قدس مآب محبوب بسیاری خوش صدائی قلب رہائی حضرت شیخ
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ قدس میں نذر پیش کی۔ اور سفر کا عزم مسمیم کیا۔

(ترجمہ شعر)

دوسرے دن جب سورج نے نیند کے غبار کو آنکھوں سے دھونا تو آنکھ بہترے
انٹے اور حاضرین سے رخصت پاتی۔

وقت رخصت گویا قیامت جیسا حشر برپا ہو گیا۔ مگر جتاب والا اپنے حال
قائم رہے۔ اور بیت اللہ شریف کا سفر شروع کر دیا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: (ترجمہ
طبعہ)

۱۔ دل کی بہار سے سفر شروع ہوا کہ اس سے حقوق کے دلوں میں گل متصو
اکیں۔

۲۔ سفر اختیار کر کے تو اپنی مراد حاصل کرے کہ اللہ نے کہا ہے کہ زمین
راستوں پر چل۔

انفرض جتاب والا کئی منازل اور مراحل طے کرنے کے بعد بھی شہر
 داخل ہوئے۔ اور جہاڑ پر بیٹھ گئے۔ بالآخر اللہ کے فضل سے صندوں سے گزر کر جہا
میں بیٹھ گئے۔ اور وہ بان سے پہل مبارک شیر کمڈیں جا پئیں۔ (ترجمہ شعر)
جب آپ عرب کے شہر میں روشن چاند کی طرح چنگے۔ تو سطعی کی آواز ہر طرف
شانی دی۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ جو شخص سفر اختیار کرتا ہے۔ وہ بھنس کا مقبول و پسندیدہ ہو جاتا ہے۔
کہ جب چاند روشن ہوتا ہے تو ہر کوئی اسے دیکھتا ہے۔

۹۔ پانی سے بڑھ کر کوئی چیز پاک نہیں ہے۔ لیکن اگر اسے روک دیا جائے تو جگہ را ب ہو جاتی ہے۔ یعنی پانی پھٹا رہے تو پاک اور صاف اور اگر اسے روک دیا جائے تو را ب دنا کارہ۔

مکہ محترم کے رہنے والے آپ کے جہالت کے ذہان سے کئی آلام میں جتنا ہے۔ وہ رب الحضرت کی بارگاہ میں مسجدہ مکہ بجا لائے اور شوشی اور کامیابی کی آواز پہنچ لی۔ یہ کہنا بجا ہو گا کہ رشد و ہدایت پانے والوں کی قسمت نے یادوی کی اور شوق رکھنے والے لوگوں کی مراد نے بلندی حاصل کی۔ انحضر اس مرتبہ بہت سے مکہ والے اخلاص فی زنجیریں پہنچتے ہوئے آپ کی خالص ارادت سے فیض یاب ہوئے۔ اور آنحضرت سے بیت القیارگی۔ جناب والا نے ایامِ حق تک بیت اللہ شریف میں قیام فرمایا۔ اور آنحضرت سے سرفراز ہوئے۔ اس کے بعد بیت المقدس کی طرف روانہ ہے۔ اور اس جگہ مزارِ مقدس حضرت مریم اور حضرت مولیٰ کلیم اللہ، حضرت ابراء نیم لیل اللہ اور حضرت سلیمان تنبیہرو غیرہ میں ہم اتنیے والحضرت مریم کی زیارات کی سعادت اپنی حاصل کی۔ اور ہر ایک سے شرف عزت پایا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۰۔ اسکی جگہ کہ جس طرف کوئی بھی راہ نہیں پاتا۔ اس چاند نے وہ تمام منازل سٹکر لیں۔

۱۱۔ اللاف صدی نے جب یادوی کی۔ تو آپ نے اپنی مشاکے مطابق سیر کی۔

(ترجمہ) رباعی

۱۲۔ جب تک کوئی آدمی راستے پر نہیں چتا وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ پاتا۔ جب

- تک وہ سفر کی مصیبیں برداشت نہیں کرتا وہ دل کی دنیا تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔
- ۲۔ اگر تمام جہاں بھی انوار سے بھر جائے تو ایک چھوٹی سی شعاع بھی مرد کامل کو نہیں پاسکتی۔
- ۳۔ اگر تیر اک پانی میں ترند ہو یعنی جب تک پانی میں ڈوب جائے وہ دریا کے کنارے پر نہیں آتی سکتا۔

دیگر

- ۱۔ اے ساتی! آ جا مسلسل دور جام چاہ کہ میں دنیا کی سیر کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔
- ۲۔ جب میں یار کی نیا سے ہم آغوش ہوں گا، تو میں بے ہوشی کی محظی میں ہوشیار ہوں گا۔

روں میں آنحضرت کا رونق افروز ہونا
اور وہاں کے حاکم کی بیٹی کا بیعت کرنا اور آنحضرت کا موضن

محمدیہ میں قیام

اس وجہ سے کہ خدمت کرنے والے اپنی مدد و مددوں کے اندر ہی رہ سکتے تھے اس کے علاوہ ان کا کوئی چارہ نہیں، کہ آنحضرت نے ہر ملک کی سیاست کرنی تھی۔ لہٰ آپ نے روانہ ہوتی تھا۔ آپ یہ شہر اپنی زبان پر لائے۔ (ترجمہ شعر)
دوسٹ نے میری گردن میں رسی ڈال دی ہے۔ بھر جہاں اس کی مرثی وہ اسی طرف

۔ گیا۔

الفرض جب آنجلاب بیت المقدس سے روان ہوئے تو مولوی صارف علی جو
بھی کی معیت میں ملک روں پہنچے۔ شام کے وقت سیر کرتے ہوئے آپ نے
اپنے شہر سے باہر ایک باش دیکھا۔ کمال لٹافت اور بے حد عجائب کی وجہ سے آپ
اول اس یہودی آرائی سے جو خاہر ہوئی تھی، اس کی طرف متوجہ ہوا۔ مولوی صاحب
کے دل کا جیتن گم ہو گیا اور وہ اس طرف گئے۔ ان کی حالت عجیب و غریب ہو گئی۔
اپ در بان اس کے دروازے پر بیننا ہوا۔ پری زادوں کی کچو تصوریں اس کے
دلوں میں آؤ رہیں۔ مولوی صاحب موجودہ کیفیت پوچھنے کی غرض سے اس
ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انتہائی آواب بجا لے کر بے حد خوشامد کے ساتھ اس
ان کے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ مولوی صاحب اس طرح نرم روئی سے مصروف
ہوا ہوئے کہ وہاں کا پتھر بھی پھٹھل گیا۔ وہ در بان کر جو پادریوں کا سربراہ اور بزرگ
گی تھا۔ ان نے اشارہ کیا کہ ایک ایک تصویر پکڑ لوتا کہ اس کے ذریعہ باعث کے اندر
لے گی اجازت ہو۔ مولوی صاحب بہت خوش ہوئے اور فوراً وہ تصویریں پکڑ لیں۔
اس سویر اپنے ہاتھ میں رکھی اور دوسرا آنجلاب کے حوالہ کی۔ یہاں تک کہ دلوں
ہاں باعث کے اندر پہنچ گئے کہ جو بہت دلکش ہو گئی۔ انتہائی عجیب و غریب گئے
ات تھے۔ (ترجمہ اشعار)

سینہ دزار میں تھوڑے تھوڑے اینگلوں پانی یہاں کی طرح شفاف جاری تھا۔
ندی کے کنارے خوشبو دار حسین پھول سکھے ہوئے تھے۔ صبح کی ہوا طبریز
، ۱۷۰۰ وار تھی۔

۳۔ باغ میں صحیح کی خوشبودار ہوا بنتے ہوئے معشوق کی طرح اور عاشق کو نوازے وابی تھی۔

۴۔ پھول کی خوشبودار فاختہ کی آواز اسی تھی کہ جیسے دوست باہم بیٹھتے ہیں۔
انخترد و نوں صاحبان باغ کے چالبات دیکھنے سے بہت خوش ہوئے۔ اس
عجیب و غریب سکھلے ہوئے پھولوں سے اور بلبلوں کے گیتوں سے اور نیbroں کے جنگل
کے ساتھ بہنے سے اور آبشاروں کی آوازوں سے اور وسیع میدان کی اطاعت اور منان
سے، ابتدائی خوبصورت عمارت کے دیکھنے سے قادر مطلق کی عجیب و غریب صفت،
کھونگ لگاتے ہوئے ابتدائی خوشی کے ساتھ ہر طرف سیر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ
اس باغ کے ایک خاص مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ حوریں ابتدائی زرب
وزینت کے ساتھ شہری کری پر ٹھیک ہوئی تھیں اور ان کی کافرا و ازلفیں کمر تک چینی ہوئی
تھیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ حوریں اس قدر خوبصورت تھیں کہ آسمان کے چاند کا چہرہ ان پر دیکھ آئی
تھا۔ باغ کے سرو کے دل کا در تھیں۔

۲۔ چاؤ کی طرح دل مودہ لینے والی۔ ریحان کی خوشبو والی، عطر میں رپی ایں
ہوئی۔

مولوی صاحب کی جب ان پر نگاہ پڑی۔ تو ایک ہی بار دیکھنے سے ان کا وہ حال
گیا کہ جو بیان سے باہر ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ دونوں صاحبان ایک ایک تصویر،
پیکروں کی اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے۔ ابتدائی خوبصورت محلوں کے دیکھنے
مہبوت ہو کر اس جگہ نہ بھر گئے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ انجانی نہ کرتے۔ عقل کو دھوکا دینے والے جسموں کو دیکھ کر، جو سرتاپا اپنی طرف اور خوبصورت تھے۔
- ۲۔ ہر رات کے لئے ان کا چھروٹیں کی مانند روشن اور وہ ہوتوں کے لحاظ سے نہ پرستوں کی مانند تھے۔

وہ وہ توں گورنیں جو روح کو لوئے والی تھیں۔ ان وہ توں صاحبان کی طرف آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئیں۔ اور ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آرامگاہ کی طرف پہنچلیں۔ اتفاقاً قادہ عورت جس نے آنحضرت کی طرف ثہبتوں کی وہ دہانے کے حاکم کی لڑکی تھی۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اس لڑکی کا حسن، جمال عقل کو لوئے والا تھا۔ وہ کیا ہی خوبصورت لڑکی تھی کہ بولجھے لمحے قیامتِ حادثے والی تھی۔
- ۲۔ اس کے اپر وہ کمان روح کے لئے آفت تھی۔ وہ ابر سیاہ اور تیر باراں کی مانند تھی۔

۳۔ اس کی پلکیں تندیر شاہین کا چنگال تھیں۔ وہ دل کو دست مرغِ مدیر سے ہمیشہ کر لے جانے والی تھی۔

انھیں جب وہ شہزادی جو چاند کے لئے باعثِ ریش تھے اور بلند مرتب تھے اب آرامگاہ میں پہنچے۔ تو کئی حرم کے پہل آپ کو پیش کئے گئے۔ وہ اس طرح آپ کی خوبی کرنے میں معروف ہوئی کہ اس سے بڑھ کر تصویریں کیا جاسکتا ہے۔ اس دن کا آئی ماندہ وقت اتفاقات بیڑھانے والی صحبت میں گزر د۔ سورج جو شرق کی طرف سے ٹوٹے ہوتا ہے اس نے تاریکی کا نقاب چھرے پر پہننا شروع کر دیا۔ آنحضرت نے دل

میں سوچا کہ رات کا وقت اس محبت سے علیحدگی اختیار کرنی چاہئے۔ وہ سوروں جیسی دربار اس پر راضی نہ ہوئی۔ جناب والا کے رعب پر بُٹی۔ اور عرض کی کہ شاید اس بان کی کیفیت سے آپ والوں کی محبت سے پر بیز کرتے ہیں۔ کہ اپنے دل میں ندشات کو جگد دیتے ہیں۔ اور تم شوق رکھنے والوں کی محبت سے پر بیز کرتے ہیں۔ آجناہ نے فرمایا تھا:-
صرع

میں اس شہر کے رہائش کوئی نہ چاہتا ہوں کیونکہ میں مسافر ہوں۔

خلافہ ازیں اس وجہ سے کہ یہ تو ایک محبوب کی زلف کا قیدی ہے اور اس کی ناز و ادا کا فکار ہو چکا ہے۔ لہذا ہم تینیں چاہتے ہیں کہ تباہی کی لذت کو چھوڑ دیں۔ وہ دوسروں کی محبت میں وقت گزاریں۔

(ترجمہ شعر) میں ایک محبوب کے چہرے کی یاد میں تباہی کا گوش پسند کرتا ہوں۔ اس کے مشق میں، میں تمام دنیا سے فراخ فرستہ رکھتا ہوں۔

جب اس نے یہ ورد بھرنی بات سنی۔ تو اس کے دل کا پیالہ آرزو کی شراب سے بھر گیا۔ اس بے مثال محبوب کے حال کے معلوم ہونے کی وجہ سے بھر گیا۔ اس نے جان لیا کہ یہ ایک محبوب کے مشق کا تیراپن جگر میں رکھتا ہے۔ اور اس نے کئی نظر اپنے پہلو میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس پری نہاد نے کہا کہ خدا را مجھ پر یہ گردھوں میں کر آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے اور آپ ہر لمحہ کس بے صحتی میں جتنا ہیں۔ مجھ پر ظاہر کریں کہ یہ سب کیا ہے۔

(ترجمہ شعر) وہ جو کہ یاد کے مشق کا نشان ہے۔ وہ اس کی پیشانی پر ظاہر ہے۔ آجناہ نے فرمایا کہ اے نگلکار یہ یحیہ ہیں ان کو تلاش نہ کر۔ جو کچھ اس

اُن کی حالت ہے وہ بیان کر۔ وہ باغ کی گفتگو کرنے لگی۔ اور کام گو ہر آپدار
نماست کے دہن میں گرانے لگی۔ یہ عزالت کندھ خالیوں کے لئے تباہی کی جگہ ہے۔
اُر ماشتوں کے باہمی ملاپ کی جگہ ہے۔ ہر ماہ کے شروع میں رہاں کی دو دو شیزادیں
ال جگہ اکشمی آتی تھیں۔ اور نکاح کی امید سے اس جگہ ایک بنت قیام کرتی ہیں۔ پس
و طالب کر جو اس باغ میں آتا ہے جو تصویر وہ لاتا ہے۔ اس تصویر والی پر اس کی
نہادت کرنا لازم ہوتا ہے۔ باہمی اتفاق سے دوسرا دن نکاح کی گرد مخصوصاً کر لیں یا
ہدھر جانا ہے اور ہر چلے جائیں۔ ہر کیف آج کی رات ایک دوسرے کی نگت میں
گزاریے۔ آندہ کل آجنا ب اپنی مرضی سے مصروف ہو جائیں اور اس رات اسی جگہ
قیام کریں۔ رات کا ایک حصہ گزر گیا تھا۔ بستر انجائی خوبصورتی کے ساتھ بچایا گیا
تھا۔ آنحضرت اور وہ حسین و حمیل چہرے والی پری نے اس بستر پر آرام کیا۔ گوہا کہ اس
رات چاند اور سورج ایک مطلع سے طلوں ہوئے۔ از مصنف:-

۱۔ سورج کو چاند نے مہمان بنا یا۔ زہرہ نے مشتری کے ساتھ قربت پائی۔

۲۔ نzmanے کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں آہمان کی طرف سے کوئی دکھاڑا۔

اویڈ حاصل ہو گئی اور مقصود کا جام باب مبھر گیا۔

آہمان انجائی حرست سے شرم سار ہوا۔ اور یہ شعر اس کی زبان حال سے چاری ہوا۔

۳۔ میں کسی کے مرتبے یا کسی کے مال پر حصہ نہیں کرتا۔ مگر اس پر کہ جو اپنے

موب کے ساتھ وصال رکھتا ہے۔

پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کے ساتھ۔ آجنا ب نے ایک ہی جگہ یہ کام

لیا کہ ایک رات میں سالہا سال کے زیگار کو اس عورت کے دل کے شیشے سے ساف

کر دیا اور اس کے دل پر قیش کے دروازے کھول دیئے۔ (ترجمہ اشعار)
 ۱۔ وہ لوپا جو پارس کا آشنا ہو جاتا ہے وہ فوراً خالص سوتا ہن جاتا ہے۔
 ۲۔ اس کا دل اللہ کے نور سے اس طرح منور ہو گیا کہ جمیٹ کی تاریکی سے قلع
 طور پر صاف ہو گیا۔

(ترجمہ) مزید اشعار

- ۱۔ محرومی کے وقت جب وہ مست نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے اپنے جھونٹے دین کو ترک کر دیا۔
- ۲۔ سمجھی وہ اپنی قوم کے حق میں لا جعل پر چھتی اور سمجھی وہ اللہ کے دین پر پھول کی طرح تکھل جاتی۔
- ۳۔ سمجھی وہ شاد شباب کے قریب خوشی سے ڈھنختی اور سمجھی شعن کے گرد پر وہ انس کی طرح پچڑ لگاتی۔
- ۴۔ سمجھی کہبیت کہ میری قسمت نے میری مدد کی اور سمجھی وہ اللہ تعالیٰ پر وہ دیکھا رہا ہے کی جو مد اور شکر گزاری کرتی ہے۔
- ۵۔ اس کا ہاٹن اس طرح نور سے بھر گیا کہ کفر کی تاریکی اس سے دور ہو گئی۔ اس نے عرض کی کہ یہاں سے نہ دیکھی ایک گاؤں ہے جس کا ہامہ مشہد محمد یہ ہے۔ اور وہ اہل اسلام کی قریش قوم کا مسکن ہے۔ اگر آنحضرت پسند فرمائیں تو ہم اس چکے خبر جائیں۔ ہا کہ اپنے خویش واقارب سے دور ہو جائیں۔ آپ نے اس نے خواہش کو پسند کیا اور فوراً وہاں تحریف لے گئے۔ آنحضرت کی پسند کے مطابق ایک

ہدن کا انتخاب کیا گیا۔ جہاں آپ دنیا کے کاموں سے آنکھیں بند کئے ہوئے پاک
دنی کے پر دو چھپے چھپے گئے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہو گئے۔ اور دوسروں
سے میلحدگی اختیار کر لی۔

(ازہد شعر) پاکیزہ گوہر یعنی پاکیزہ اصل والا ہی ذینش کے قابل ہوتا ہے۔ اس نے کہ
ہتھراورہ حیلہ موتی اور مر جان نہیں ہو سکتا۔

آنہناب نے اس کو اسی جگہ خبہ ادا دیا اور خود بیت اللہ شریف کے لئے عازم
ہو گئے۔

(ازہد شعر) آسمان کو سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں ہے کہ وہ ایک دوست کو
اہم سے دوست سے جدا کرتا ہے۔

وقت آنہناب اس دربار سے جدا ہوئے تو اس کی زبان پر یہ شعر جاری ہوئے:-
جب تک میں زندہ رہوں گی جناب والا کی خادمہ بن کر رہوں گی۔ میں اسی
زم مر جاؤں گی اور آپ کی ناام رہوں گی۔ مگر میں یہ بے حد حرمت رکھتی ہوں کہ
آپ کی قیم موجو دو گی میں کیسے زندگی گزاروں گی۔

میری زندگی ناز و ادا اے دوست کے دمل کے لئے واقع ہوئی ہے۔ مجھے
ہلات نہیں چاہیے۔ اس کے عادہ زندگی کس کام آئے گی۔ اگر دوست کا دمل نہ

مولوی عارف علی کا حال، جن کے بارے میں پہلے بات ہوئی، اسی حال
کو اگر رکھے کہ اسی عورت کے ساتھ رہیں میں اسی باٹھ میں مانوں ہو گئے بلکہ ٹکان
میں بندھ گئے۔

صرع: جب کچڑ زیادہ ہو جائے تو باتھی بھی پھسل جاتے ہیں۔

آنہناب کہ جو کسی فیر کے ساتھ بھکی جائز نہیں بھخت تھے۔ اس حور کو آپ نے اسی چکہ چھوڑا اور اس طرح اس کو بھاوا دیا کہ کسی وقت بھی اس کی یاد میں مشغول ہوئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے دوست اس جہان میں کسی دوسرے کا دل دکھانا چھوڑ دے۔ اس پر لگانے والے گند (آسمان) کی تک چک سے گزر جا۔

۲۔ اس جہان کے کام اہل بصیرت کے لاائق نہیں ہیں۔ مرد وون کی طرح اس جہان سے گزر جا۔

۳۔ سمندر میں سے مگر مجھ پر غوطہ لگانے والے کی طرح نذر ہو کر گزر جا۔ غودا، کھا بلکہ اس گوہر شہوار سے گزر جا۔ یعنی دنیا کے حصول کی خاطر اپنے آپ کو مصیبتوں میں نہ ڈال۔

۴۔ اے ساقی مجھ کو ایک جام دے کہ جس سے مجھے حضوری انیب ہو جائے۔ میں دو ری کی قید سے نجات پا جاؤں۔

۵۔ مجھے سحر انور دی اچھی لگتی ہے۔ میرا دل وطن کے لئے ارادہ کرتا ہے۔

تیرھواں تحفہ: آنہناب کا وطن کی طرف پختہ ارادہ کرنے

کابیان

محمد یہ مقام سے آنہناب نے جب سفر کیا تو کافی دنوں کے گزر جانے۔

بعد منزل مقصود کو عپہ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد ایام جمع تک آپ

اے شہرے رہے۔ جس وقت حج کی سعادت کے حصول سے فارغ ہوئے تو دل میں اُن وہی کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تاریخ ۲۰ ذوالحجہ کو (ترجمہ شعر) جب دنیا کو روشن کرنے والے ستارے نے اپنی تکوار کیتی۔ تورات کا لشکر دن سے بھاگ گیا یعنی سورج طلوعِ دادِ رات پڑی۔

مکدوالوں سے آپ رخصت ہوئے۔ اور ٹلن کے ارادہ سے سن کا آغاز کر لے۔ بہاذ کو اپنے قدم میخت لڑوم سے سعادت پہنچی۔ اور آپ بھی شہر میں روانی اداز ہوئے۔ الفرض بہت سی منازل طے کرنے کے بعد ۱۲۵۹ھ کو آپ نے قبہ مسے شریف کو اپنے بیمال مقابر کمال سے منور فرمایا۔ ایسا بیمال کہ جس کو پانے والے ان کی شرح نہ بیان کر سکیں۔

رباعی

بہار کے پھول جنت کے لئے باعثِ رنگ ہو گئے۔ جب وہ جنت کا اندھائی گیا۔

آنکھیں روشن ہو گئیں جب یوسف کی عان میں پہنچ گیا۔

سورج کو دیکھنے والے نے اپنے چہرے پر رات کی چادر اوڑھ لی،
جب زمانے کے شہنشاہ اپنے روشن چہرے کے ساتھ پہنچ گئے۔

سید اعظم علی صاحب جن کو آجنباب کے سارے خاندان کے ساتھ خاندانی امت ماضی تھی۔ اور سید صاحب کو آجنباب پیشاہان کے خطاب سے مطالب کرتے اہم ہوں نے تجویز کی کہ اس گورہ ولایت کا دریائے عصمت میں صدف تجلد شہیں

اپنی بیٹی کے ساتھ بناج کر دیں۔ جب یہ بات آپ کے کان میں پڑی تو آجنباب اس وادی سے کناروکش ہو گئے۔ اور اپنے رشتہ داروں سے رخصت ہو گئے۔ بحصہ اتنے آپ کریمہ:- بِالْأَيَّامِ الَّذِينَ آتَيْنَا إِنَّمَا أَنْ نَعِذُّ بِكُمْ عَدُوَّكُمْ فَإِذَا حَدَّرُوكُمْ (ترجمہ: اے ایمان والو بے شک تمہاری نیزیاں اور تمہاری اولاد تمہاری دُشمنیں ہیں، ان سے نیچے جاؤ۔ سورۃ النعایان۔ آیت نمبر ۱۲)

اہل و عمال کا بوجوہ اخانا آپ کے دل کو پسند نہ آیا۔ اور تجدود کو ساتھ سے:-
جانے دیا۔ اور آخر کار قبے دیوبے شریف کو، اپنے رشتہ داروں کو چھوڑا اور لکھنؤ کے
اپنے مبارک قدموں سے رونق بخشی۔ اور صفت علی کے مکان میں جو گول گنچ میں رہتا
تھا وہاں خبر نہ پسند فرمایا۔ پس چند دنوں کے بعد چند امباب کے اتفاق سے ہیت انہیں
شریف کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا۔ ہر روز حسب طبع اور ہمراہ یوں کی رائے کے
مطابق سفر ہی کیا اور یہ اشعار انجیلی ذوق کے ساتھ پڑھتے تھے:-

۱۔ کعبہ کی سر زمین کی خاک اکثیر سے بہتر ہے۔ کعبہ کی خاک عرش سے بہتر ہے۔

۲۔ اگر تو خاقت رکھتا ہے تو حرم شریف کی طرف روانہ ہو جا۔ تیرے ہر غم کا مان
خاک کعبہ میں ہے۔

۳۔ بے نواہ موتیں کھانے والے لوگوں کے لئے، بیان شک و شب خاک کعبہ،
تریاق ہے۔

یہاں تک کہ خاص لاہور میں پہنچے۔ اور مسجد میں خبر نہ پسند کیا۔ چونکہ مولیٰ
کے طریقہ سے کوئی ایک بھی واقعہ نہ تھا۔ سفر کے ساتھی مولوی احمد اللہ نے ظہیر کی دعا

۔ انت بلند آواز سے اذان دی۔ جس کسی نے اذان کی آواز سنی اپنی جگہ سے دوڑا۔
لجن کہ ہر طرف قیامت کا شور برپا ہو گیا۔

ایک مقتبہور جماعت کے بلوہ

اور لاہور کے راجہ کا قابو میں آنے کا بیان

اسی وقت ایک جماعت بے دین لوگوں کی اکسی ہو کر آتی۔ اور مسجد والوں
اگا صردہ کر لیا۔ اہل مسجد بہت پریشان ہو گئے۔ اور اس کے دروازوں کو مضبوطی سے
ہڑوایا۔ اور جہاد کرنے کے لئے بینجھ گئے۔ اس دوران راجہ رنجیت سنگھ ایک ہاتھی پر
وار ہو کر آیا۔ اس مسجد کی دیوار کے قریب کھڑا ہو گیا اور آواز دی کہ اے مسلمانو! تم
اے مسافر ہو کہ یہاں کی رسوم و روانی کو نہیں جانتے ہو یا شرارت کے طور پر تم نے
اے دی ہے۔ اہل مسجد نے زبان معدودت کھولی اور سفر کرنے کی کیفیت بیان
کی۔ راجہ نہ گورنے اپنے نائب سلطنت کے بہکانے پر ان کے عذر کو نہ سننا۔ اور ان کی
آواری کا اشارہ کیا۔ اسی دوران آنحضرت اپنی جگہ سے بھلی کی طرح اٹھے اور اس ہاتھی
کے پہنچ کر راجہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو گئے۔ آپ ایک چاقو کر میں رکھتے
ہیں، آپ نے چاقو راجہ کے پہلو میں رکھا اور حکم دیا کہ ان کو چھوڑ دے۔ ورنہ اگر ایسا
کام نہ ہے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو لے گا۔ کہتے ہیں:-
(مر) جب تو تمام حیا کرنے سے معدود ہو جائے تو پھر ہاتھ میں تکوار انہا

۔ ہب دیکھا کہ موت اس کی کمر پہنچ گئی ہے۔ تو اپنی خاتمت کا سامان ایک

طرف رکھ دیا۔ یعنی طور پر ابطور منت ماجت بلوائیوں کو جھڑکی دے کر روک دیا۔ اس تمام صورت کو بدل دیا۔ اور آپ سے عرض کرنے لگا کہ آپ کی اس مردانہ بہت آفرین ہے۔ حق تو یہ ہے کہ۔ (ترجمہ شعر)

آپ نے ایسا کام میں وقت پر کیا کہ تم دکھائی دیاں اسندیاں۔ سب بھاگ ہے۔ رہبہ نے کہا کہ میں وحدہ گرتا ہوں کہ جبکہ کوئی تکلیف نہیں دوں گا اور نہ تیرے ساتھیوں کو تکلیف دوں گا۔ اور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اگر آپ پسند کریں آپ کو اپنے تمام لشکریوں کا صدارت ہنا دوں۔ اور آپ کے ہمراجیوں کو بھی انہی مز دوں۔ اور ایک لمحبھی آپ کو اپنے پاس سے جدا کرنا بہتر نہیں سمجھتا۔

آپ کے سحر انگیز کلمات

آن بخاپ نے فرمایا کہ (ترجمہ شعر) میں اتنا حصہ میں جوان نہیں ہوں اور نہیں اتنا آدمی کا رہا۔ اور میں شہرت کی خواہش بھی نہیں رکھتا۔ آسان اگر موقع دے تو وہی میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔

رجبؑ نے کورہ نے اس نوجوان کی بیمار جوانی کو دیکھ کر اور آپ کی بات سن آن بخاپ کا باحق ہو گیا۔ اور آپ کی محبت دل میں بخالی۔ اس کے دل میں آپ ا محبت کا تجہیگ ہے۔ الحضر جس وقت جناب والا اس کی خواہش کو پورا کرنے کے متوکل ہے۔ اور اس وادی میں اپنا قدم نہ رکھا۔ تو چاروں تاریخ رجبؑ نے کورہ۔ آن بخاپ برگزیدہ روزگار کو آپ نے ہمراجیوں کے ساتھ رخصت کی اجازت دے۔ اور آپ کی قدر و منزلت کے مطابق آپ کی دعوت کی۔

۱۔ دُمِر) یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ تھے دوست رکھے اور تھے دشمن کے حوالے

۲۔ آنحضرت اپنے تمام احباب کے ساتھ وہاں سے الوداع ہوئے اور بیت اللہ
اب کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ڈوالجی کے آخری تک اسی مقام پر قیام فرمایا۔ اور جن
دعا اسے حاصل کی۔ کہنا چاہئے کہ سعادت ابدی آپ نے حاصل کی۔

(ترجمہ) اشعار

۱۔ کیا ہی اس کی بلند قسمت ہے کہ جو پا کیزہ گھر کی زیارت کرنے والا ہے۔
اگر کوئی شخص زندگی میں وہاں تھی جائے تو اللہ کی بارگاہ میں متینوں ہو پڑتا ہے۔

۲۔ زیارت کرنے والوں کا درجہ تو بھو سے کیا پوچھتا ہے۔ وہ عرش و کرسی سے
بھی ہے۔

۳۔ کعبہ کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر فرمایا ہے تو اس جگہ سے بہتر کیسے کوئی اور
ملن ہے۔

۴۔ اے خدا، جس اگر اللہ چاہے تو، تو اللہ کے گھر کا رہی ہن جائے۔
اے آجھی قسمت والے ساقی جلدی آجائے کہ میں تیرنی جدائی کی وجہ سے؟

۵۔ بھجے شراب طہور لگاتاروں سے کہ دو رکاراست بمحض آسان ہو جائے۔

جذاب والا کاملک روم میں پہنچنے کا بیان

اور وہاں کے بادشاہ سے ملاقات کا بیان

جب روم کے حاجیوں کا قافلہ جنگ کے طوف و داع سے فارغ ہوا اور اس طلن واپس جانے کا ارادہ کیا تو آجنباب ان کے وطن ملک روم کی سیاحت کے اس قافلہ کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ بیہاں تک کہ قحطی شہر میں پہنچے۔ اور دربان پر اس حاجب کے گھر قیام فرمایا۔

(ترجمہ شعر) وہ شیراپی خوبیوں اور صفات میں بہشت کی طرح تھا اور جنت کے کی طرح خوبصورت تھا۔

وہ بطریق احسن آپ کی مہمان نوازی میں مشغول ہو گیا۔ اور آپ کی اہم کئے لئے روزانہ وہ کچھ اپنے کچھ اہتمام کرتا۔ ان کے ہاں تھرہ نا آخر کار ان پر اڑا کھا ہوا۔ اور وہ سب آپ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ ایک روز صاحب خانہ حضرت سے عرض کی کہ آپ کے دروشن ضمیر پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ مکمل طور پر گھر کی رہائش ممکن نہیں۔ یہ تمام مکانات بادشاہ کی ملکت ہیں اور میں ہاں دربان ہوں۔ اس مکان کا یہ خانہ باش شاہی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ جو غمارتی اور لطافت اور نثاروں کی وجہ سے سب پر فویت رکھتا تھا۔ جس دن آپ کا دل اس کی سیر کو پسند کرے تو میں اس کے دروازے کھول دوں گا۔ اور جناب کو باش نہیں دوں گا۔ چنانچہ ایک دن جناب نے سیر کا ارادہ ظاہر کیا تو اس نے باش کا دروازہ اور آپ کو وہاں لے لے گیا۔ اور حق بات تو یہ ہے کہ آجنباب کی آمد سے باش کی رہنمی پڑ گئی۔

اڑہد شعر) جب اس حسین پھولوں جیسے چہرے اور مکلوں قبا کو دیکھا تو باغ نے کہا
کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔

یہی مدد و باغ ہے کہ جو جنت بریں کے لئے باعث رہنگ ہے۔ اور کیا ہی نوبصورتی
سے اسے سجا یا کیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۴۔ ایک طرف گل ریحان پھولی ہوئی تھی اور دوسری طرف درخت سرکشیدہ
کھڑے تھے۔

۵۔ سرو کے پاؤں میں سنبل کا پھول پڑا ہوا تھا اور بخش نے سون کے سامنے اپنا
دکھا ہوا تھا۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ درخت خوب سمجھتے تھے اور ان کے سر باہم درختے ہوئے تھے۔ اس کے
ہائے بلوپی سے زیادہ ڈپچپ تھے۔

۲۔ ان پر نادر و نایاب پھل جلوہ گرتے تھے۔ گویا کہ شش و تقریباً نوں اکٹھے لے کے
لے ہیں۔ یعنی آجنباب اور باغ دنوں کیجا تھے۔ آجنباب جب اس باغ کے اندر
آئی شعر آپ کی زبان پر تھا:-

۳۔ (شعر) پھول اور ہزارہ بیڑہ اور آب روائی۔ اللہ تعالیٰ چشم بد دوڑ رکھے اس باغ
کیجئے والا بے ساخت کہے گا کہ یہ دوسری بہشت ہے۔

۴۔ آجنباب نے اس بہشت کو بہت پسند کیا۔ اور اس کے حسن ترکیب پر بے حد
افزین و قسمیں کئے۔ آپ کسی دوسرے اوتکلیف دیئے بغیر اس باغ میں بھرنے

لگے۔ اور اس کے پھوادوں کی نزاکت و تلافت کا تخارہ کرنے لگے۔ یوں اس بائیت
لئے رحمت و برکت کا سبب بنے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ جب اس سلطان عالی مقام نے غیروں کی محبت سے اس مقام کو خالی پایا،
- ۲۔ اور جب آپ نے وہاں راحت و آرام پایا تو دیگر تمام نثاروں کو بھاوا یا۔
- ۳۔ الغرض ہر خاقان سے آپ کی طبیعت خوش ہوئی۔ اور آپ نے خوبصورت تر
تازہ پھوادوں کی خوبی سوچنی۔

اچانک روم کا بادشاہ کہ جس کا نام عبدالجید خان تھا وہ سیر و تفریح کے
وہاں پہنچا۔ اور اس کی تلاش آنحضرت پر پڑی۔ تو وہ ایسی حالت میں پہنچا ہو گیا کہ بتول
کسی زیریک کے۔

(ترجمہ شعر) جب نکاہ ان پر پڑی تو دل سے آواز آئی کہ تیر انکر کہاں سے لکا اور کہاں
جا لگا۔

بادشاہ آپ کو دیکھ کر صلبے تو حیران ہوا۔ پھر اس کے بعد آپ کا حال دریافت کیا،
کہا۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اے اس بائیت میں نووار و تو کون ہے؟ اے آیت تو رہیاں کیسے آیا ہے؟
- ۲۔ اے سر و حمت تو کون ہے؟ اے سیجائے زماں تو کس کے عانکے کے۔
آیا ہے؟

اس طرح کی پاتیں کیس اور معاونت کے لئے آنحضرت کو اپنی آنوش میں۔

لیا۔ آنحضرت نے اپنا دہن مبارک کھولا اور فرمایا۔

- ۱۔ ہم تو اس کو بستان عالم میں ایک خلک سمجھ کی مانند ہیں۔

- ۱۔ ہوا کبھی بھیں سیدھا اور سمجھی وہ کمیں باعث اڑاکے لے جاتی ہے۔
الغرض بادشاہ نے آنحضرت کا باتحد پکڑا اور آپ کو شاہی دربار میں لے گیا۔
۲۔ آپ کی بے پناہ عزت و تکریم کی اور آنحضرت کی محظی نوازی کی۔

رباعی

عشاق کے جسم سے ساریگی کی طرح آواز آتی ہے۔ جبکہ بادشاہ ایک فقیر
نغمہ بوسی کے لئے آتا ہے۔

۱۔ اگر عاشقوں کے ذوق کے دستخوان پر سمجھی کی جگہ ہما آجائے تو تعجب نہ کر۔
جب ایک بخت کا وقت ایک ہی جگہ گزر گیا۔ تو عقیدت کا شعلہ اس طرح
انہا کے دل میں مشتعل ہوا کہ آخوندگار بادشاہ بھی اپنے تمام دربار یون کے ساتھ آپ
مریدوں میں شامل ہو گیا۔ اور آپ کی اطاعت حکم کے لئے سرتسلیم فرم کر دیا۔ جس
باادشاہ نے بیوت کا شرف حاصل کیا۔ تو تیس افراد نے آنحضرت کے دست حق پر
انت کی سعادت حاصل کی۔ پھر اس کے بعد ہر دن شہری اور فوجی جو حق در جو حق بیوت
شرف ہوتے رہے۔ ایک دن بادشاہ نے جناب والا سے پوچھا کہ آنحضرت اس
امس کس وجہ سے تشریف لائے اور اس باغ کی شان دو بالا کرنے کا سبب کیا
ہے۔ آنحضرت نے حقیقت حال بیان فرمائی اور اسرار سے پرده کشائی فرمائی کہ
بیادت کے شوق کی ہوانے بیہاں پہنچا دیا۔ اور عبد اللہ حاجب نے اس باغ میں
اوہ میرے دل کی کلی کوچھوں کی طرح کھوں دیا۔

رباعی

۱۔ میرے دل کو اس کے تجھ نے نشانہ بنا لیا۔ اور میں رسولی کے ساتھ ہے،
افسانہ ہے گیا۔

۲۔ میں اس بے نشان کا نشان نہیں پاتا ہوں۔ باوصا کی طرح ہر طرف ہے
ہوں۔

بادشاہ نے جمالِ دار راء کو دیکھا اور آپ کی بات کو بغورتا اور اپنی غلطت،
زار زار رہ دیا۔ اس کے بعد عبد اللہ مذکور کو طلب کیا اور اسے شایعی خلعت اور کشید انو،
سے نواز اور کیا: (ترجمہ اشعار)

۱۔ اللہ تھیں جزاۓ خبر دے کر تو نے کیا ہی اچھا کام کیا ہے۔ اللہ تجھے مواف
کرے کر تو نے کیا ہی اچھا کام کیا ہے۔

۲۔ کر تو نے فخر کو اس وادی میں پہنچا یا ہے۔ اور مجھ کو غلطت کی تاریکی۔
ربائی والا لی۔

۳۔ تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں بادشاہ وقت ہوں لیکن درحقیقت ہم مدد و اہتمام
جو ہے کامران ہوئے۔

الفرض بہترین اتفاقیہ تدابیر کی وجہ سے عبد اللہ مذکور اور اس کے اہل و عیال
نے کثیر فحیض پائیں۔ ایک دن آنحضرت نے بادشاہ سے رخصت چاہی۔ اور آمانہ
وبلیغہ ہیت اللہ شریف کی سلامی کا ارادہ کیا۔ اگرچہ بادشاہ اپنے مرشد کی جدائی اچھا نہ
سمجھتے تھے لیکن آنحضرت کی مرثی کے خلاف بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا اس نے کہا
(ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر میں کہوں کہ پڑے جاؤ تو یہ کہنا میرے لئے مشکلی ہے۔ اور اگر میں

کبھیں کہ نہ جاؤ تو حکم صد ولی و نار انجمنی کا ذرہ ہے۔

- ۲۔ آپ کا حکم ماننا ضروری ہے اور خلاف رائے اوب سے دوری ہے۔
- ۳۔ اس وقت جناب والا اس بادشاہ سے الوداع ہوئے تو آپ نے کچھ بدلایات فرمائیں۔

سلطان روم کو بدلایات

(ترجمہ اشعار)

- ۱۔ پر ہیز گاری اور ترک دنیا کی کوشش کر اور سچائی اور صفائی کو اپنا۔ اور اگر تو ایسا لٹکے گا تو یہ حضور سرہ دکانات سے بغاوت ہو گی۔
- ۲۔ آزاد اور اچھے لوگوں کا راستہ اختیار کر۔ جب تو کھڑا ہے تو گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ۔ یعنی مظلوم کی مدد کر۔ تجھے اسی لئے بادشاہ ہایا گیا ہے۔
- ۳۔ اس تخت پر تو اس لئے آیا ہے کہ تو مظلوم لوگوں کا مدد دکار بنے۔
- ۴۔ اگر تو چاہتا ہے کہ آسمان سے تجوہ پر رہت ہو۔ تو مخلوق کی ہمدردی اور الداری کے لئے انتباہی کوشش کر۔
- ۵۔ اگر تو اپنے لئے آرام چاہے گا تو ہر لمحے تجوہ پر غیر سے مصبتیں آنے کا خطرہ ہے۔
- ۶۔ دنیا کو انصاف سے آباد رکھ۔ اپنے دوستوں کو اپنی طرف سے خوش رکھ۔
- ۷۔ اگر کوئی شخص لوگوں پر قلم کرے۔ تو ایسے فرد کو کسی کام پر شکا اسے کوئی ذمہ اداری نہ سوتے۔

سلطان نے آنحضرت کے ارشادات کو بہت پسند کیا۔ اور اس پر عمل کرنے

کے لئے دلی طور پر سرگرم ہو گیا۔
بان سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا کہ
انصیحت کر جو غرض سے خالی ہوتی ہے۔ وہ ایک تکنیہ دوا کی طرح ہے جو بیماری کو ۹۹٪
کرنے والی ہے۔

اغرض آنجناب کے تشریف لے جانے کے بعد سلطان نے وزیروں سے کہا
کہ آنجناب کی بدالیات کے مطابق عمل کرنا چاہئے کیونکہ بنوں کے گھوڑے کی باگ اس
بلند مقام جماعت (ولیاء) کے قبضے میں ہے۔ اور سلطان تو محض برائے نام ہے۔
۱۔ درویش کو قناعت کا خزانہ عطا کیا گیا ہے۔ (درویش شہرت رکھتا ہے اور
پادشاہ ایک نام شے ہے) نام اس کا درویش ہے لیکن وہ ہوتا سلطان وقت ہے۔
۲۔ پادشاہ کی طاقت نہیں ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکے۔ لیکن درویش کو
وکھوکہ وہ کہاں سے کہاں تک پرواز کرتا ہے۔

قصہ مختصر کہ آنجناب بیت اللہ شریف میں پہنچے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت
سے مشرف ہوئے۔ اور مدینہ شریف کی طرف رفت سفر باندھا۔ (ترجمہ اشعار)
۱۔ اے ساقی! آ جا ہمارے خاتون گنائی میں آ جا۔ جو ہمارے محبوب سے منور ہو
گیا ہے۔ اس گھر میں آ جا۔

۲۔ غیروں کی نکاہ سے چھپا کر ایک پیالہ پیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس حسین خواب
سے آنکھ مکمل جائے۔

پندرہواں تکنہ:

آنجناب کا ایک مجدوب کی خدمت میں پہنچنا

جب آنجناب نے بیت اللہ شریف سے رواجی اختیار کی۔ اور مدینہ منورہ عاصمی کی معاویت کی آزاد سے رواز ہوئے۔ تو سرز میں جرمیں شرطیں کے درمیان ایک مسجد و مکھی جو بہت بلند تھی۔ آپ نے چاہا کہ اس مسجد کے اندر تشریف لے ہائیں۔ تحوزہ اس وقت آرام فرمائیں۔ چنانچہ جس وقت اس کے دروازے پر پہنچنے تو آپ نے دیکھا کہ ایک درہ میں آپ کا انتشار کر رہا ہے۔ آنجناب اس کی خدمت میں بددی سے گئے۔ وہ معرفت کی وادی کا خضر تھا۔ اس نے دیکایت کے لئے اپنے رب کو لے کر جناب خادم علی شاہ نور الدین مرقدہ ہر روز آتے ہیں اور جایت کے طور پر مجھے ہدایہ فرماتے ہیں۔ پاس آئے بابا کی جانب، آپ کے تشریف لانے کے انتشار میں اپنی حصہ ہو گیا ہے اور آپ کے انتشار میں مجھ پر کیا کیا مستحبتیں آئیں۔

۱۔ آپ کے انتشار نے نشر کا کام کیا، افسوس ہے، بلکہ بستر پر کائے کا کام یا بے افسوس ہے۔

۲۔ انتشار کرنے والا ہر کو انتشار میں ہوتا ہوتا ہے اور سانس دل میں خیبر کا کام کرنی ہے، افسوس ہے۔

الفرض وہی بادشاہ کہ جو آپ کی مبارک ملاقات کا قیدی تھا۔ اس نے مسجد نماش پر آنجناب کے زانوئے مبارک پر اپنا سر رکھا اور ساتھ ہی اس جہان فانی سے گذر گئے۔ اور خلد بہیں میں پہنچ گئے۔ پس آپ نے اپنے آپ کو اپنی حالت میں نہ گھر ایک بح کے بعد آنجناب ایک حال سے دوسرے حال کی طرف لوئے۔

غزل

- ۱۔ آپ کو اپنے آپ کی کوئی خبر نہ رہی اور مہوش ہو گئے کہ یا رب یہ کیا فرمائی دیا۔
- ۲۔ جب آپ کے دل میں کشش نیب نے جوش دیا تو ان کی نفیش کے ساتھ ہم آنکھوں تھے۔
- ۳۔ اس کے خراب حال پر نظر کی۔ فرشتوں نے کہا کہ پر بیٹھاں نہ ہو۔
- ۴۔ یہ مدد و دب کے چند ب کا طریقہ ہے۔ اس نے اپنا بودھ جہاڑا دیا ہے اور اپنے فرش سے سکند و دش ہو گیا ہے۔
- ۵۔ یہ بوجھو جب اس کی گردان پر پڑا تو اس نے ایسا کیا جیسا تو نہ دیکھا۔

رباعی

- ۱۔ محبوب جس وقت عشق احتیار کرنے والوں کی طرف رفتہ رفتہ کرتا ہے۔ اس عاشق دل شکست فوراً جان دے دیتا ہے۔
- ۲۔ معشوقوں کی کشش عاشتوں کو مست اور بے جان کر دیتی ہے۔ سیاہ جب طفیلی پر آتا ہے تو وہ طوفان ہن جاتا ہے۔

اس اتفاق کی کیفیت یوں ہے کہ وہاں کے باشندوں میں سے ایک اندر وہاں آیا۔ اس نے اس حال کو حیرت سے دیکھا۔ فوراً شہر کی جانب لوٹا اور یہ واقعہ والے حاکم کے گوش گزار کیا۔ وہ بھس جو سچائی کے زیر سے آ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنے شہر یوں کو آگاہ کیا اور جہیز و تختین کا انتظام کیا۔ اور خود وہ فوراً اس مسجد میں

۱۔ اور ان شہروں کے اتفاق سے اس دردیش کو فون کیا۔ جوئی وہ اس کام سے
لے گئے۔ تو ابھائی عزت و احترام کے ساتھ آجنباب کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور
اب آدمی اور رہنمی افروزی کے لئے ابھائی اوب کے ساتھ اپنے بائی مددو
لیکن آجنباب نے خود داری کی وجہ سے اس سے کنارہ کشی اقتدار فرمائی۔ آپ اس
ادمی کی شراب کے نشی میں اس قدر مست تھے کہ اس کی بات کی طرف کوئی توجہ
امانی۔ اور جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے اس حال کے بارے میں کوئی
اویت اور تشرییع نہیں کی جاسکتی۔

۲۔ (ہر) ایسا جنگل جو بہت وسیع اور پر خوف تھا۔ اس میں ہر قدم پر پیکڑوں حجم کی
اویں تھیں۔

۳۔ اندر آجنباب اس جنگل میں قیام فرماء ہوئے۔ اور یہ شہر پڑھتے تھے:-
(ہر) مسلمانوں اور آتش پرستوں کے شور سے تو نے فارغ کر دیا۔ اے جنوں
اے جیسے اردو گرد پچھرا گتا ہوں کہ تو نے مجھ پر کیسا احسان کیا کہ میں اپنے آپ کو ہی
اے جیا ہوں۔

۴۔ یہ ہے کہ جنوں کے جنگل کوٹے کرنے والوں کو شہروں اور بازاروں سے
اے علاق واسطہ نہیں ہوتا اور تکالیف برداشت کرنے والوں کو دشت غربت کے
اویں گل چبھن باغ کے پھولوں سے زیادہ بھالی لگتی ہے۔

۵۔ (ہر) عاشتوں کا مقام جنگل ہے۔ شاخ نخل عاشتوں کے لئے بام کی دیشیت
اویں۔

آجنباب سلوک کے طریق پر دن عبادت میں گزارتے اور رات ریامت

میں بس فرماتے۔ قدم اطاعت کے مسئلے پر رکھتے تھے۔ اور اس قد رجہ کی شراب
میں مت و سرشار ہو گئے کہ عقل کے اختیار کے حلقے سے باہر نکل گئے۔
(ترجمہ شعر) جس جگہ عشق بیگنگ کرتا ہے، وہاں سے عقل کا لشکر بھاگ جاتا ہے۔
آنچناناب پند سال اپنے حال سے بے گانہ ہو کر بے خودی کے عالم نہ
ذوب گئے۔ اور بے خودی کے مدرسے میں بد ہوشی کا درس پڑھتے رہے۔ متوافق
غزل ہے:- (ترجمہ اشعار)
۱۔ جس جسم کو عشق نے ڈلن ہالیا ہو۔ وہاں سے جان پر واز کر جاتی ہے۔ اور
محبمان کے خوالے کر کے میزبان ہو جاتا ہے۔
۲۔ جس کسی نے کہاں جیسے ابر و کوہ کھا۔ اسے پوشیدہ تیر لکھا اور اس کے منہ
چین نکلی۔
۳۔ جب عطار نے اپنی قمیش کو تار کر دیا۔ تو وہ عشق کی کان میں گر پڑا۔
دکان سے انٹھ گیا۔
۴۔ عشق کے جوش میں جب منصور نے سولی پر سرچنہ حاصل۔ دوست کی قید
طعنہ زدن دشمنوں کی قید میں چاگیا۔
۵۔ خدا کے عشق میں کرہا میں شہید ہونے والے اپنی جان سے گذر گے۔
اپنے گھروں کو چھوڑ دیا۔
۶۔ جو شخص عشق نہیں رکھتا وہ حرص وہوس کا قیدی ہوتا ہے۔ جب لکڑی بیل
اور آگ بن گئی تو حواس انخفا۔
۷۔ شہید نے دین و دنیا سے ہاتھ جہاز دیئے۔ اس دنیا کی قید سے وہ گزر گی۔

اڑت کے جال میں پھنس گیا۔

آنخنا ب کے بیرالام میں پہنچنے

اور بنی جان سے ملاقات کا بیان

آنخنا ب پکھو دن اس جگل بیان میں پھرتے رہے۔ الخترب جذبہ
تن کا زور پکھ کم ہوا تو آپ دوسرا طرف متوجہ ہوئے اور ملک شام کی سیاحت کی
اہل آپ کے خیال میں پڑتے ہو گئی۔ آخر کار آپ اس ملک میں گئے۔ ایک دن ایک
اس نے بر سکیل تذکرہ بیان کیا کہ اس کے نزدیک یہ بیرالام کے نام کی ایک جگہ
ہے کہ جس جگہ موالی کے سوا اہل اسلام میں سے آج تک کوئی نہیں پہنچا۔ اور کسی نے
اہل نہیں دیکھا۔ جو شخص وہاں کیا داہیں نہیں آیا۔ ہر دیکھنے والے، بیان کرنے
اہل نے اس کے بیان میں قدرے مبالغہ کیا۔ جتاب والا کے دل میں اس مقام کی
اہلی انجمنا۔ جو کہ زمانے کے غایبات میں تصور کی جاتی تھی۔ اور دل میں سوچا
اہل کو بھی دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ اس کی تمنا میں ہر طرف پھرے۔ پھر اچانک آپ
(علی ڈواہش آپ کو وہاں تک لے گئی)۔ (ترجمہ اشعار)

جبجاں وہ کنوں اہل ہے جو جوش کوڑ کے پانی والا ہے۔ کہ سورج بھی ہر لمحہ اس کا
اہل نہ کہ خواہ شمشاد ہے۔

وہ آسمان پر گردش میں تھا کہ اس نے اچانک دیکھا کہ آسمان بھی اس کنوں میں
اہل آپ نوٹی میں اس کا چکر لگا رہا ہے۔

اچانک آنخنا ب اس کنوں میں پڑا۔ اور انتہائی شوق کے ساتھ یقینے اترے۔

جب آپ پانی کے نزدیک پہنچ تو آپ نے وہاں ایک جانب ایک چھوٹا سا درجہ دیکھا۔ جب آپ اس سے گزر گئے تو اس کے اندر دیکھنے میں گھوہئے تو آپ نے اس میں ایک آہاد شہر دیکھا۔ وہاں کے رہنے والے انتہائی خوشحال دیکھے۔ لیکن وہ جتنے لوگ وہاں خبرے ہوئے تھے وہ انسانوں میں سے نہ تھے۔ بلکہ جتنی لوگ تھے۔ ان میں سے کچھ نے جب آپ کو وہاں دیکھا تو وہ حیران ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے تشریف لانے کا ذکر ان کے باوشاہ شاہ عبدالرحمان کے پاس پہنچا جو جنات کا بادشاہ تھا۔ وہ درود حیرت میں آگیا۔ اس حال کے معلوم ہونے کی وجہ سے فوراً اپنے عہدہ نامی بھائی کو اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ جیسے ہی وہ آپ کی خدمت میں پہنچا، آپ کے حسن و بہماں کو دیکھ کر وہ پھول کی طرح کمل اٹھا۔ اس نے ایک بار عرب سے بہماں والے شیخ کی صورت دیکھی۔ واقعہ نبی پاکؐ کی آن کی شان آپ کی پیشہ دل سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اور حیدر کراز کی شوکت آپ کے چہرہ کا نور سے دکھائی دے رہی تھی۔ جو دور کے لئے بھی باعثِ ریٹک تھی۔ وہ حور کے جواز سرتا بقدم سراپا نور ہے۔

(ترجمہ شعر) اس نے ایک ایسا حسن و بہماں والا پھر وہ دیکھا جو کمل طور پر بے شل کمال تھا۔ وہ چھوٹیں رات کے چاند کے سامنے پہنچیں رات کے چاند کی مانند تھا۔ اسلام کے طریقہ کے مطابق اس نے سلام کیا اور اپنی پیشانی آپ۔

مبارک پاؤں پر رکھی۔

(ترجمہ شعر) کہاں کاے میرے قبڑ دین و ایمان آپ کا آنا مبارک ہو یہ آپ ہا۔

بے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔

آنچنان پ نے ارشاد فرمایا کہ اس شہر کے دیکھنے کے سوا میرا بیہاں آنے کا کوئی مقصد۔

۱۰۔ احمد ندگور نے دیکھنے اور سمجھنے کے مطابق آپ کا ہام ونسب پوچھا۔ اور بادشاہ
۱۱۔ مظہر حق نقش سے بیان کیا کہ ایک جسمیں وہیں تو جوان بہترین عادتوں والا،
۱۲۔ ان کے خصائص والا، حوروں جیسے چہرے والا، مظہر انوار نہادونہ، آں نبی، اولاد
۱۳۔ بگار، جلوہ فرمادا ہے۔ اور ظاہری طور پر صرف اس شہرگی سیر کے لئے تشریف فرما
۱۴۔ ان کا آپ کے دربار میں آنا صرف اور صرف اس جنم و بہر کے بادشاہ کی
۱۵۔ انت ہے کسی اور کی مدد اور یادو میں اس میں شامل نہیں۔ جو شخصی یہ حال جنوں کے
۱۶۔ میتوں اس کے وجود پر کمپی طاری ہو گئی۔ ایک ڈر اس کے دل میں پیدا ہوا اور
۱۷۔ بگی جانب دوڑا۔

۱۰) جب دور سے اس جنوں کے بادشاہ نے آپ کو دیکھا تو اس نے آپ کی اس کے لئے اتنی زبان کھوئی۔

۱۔ بناپ کے قریب پہنچا تو اس نے یہ اشعار ترمیم کے ساتھ پڑھئے:-

غزل

آپ مولائی کے باغ کے پھول کی خوبیوں۔ مشرق کے صاف آسمانے کے
اچھے نور باعث رنگ ہے۔

نورِ جمال آجنبیابِ مکمل طور پر آپ کے رخ انور پر ہلوہ گر ہے۔ اور آپ کی اباک سے خلق کے وفتر ہم ایک اپ بھے۔

۱۰۔ اعلیٰ کے خاندان کے ساتھ آپ نسبت رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ

۱۔ میں ہاڑپ بھی رکھتے ہیں۔

۴۔ آپ کا دست مبارک جس سر پر سایہ کرتا ہے تو اس کی قسمت سکند،
کے بخت جیسی ہو جاتی ہے۔

۵۔ ہمیشہ ہدایت کا پیالہ آپ کے ہاتھ میں رہے جب تک نیکوں آسمان
میں ہے۔

پھر اس کے بعد جتاب والا کو انتہائی عزت اور احترام کے ساتھ اپنے را
مقام میں اپنے ساتھ قیام کرنے کے لئے لے گئے۔ اور بہت ہی غاطر تو اُنہیں
نوازی کی۔ اور آپ کا بے حد شکر یہ ادا کیا۔ قصہ مختصر ہو ہفتہ تک آجنباب کو اپنے
سے جدا نہ کیا۔ چار روزہ تک آپ کی اطاعت میں وہ مشغول رہے۔ اس سے زیاد
مکثرین کیا حالات بیان کر سکتا ہے۔ آجنباب سے بیعت اختیار کرنا اور آپ
اللہ شریف میں پہنچانے کے حالات کو تفصیل سے میں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آپ
اپنے اکثر رازوں کو ظاہر نہ کرنے کا ختنی سے حکم فرماتے کہ ان باقتوں کو میری اب
کے بغیر کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے دل جو شخص روشن دل رکھتا ہے۔ وہ اپنے رازوں کو کہنے کے وقت
میں پوشیدہ رکھنا بہتر سمجھتا ہے۔

۲۔ تو نہیں ناکر راز تک دل کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔ جیسے تم
میں مولیٰ پوشیدہ ہوتا ہے۔

المختصر ایک رات وہ بادشاہ آجنباب کو طوافِ حج کے لئے الوداع کرے
راضی ہو گیا۔ آجنباب نے سحری کے وقت جب ایک لبی چادر اپنے چہرہ انور پر
بیت اللہ شریف کے اندر اپنے آپ کو پایا۔ طواف سے فراغت کے بعد آجنباب

ت کو اودائے کیا۔ اور ہاتھ دھا کے لئے اور زبان ان کی بداشت کے لئے کھولی۔
مر) اگر تو بزرگی چاہتا ہے تو ہمت اور کوشش کر۔

ماہودہ ازیں ارشاد فرمایا کہ چونکہ جنتات کی اکثر قومیں دین اسلام سے
انہیں۔ ان سے احراز کرنا چاہئے۔ مگر اتنا غصہ اور ناجائز سلوک جیسیں کرنا
کہ نہ کس کی وجہ سے آپس میں خرابی واقع ہو۔ اور جنگ، جنگز اور فساد کا دروازہ
بھائی۔ اور اتنا حکم کرنا چاہئے کہ کفر اسلام پر غالب آجائے اور اہل اسلام کے
ہنگ اور صلح بے موقع کام نہیں آئیں۔ پھول کی جگہ پھول اور کانٹ کی جگہ
بھائی اور صلح بے موقع کام نہیں آئیں۔ (ترجمہ اشعار)

یاد رکھ کر صاحب قرآن سکندر (ذوالقرنین) بالغی طور پر صلح رکھتا تھا اور
انک کرتا تھا۔ یعنی وہ جنگ بھی صلح کی خاطر کرتا تھا۔

ٹھاڈ جنتات نے یہ تمام بدبایات دلی طور پر قبول کیں اور رخصت ہوا۔ اور وطن
اے روانہ ہو گیا۔ اور کبھی بھی آپ کی قدم بوسی کا وحدہ وقت رخصت کیا۔ چنانچہ
انتہائی اس وحدہ پر قائم ہے۔ (ترجمہ اشعار)

آبا، اے ساتی! آ جا۔ جو حور کے لئے باعث نیزت اور باعث رشک
۔۔۔ چہرہ انور کی وجہ سے سورج کا چاش روشن ہے۔

اسی شراب وے جو خورشید کی طرح روشن ہو۔ ہمشید کے پیالے کو گردش

سولہواں تحفہ: آنجنا ب کے حلم و حیا کے بیان میں

آنجنا ب کا حلم و حیا اس قدر تھا کہ اگر آپ کے طالبوں اور مریدوں —

ایک بھی ایسی حرکت ہو جاتی کہ جو موقع کے مناسب نہ ہوتی تو جتاب والا اس ل

پر وادنہ کرتے۔ اور اگر کسی آدمی نے آنجنا ب کے سامنے غلطی کا رہکاب کیا تو وہ

نادم ہو کر آندہ کے لئے آپ کے سامنے ایسی غلطی سے پر ہیز کرتا۔ اور صدقہ ل

تو آپ کے صحیح طور پر باطن کی صفائی کے لئے اپنی زبان سے تائب ہو جاتا۔

مؤلف ہی کے اشعار ہیں:- (ترجمہ اشعار)

۱۔ صاحب دل اپنے باطن کے زور سے کام کرتے ہیں۔ سیکڑوں،
ہوؤں کو اپنی نگاہ سے ہوشیار کر دیتے ہیں۔

۲۔ نجمر نہیں مارتے مگر جگر چاک کر دیتے ہیں۔ شکار نہیں کرتے مگر تھے
شکارڈاں دیتے ہیں۔

آنجنا ب بھی شیلیم و رضا پر عمل کرتے۔ اور ہر سے افعال حرس، من،
اور غصب، دنیاوی محبت و شہرت، جھوٹ، ریا کاری، کوئی ذکر و فکر رغبت اور رضا
کے طور پر ہرگز نہ کرتے۔ اگر کوئی آدمی از خود پر یثاثی، بیکاری، تکلیف، یا
عیال داری کی تکالیف بیان کرتا تو آپ کا پر نہ اکت دل اس کی باقتوں —
کر جتا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر تو گل ریحان کے کنی گلدستے جبل کے سامنے رکھے تو پھول
کے سوا اس کا دل کسی اور چیز کو نہیں چاہتا ہے۔

- ۱۔ اس کے لئے خداں ہی ہوتا ہے اگرچہ بھار کا موسم ہی ہو۔ جیسے سر دہروقت
۲۔ ہم سای رہتا ہے۔
- ۳۔ وہ دونوں جہانوں کے فکر وہ آزاد ہوتے ہیں۔ یار کے مسل سے ان کا
۴۔ اُن اُن ہوتا ہے۔
- ۵۔ آجاء ساتی! آجاء ساتوں کی جان آجا، کہ میں محبوب کے چہرے پر
۶۔ ماٹھ ہو گیا ہوں۔
- ۷۔ مجھے جام دے تاکہ میں محبوب کی ٹکل و صورت کو دل سے دھوڑاں اور
۸۔ اس جہانوں سے کنارہ کش ہو جاؤں۔

مزہواں تحفہ: بائیکس سال کی عمر میں مجاہدہ کا راستہ اختیار کرنے کے بیان میں

آنہنا ب مجاہدہ کی پابندی کی وجہ سے ہر قسم کے گوشت، دوڑو، انڈے،
ان، بیان، حلیت، ہولی، پان وغیرہ سے پر بیز کرتے تھے اور حد پینے کی طرف
ان، ثبت نہیں کرتے۔ اور چار پائی اور تخت پر آرام نفرماتے۔ اور مزید احتیاط یہ کہ
انہوں نہ یا اشد ضرورت کے لئے بھی چوکی وغیرہ استعمال نفرماتے۔ کسی کے دل کا
ان پس جسم تھی کہ بیاوجدر میں کے علاوہ جانور پر بھی سواری نفرماتے۔ عطریات کو
انہوں نہ فرماتے۔ آپ کے موئے مبارک اور سر اقدس کو بھی شلک نہ پایا گیا۔ آپ
انہوں نہ فرماتے اور تبینہ تبدیل فرماتے۔ بھارت کو بھی نہ چھوڑتے۔ ہر لمحہ ستر سے
انہوں نہ حاضر رکھتے۔ الغرض نبی پاک نبی کے عمدہ طریقے یعنی سنت مطہرہ کو

اپنانے کے لئے دل سے کوشش و سعی فرماتے۔ بزرگوں کی حکایات اور قصے انتہا
رطبت کے ساتھ ملتے۔ مؤلف کے شعوار:- (ترجمہ)
۱۔ دوست کا ذکر دوست کی قبر اور دوست کا عشق، سبی زخمی دل عاشقوں کا ہے۔

بے۔

۲۔ جو شخص محبوب کی زندگی کا قیدی ہو گیا، تو ناسخوں کی نصیحت اور قید و بندے
کوئی کام نہیں دیتا۔

۳۔ اگر کوئی شکاری کسی شکار کو جال میں پھنسا لے، تو اس کی قید سے شکاری
آزاد ہو سکتا ہے۔

۴۔ عام فنکر تو عشق کی آگ پر مر رکھتا ہے، لیکن عشاں آگ کی چنگاری پر
پڑتے ہیں۔

۵۔ عشق کو دیکھ کر خواب میں یوسف زیخار سے ہمکنار ہو گئے۔

۶۔ جب شکاری ہوا سر میں سماٹی ہے تو معشوق خود عاشق کوں جاتا ہے۔

۷۔ وارث کے لئے یار کا وصل ممکن نہیں ہے تاکہ معشوق عاشق کو شکار کرے۔
جتاب یادی تعالیٰ عز امداد نے آپ کو گوشت کی لذات کے لئے تم
طریقوں سے استعمال سے آپ کو بچا کر رکھا یعنی گوشت میں گوشت اور گوشت۔

ساتھ گوشت اور گوشت پر گوشت اس کے باوجود ساری زندگی آپ نے جسمی طاقت،
محفوظ رکھا۔ اور ہمیشہ صراطِ مستقیم پر ریاضت، رقابت، صبر و حلم، بزہد و درع، تسلیم،
توکل، شکر میں اپنے آپ کو مضبوط اور مستحکم بنایا۔ اور یچاں سال کی عمر تک جسمانی
یہار یوں کے لائق ہونے کی وجہ سے جسمانی کمزوری نے راہ نہ پائی۔ آج ہب۔

الل خوشی کے ساتھ ہر سے اصرار کے بعد کامل اعتقاد والے مریدوں کی جماعت کو
انتکامنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اگر کوئی شخص آپ کی دعوت کرتا تو وہ ہر قسم کے
انتکامنے کے ساتھ میزبان کی زینت بناتا۔ آنحضرت دعوت قبول فرماتے اور شامل
ہوتے اور میزبان کے پاس خاطر کے لئے اس کے شور بامیں با تحرک کھلیتے۔ (ترجمہ
(فارسی))

جو شخص الل تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ وہ دل کی پریشانی
لی اور دل کو پسند نہیں کرتا ہے۔

تو پر کے ذریعہ سے حق تعالیٰ سے معافی مل سکتی ہے لیکن تو نہ ہوئے دل کو
وہ نہیں جوڑا جاسکتا۔

آنحضرت کی عادات مبارکہ کا مختصر سایہ

آنحضرت ہر وقت لگاہ اپنے قدم پر رکھتے یعنی پنج رکھتے تھے اور محفل میں بھی
لگتے۔ یعنی یادوالہ میں موجود گھنیل کی گہما گہمی سے کنارہ کش رہتے۔ سفر و طہن کی طرف،
آنکہ اوقات ایک رات کے موکب میں قیام نہیں کرتے۔ اور حقیقی آخر دنی و طہن کی
لگا مزون رہتے۔ حضور کی میاد اشریف کی محفل میں آنحضرتی رہبত کے ساتھ اشریف
ہوتے۔ قیام کے وقت بھی شسبت پر سبقت کرتے۔ جلس کے اختتام تک موذ بانہ
سے بیٹھتے۔ اور زیادہ تر اپنی آیات مقدس پسندیدہ و قرات کے ساتھ ہوتے۔ نبی
پیر کے فضائل بہترین علماء سے دل و جان سے سنتے۔ حرم کی پہلی تاریخ سے
اوہ مردوں سے ابھناب فرماتے۔ اور نویں رات سے دسویں کی شام تک کوئی چیز نہ

کھاتے۔ وہ دشمن پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں خوب کوشش فرماتے۔ عشرہ حرم گزرنے کے بعد اگر آنحضرت کی رہائش گاہ پر مشہور و معروف گروہوں میں سے کوئی ایک گروہ اپنائی خوشی سے حاضری دیتا تو اجازت دے دی۔ محض سلامی کرنے کی بنا پر، خواہش کرتے نہ منع فرماتے۔ وہ کاروباری لوگ ادا۔ بازی گر آپ کو خوش کرنے کے لئے اپنے کھیل تماشے اور کرتب دکھاتے۔ اسے ۱۰ اپنے لئے منید اور بہتر خیال کرتے۔ مگر کسی کو کبھی بھی یہ اقتیاد ہو سکی کہ آپ کو ان ۱۰ کوں سا کر جب پسند آیا اور نہ کسی کے گیت پر کان رکھتے اور نہ کسی کی آواز سے مت ہوتے۔ ربانی از مصنف (ترجمہ اشعار)

۱۔ عاشق خانقاہ یا مندر سے کوئی غرض نہیں رکھتا، وہ قبلہ کی طرح کسی نہیں طرف توجہ نہیں رکھتا۔

۲۔ جب تک پھول باغ میں جلوہ گر نہیں ہوتا، بلکہ باغ کی طرف سیر کرنے کو خواہش نہیں رکھتی۔

انحراف ہوا تحفہ: آنحضرت کی صاف گولی

اور کرہمہ عشق کا تھوڑا سا بیان

آنحضرت بخیر سچائی کے کوئی بات نہ کرتے اور جھونوں کی باتوں کو خاطر نہیں لاتے۔ فضول باتوں سے نفرت کرتے۔ ایسی بات کہ جو کسی پر بوجوہ بنے وہ زبان، گزنت لاتے تھے۔ ایسے معاملے میں کہ جو شہرت کا سبب بنتا اور جس میں ذاتی رہنمائی ہوتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ تعریفی کلمات اپنے حق میں پسند فرماتے۔

کوئی تائیں یا تاپنديہ بات اب پہنچی نہ لاتے۔ کسی کا عیب تاثیش نہ کرتے۔ کسی بات کرنے سے نہ رہ سکتے۔ سننے والوں کو دل نشین کلمات کے ساتھ اس طرح فرینٹ اپ ماتے کہ اس کا لطف ان کے دل سے نہ جاتا۔ مثال کے طور پر کہانی بیان کی جاتی ہے۔ ایک دن امین آباد کے مقام پر، جو لکھنؤ کا محلہ ہے، ایک شخص نے آجناہ سے ہنس کی کہ میں نے تمام عمر انویات میں شائع کر دی ہے۔ اور جوانی کے دنوں کو ناجائز ہوں کے کرنے میں شائع کر دیا ہے۔ اب گزشتہ زندگی پر افسوس کرتا ہوں اور دامت کے آنسو روتا ہوں۔ اور حسرت کے آنسو بہاتا ہوں۔

غزل

- ۱۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ زندگی محرومی کی نیند میں گزر گئی۔ زندگی پر یہاں اداہوں میں گزر گئی۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔
- ۲۔ آپ کے رخ انور کا مصحف جب نظر آیا۔ تو دل زلف کی وجہیگی میں الجھیاں اداہوں ہے۔
- ۳۔ اس شوغ نے قتل کر دیا لیکن قتل ہونے والے کو نہ سکھا۔ شائن قتل ہو گیا اپنی نے ساتھ دھو میخا۔ افسوس کی بات ہے۔
- ۴۔ گزشتہ رات میں سو یا ہوا تھا اور وہ خواب میں آیا اور واپس چاہیا۔ اپاکہ سے ہاتھ سے اس کا دامن چھوٹ گیا۔ افسوس ہے۔
- ۵۔ طبیب نے میرا عانج کرنے سے با تھکنچ لیا۔ میرا کام تدبیر اور عانج سے دیکھا۔ افسوس ہے۔

- ۶۔ اس کا نازک مزاج بہت بڑا ہے گیا۔ میری فریادِ عشق تک پہنچی۔ افسوس
بے کہ اس پر کوئی ارشنیں۔
- ۷۔ کئی بار ہمارے پاس موت آئی اور ہم کو اس نے نہ پایا۔ دارث کے سرے
پر بیشان بار کر چلی گئی۔ افسوس ہے۔

خدا را میری ہمت کو درست فرمادیں۔ اور میری توجہ ہدایت کے راستے
طرف پھیرو دیں۔ تاکہ میں آپ کے عشق میں جتنا ہو کر باقی زندگی کی زاروں اور ان
عشق میں بھی میں مشغول رہوں۔ اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ عشق کیا چیز ہے۔ ۱۱
عاشق کون ہے۔ اگر عشق محبت اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے عمروتوں کے ساتھ
بے رہیں پچھوں کے ساتھ تو میں کئی بار اس میں جتنا رہا ہوں۔ مگر صرف دنیا و آخرت
کے تھان کے سوا کوئی شے حاصل نہیں ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا اگر تو عشق کی حیثیت
نہیں جانتا ہے۔ تو پھر تو عشق کرنے کا طریقہ کیسے جان سکتا ہے۔ اس نے کہا یہی ہات
ہے۔ اسی وجہ سے میں اپنے کام میں پر بیشان ہوں۔ اور اس کام کا طریقہ و تہذیب نہیں
نہیں جانتا۔ تو آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ عشق تین حروف سے مرکب ہے۔
ع۔ ش۔ ق۔ میں اشارہ کرتا ہے ظاہری اور بالطفی عبادت کی طرف۔ اور اس تاکید کہ
بے شرح شریف کی شراہزادی کو ادا کرنے کی، انتہائی شوق کے ساتھ۔ اور قافِ مہماں
کرتا ہے اور انتہائی ذوق کے ساتھ اپنے آپ کو قربان کرنے پر راغب کرتا ہے۔ ۱۲
یہ جائی عشق ایک بے عشق گواہ ہے اور محبوب یکتا کی محبت کے آنہار میں سے ایک ایسا
ہے۔ کوئی جس کسی کو عشق بناتا ہے تو وہ اپنے آپ کو عشق کی زنجیروں میں جکڑا
ہے۔

اشعار

۱۔ عشق جس جگہ اپنی شمع روشن کرتا ہے۔ پر وانے کے پر کی طرح عاشق کو جلا
ہے۔

۲۔ عشق شور ہے اور نار ہے اور نہ ہی ایک چنگاری ہے۔ یہ ہر وقت اپنا نیا
لکھ لہاڑ کرتا ہے۔

۳۔ کبھی خواب میں آتا ہے۔ اور محل وہش کو لے جاتا ہے اور کبھی آواز کی
روت میں کافنوں کے ذریعے باعث آزار جان بن جاتا ہے۔

۴۔ کبھی اہل دل کے طفیل ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پریشان دلوں میں اپنی منزل ہا
ہے۔

۵۔ کبھی معدوثتوں کے چہرے سے جلوہ تمائی کرتا ہے۔ میری اس بات کے گواہ
یہ بیاں جاتی ہے۔

اشعار

اس کا حسن ہر جگہ ظاہر ہے۔ اور دنیا کے معدوثتوں سے اس نے پردہ کر لیا

۱۔ تیز باد سے جو شے اچھی ہے اس کو دیکھو، گر جو کچھ تو اچھائی دیکھے گا وہ اس
اور کامکھس ہے۔

۲۔ اس کو دیکھنے کے لئے اس کا کوئی نشان سامنے نہیں ہے۔ پس وہ ناہماںہ طور
لے جاتا ہے اپنا عاشق ہاتا ہے۔

- مولانا جمال الدین رومیؒ کے جو پاک بازوں کے راستے کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔ اور شان و شوکت والے مدبوث عاشقوں کے گروہ کے امام ہیں۔ انہوں نے مذہبی شریف کے اور اُراق کو ہر ذوق کے نباتات کے جواہرات سے بھروسہ یا ہے اور خصوصاً عاشق کی اہتمامیں بہت کچھ فرمایا ہے۔ جس کی مثال یہ ہے:-
- ۱۔ عشق کی پیاری تمام بیماریوں سے جدا ہے، عشق اللہ تعالیٰ کے اسرار کو معلوم کرنے کا ایک آڈ ہے۔
 - ۲۔ میں عشق کی وضاحت اور بیان کیا کروں، عاشقوں کے بغیر عشق کو کون بیان پہنچان سکتا ہے۔
 - ۳۔ عشق یہ نہیں ہوتا ہے کہ انسان لوگوں پر عاشق ہو، یہ گندم کے کھانے سے نہ ہپا گرتا ہے۔
 - ۴۔ دو عشق جو رنگ کی وجہ سے ہوتا ہے، دو عشق نہیں ہوتا آخر کار وہ پریشانی ابا عاشق ہن جاتا ہے۔
 - ۵۔ عشق اس ذات کا پسند اور اختیار کر کر جسے تمام اولیائے کاملین نے اختیار کیا ہے، وہی عشق اختیار کر کر اس کے فیض سے انہوں نے یہ شان و شوکت اور قرب الصلح حاصل کیا۔
 - ۶۔ اگرچہ زبان کی تفسیر رہی ہے لیکن بے زبان عشق کی تفسیر اس سے زو، روشن تر ہے۔
 - ۷۔ آفتاب کی دلیل آفتاب خود ہی ہے۔ اگر تجھے دلیل کی ضرورت ہے، سورج سے منہ نہ ہوڑ۔

۱۔ عشق اگرچہ حقیقی ہو یا مجازی بالآخر وہ ہماری رہنمائی کرنے والا ہے۔

حکایت حضرت رابعہ بصری

آنچہ بخوبی سے فرمایا کہ حضرت قطب الاتقاب مخدوم خوبیہ ادب الدین بن خثیر کا کئی کے ملحوظات کا مطالعہ کرتا چاہیے۔ کہ رابعہ بصری جو مقبول اہل الہی تھیں۔ ایک دن عالی مرتبہ حضرات خوبیہ حسن بصری، حضرت مالک بن ابرار اور حضرت شیخ بشیط ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جناب موصوف کے زمانات تصوف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ جناب نے ان تینوں کی طرف دیکھا اور ان سے اس کیا کہ عشق کیا ہے اور عشق میں کامل کون ہے۔

حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اگر ملعوق عاشق کو کسی مصیبت کے ساتھ اپنے تو عاشق اپنی جان کی پرواہنہ کرے یہ عشق ہے۔

(ہمہ شعر) باں عاشق بیش اپنی جان فروخت کرنے والے ہوتے ہیں اور ملعوق کی دست میں بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں۔

دوسرے نے کہا عاشق پر ملعوق کی جنا کا کوئی اثر نہ ہو۔

(ہمہ شعر) ملعوق کی مہربانی کے مقابلے میں اس کا تکلم مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنی اور شفقت توہر کسی کے لئے ہے لیکن جنا سرف میرے لئے ہے۔

تمیرے نے کہا کہ اگر ملعوق عاشق کے نکلوے نکلوے کر دے تو بھی اپنے نہ کوئے۔ اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ اور راہ عشق ترک نہ کرے۔ ملا

۲۔ نے سچ فرمایا ہے کہ: (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ عشق کے داغ سے جو بیمار تھا اس نے کیا ہی اچھی بات کی کہ بھول۔
اس کا رنج اور خوبی تو چاہئی ہے لیکن عاشقِ عشق سے بازپیش رہ سکتا۔
- ۲۔ عاشق کے امکان سے یہ بات دوڑ ہے کہ عاشق کی جانِ عشق کو ترک
دے۔

جیا ب موصوف حضرت رابعہ بصریؑ نے جب تینوں ساحبان کا بیان سنایا۔
سر پا دیا یعنی تینوں کی یہ عشق کی تعریف آپ کو پسند نہ آئی۔ پس ان تینوں حضرات
بنا پر رابعہ بصریؑ سے اس معنے کا مل چاہا۔ اور اس راز کو ظاہر کرنے کے لئے درخواست
کی۔ آپ نے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے وجود کی ہستی سے پاک
دے۔ اور اپنے آپ کو مردے کی حیثیت پر پہنچائے۔ خود کو اصلاح نہ کرنے جانے۔ اُن
کی ابتدا شرع شریف کی وجہی کرنا ہے اور اُس کی ابادی نہیں کرنی۔ عشق میں
سے پہلے حرف نہیں ہے۔ اور شرع کے آخر میں نہیں ہے۔ یعنی جو شخص شرع شریف
کے مراتب کو انجام تک نہیں پہنچا۔ وہ عشق کی بارگاہ میں کامیابی حاصل نہیں کرے۔
ہے۔ جب تک معرفت کی چادر کو نہیں اور ہے گا تو وہ عشق کا قرب حاصل
کے لائق نہیں ہو گا۔ یعنی بارگاہ اقدس میں قرب حاصل کرنے کے لائق نہیں۔

رباعی

- ۱۔ عشق کی سلاخ میں نیکوں کے سوا اور کسی کو نہیں سمجھنے۔ کمزور اور بردی۔
والے لوگوں کو اپنی طرف را نہیں دیتے یعنی اپنا قرب نہیں دیتے۔
- ۲۔ اگر سچا عاشق ہے تو قتل ہونے سے پر بیزندہ کر۔ جس کو عشق قتل نہ کر۔

۱۱۔ ہو جاتا ہے۔

اور عشق کی انجام یہ ہے کہ وہ عاشق سے معموقی کے مرتبہ تک پہنچ جائے۔ یعنی
اُن معموق کی ذات میں قبیلہ ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ (میر) اگر پچھے عشق کا جذبہ ابھرے تو معموق اس لائق ہے کہ وہ عاشق ہو

۱۳۔

مقصود یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے بھائی جتنی تو نیک لوگوں کے
امم ہوتے رکھئے گا اتنا یہ کامیاب ہو جائے گا۔ اس طرح اچھی صحبت، خراب اور بُری
۱۴۔ اُب ہنادیتی ہے۔ (ترجمہ اشعار)

جیسے روشن ضمیر لوگوں کی صحبت انہیں کو ہنادیتی ہے۔

۱۵۔ دل کی صحبت اگر ایک لمحہ بھی میر آ جائے تو وہ سیکلزروں تباہیوں اور
۱۶۔ اُس سے بہتر ہے۔

آنحضرت کی کھانا کھانے کی حالت کا بیان

آنحضرت چودوہ سال کی عمر میں ایک بفتہ کے بعد ایک مرتبہ کھانا پسند
۱۷۔ اور چالیس سال کی عمر تک اسی طریقہ کا لحاظ کیا۔ پھر اس کے بعد ۲۷ سال
۱۸۔ ان دن کے بعد ایک بار کھانا کھاتے تھے۔ اور دو روز پہلے یا کوئی میشی چیز کھا کر
۱۹۔ کرتے۔ جب آپ ۵۰ مال کے ہو گئے تو اتفاقاً قصہ شکور آپا میں آپ کافی
۲۰۔ گئے۔ اور صحبت یا بی کے بعد ڈھلتی جوانی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور
۲۱۔ اسی اور کمزوری اور ضعف نے آپ کے جسم مبارک پر غائب اختیار کیا۔ اس حالت

میں اعزہ اور قارب کے اصرار پر یہ طریقہ کار انتیار فرمایا کہ ایک دن کے بعد کھانا تناول فرماتے۔ اگرچہ عام طور پر بسر اوقات کے لئے اس نیکو کار مجتمع کی طرف سے غیر مدد و عتوں کے ساتھ ہی وابستہ رہے۔ مگر بھی سود خوروں اور ننداروں، لوگوں کے ناقابل کھانے والوں، ڈاکووں، پیشہ وروں کے گھروں میں نہ جاتے اور ان کا ملکہ کہا جاتے۔ جب تک غیر کی طرف سے آواز نہ آئی کسی کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ ۱۰
موامی فرماں کش پر کچو کھانے پینے پر قطعاً توجہ نہ دیتے۔ آپ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے لئے اپنے۔ اور کھانا تیزی سے کھاتے گویا کہ کزوہی دوائی اپنے گلے سے تیزی سے پینے آتا رہے ہوں۔ اگر لذتیں اور پرانک کھانا پیش کیا جاتا یا کوئی مسکین جو کچوٹ موجود ہوتا آپ کو پیش کرتا تو آپ کچوٹ کہتے اور قبول فرمائیتے۔ نہ خوش ڈاکت کھانے پر خوشی کا اعلیٰ فرماتے اور نہ پھر کھانے پر ہراس ہوتے۔ دعوت کرنے والوں کے کھانے میں ان قدر برکت ہو چاتی کہ سوآدمیں کا کھانا دوسو کے لئے کافی ہو جاتا۔ کسی وقت بھی آپ نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ میز بان اگر نہ دانتے طور پر کھانے میں تاخیر کی ہے۔ خوبصورت یا آمیا مخلائی و نیمیہ پیش کرتا تو آنحضرت اس کے بعد کھانا کھانے کی طرف رفتہ رفتہ فرماتے۔ میں جانتا ہوں کہ گیارہ سال تک یعنی طور پر آنحضرت کا کھانا دینا اپنے رہا۔ آپ نے ساری زندگی اکیس سیر اتائی کھایا۔ تمام عمر توکل کے ساتھ ۱۱
میں گزری کر احباب کی دعوت ہوتی اور طعام بے حساب ہوتا۔ (ترجمہ اشعار)
۱۲۔ آنحضرت نے اپنے دستِ خوان سے اتنا ج نہیں کھایا۔ سوائے تھوڑے سے۔
کے۔

^{۲۳} بعثت میں اگر کسی نے آپ کو پایا تو اس بعثت پر ہی آپ نے قیام۔

انسیار کی۔

۱۔ تجوڑ اکھانا، تجوڑ اکھنا اور تجوڑ اسونا۔ اس دنیا میں آپ کی مثل کم ہی ہو گی۔
آپ تمام ماہ صیام اور سبھی سبھی روزے رکھتے۔ روزہ ترک کرتا پسند نہ
ہے۔ رمضان شریف کے مینے میں بھی تجوڑ اس ایک بار ناول فرماتے۔ اور دیرینک
ال اور خال فرماتے۔ اسی طرح سارا وقت کرامات کے ساتھ گزارتے۔

مشنوی

اللہ کا نور جب کسی پر اپنای پرتو ڈالتا ہے تو اس کا پیٹ تجوڑ سے طعام سے بھی بھر
تا ہے۔

۱۔ کھانا زندگی کے لئے ہوتا ہے۔ اور زندگی عبادت کے لئے ہوتی ہے۔
۲۔ اگر ہم کھانے اور سلنے کے بغیر کچھ نہیں جانیں گے تو جانوروں پر کیا
ہاتھ ہو گی۔

ہرے نس کو اگر تو بھوک سے تو زدے گا۔ تو نبی پاک پیٹ پر پتھر کے

آنجناہ کا توکل اختیار کرنے کا بیان

آنجناہ نے وہ پینی سے لے کر ہی سال کی عمر تک اپنے گھر کے دفتر
کھانا کھایا اور اس کے بعد تمام عمر دعوت کا کھانا ناول فرمایا۔ جس کا کوئی حساب
انسانی نے آنجناہ کو نہ استعمال کرنے کے لحاظ سے بہت کم کھانے والا
ہے۔ آپ نے بہت کم نہ استعمال فرمائی۔ اور توکل کے مصلی پر بخواہیا۔ آپ نے

ساری زندگی کھانے کا تعین ایک ہی جگہ نہ کئے رکھا بلکہ اس تعین کو توکل کے نام
سمجھا۔

مُشْتَوِي

- ۱۔ جو کچھ سامنے آتا وہی کھانا استھان فرمائیتے۔ عادوہ ازیں روٹی کی
آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی۔
- ۲۔ توکل پر اپنے دل کے قدم کو پختہ رکھا۔ یونکہ اللہ کے دوست نہیں۔
حیثیت کو جانتے ہیں۔
- ۳۔ ن آپ کو بس کی کوئی غرض تھی نہ کھانے کی تمنا۔ اپنے آپ کو اندکا
یقین کیا اور سماحتی سے رہے۔
- ۴۔ اے خداوند! اگر توکل تجوہ میں نہیں بے تو تو فخر کی لذت ہرگز نہیں پا۔

آنجناب کے استغنا کا بیان

- ۱۔ اکثر سادہ اور بارعہ ہر قسم کے ارادت مند آپ کی خدمت اقدس
حاضر ہوتے۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق پسندیدہ تھے اور کافی نقدی نیاز مند
ملوک پر آپ کی خدمت میں مذکور کرتے۔ ان میں سے کسی کی طرف آپ کوئی
فرماتے۔ اگر ناداعکی میں پکھوڑ رونقد پیش کرتے تو کہا جاتا ہے کہ آپ اس سے
قد رفاقت فرماتے کہ کافی دریخہ آپ پر اس کے اثرات رنج۔ اور ان کے ازال
کافی دریختی۔ یہ اشعار بھی مصنف کے ہیں: (ترجمہ اشعار)
- ۲۔ دنیا والوں کے لئے زر و مال زیور ہے۔ جبکہ وہ جنم کی آگ کی طرف

۱۷۰

لیکن اللہ کے عاشقوں کے لئے یہ اس پھنسنے والی منیٰ گی طرح ہے جس پر
ہمگی بھسل چاہتا ہیں۔

اگر تو فخر چاہتا ہے تو مالِ دادِ ایش نہ کر کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی ترکیب میں سے ہے۔

آپ کا پاکیزہ دل غریبوں کو شکست کی طرف راغب ہے۔ اور امیر لوگوں کی می طرف توجہ بہت کم تھی۔ کیونکہ ان کا تعلق بے غرضی کے ساتھ وابستہ ان کا تعلق امیدوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ مگر حضور کے اخلاق کے تقاضے میں ہو کوئی امراء میں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آخر کار آپ اس کے لئے اور شکریہ کا اظہار فرماتے۔ تو گمان کرے چاکر آپ کے دل کا دامنِ موئیوں میں اب واقع ہے۔

مصنف کے مزید اشعار

ہو کچھ اہل دل کے سامنے آئے وہ یکساں ہے۔ اگرچہ وہ پھول کی پتی
بائیکا۔ یہ سب براہ راست۔

جس کا خواہشات سے با تھوک پنچا ہوا بے۔ تو ایسا آدمی غریب اور امیر آدمیوں
لے ستے۔

آنہا بکو دنیا کے اسیاب و اشیاء سے کسی حتم کا کوئی تعلق نہ تھا۔ رات کو جس اصل ہوتا تو ضرورت کے مطابق مظاہر اسیاب بنوئی مہیا ہو جاتے۔ اور صحیح

سحری کے وقت ائمہ ہی ہر شے کو ترک فرمادیتے۔ جس جگہ وہ اپنا قدم مبارک
تھے تو پھول کی پتی کی خوبیوں کی طرح ہر طرف خوبیوں کی خوبیوں کی جاتی۔ آنحضرت
معزز آباد اچا دنیا کے ساز و سامان سے بہت کچھ فائدہ اٹھاتے تھے۔ امیری کا
سامان اور سرمایہ انہیں حاصل تھا۔ پختہ عمارتیں ظاہری اسہاب کے لحاظ سے بُلے
سرمایہ اور عربی فارسی کی بہت تعداد میں کتابیں تھیں۔

رباعی

- ۱۔ دنیا کے اسہاب کا سرمایہ انہیں حاصل تھا۔ اور دل کے اندر کسی سامان
بارے میں کوئی فکر نہیں تھی۔
- ۲۔ دنوں جہانوں کے لئے سے دو بری تھے۔ چودھویں رات کے محل پر
طرح ان کا دل نور سے بھرا ہوا تھا۔

جس وقت آنحضرت نے فقر کی منزل میں پاؤں رکھا تو دنیا کے تمام اہل
مال و دولت سے توجہ ہنالی۔ پختہ مکانات وقف کر دیئے۔ اور وہاں تجھرنے کے
میں کوئی تعطیل نہ رکھا۔ ساز و سامان کی حفاظت کرنے اور اسہاب کی طرف ہاکل
فرمائی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ اپنی ملکیت میں کوئی شے نہیں رکھتے تھے۔ آپ
کے لئے جائے پناہ ہیں۔ آپ نے دنیا کے اسہاب سے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ آپ
اپنے اقربا کے ہاں سکونت اختیارتیں کی اور کسی بھی جگہ وہ دون مسلسل نگزارے۔
(ترجمہ شعر) رات کو ایک جگہ جاتے اور دن کو دوسری جگہ تشریف لے جاتے۔
کورات کی کوئی خبر ہوتی نہ دن کی۔

مثنوی

استغنا کے اندر آپ کا کوئی ہم مثل نہیں کہ آپ کے سامنے بادشاہی ملک
بنا کر نہیں ہے۔

مال اور خزانے کی آپ کوئی پرواہ نہیں کرتے، موتوی اور حسکری کو برایہ سمجھتے

آپ کی طبیعت کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔ تجربہ کا دروازہ آپ کے
باشندوں دیا گیا ہے۔

آپ نے دعا و بددعا سے کوئی تعلق نہیں رکھا اور آپ دنیا کے بازار کی رونق
چاہتے ہیں۔

اپنی شہرت کے لئے کوئی نام و نشان نہیں چاہتے، نہ آپ کہیں ہیں اور کوئی
کہتے ہیں۔

اللہ کے سوا آپ کسی غیر سے تعلق رکھنے والے نہیں ہیں، خدا آپ کے دل
اور ہر بھی جد نہیں ہے۔

مشاق کے سینہ پر داغ ہوتا ہے اور اس داغ سے ان کو ایک لمحہ بھی فراگت
نہ ہے۔

ذہان نہیں پسند آتا ہے شبہار، نہ وہ پچول چاہتے ہیں نہ مرغ زار۔
اگر وہ چاہتے ہیں تو دوست کا دسال چاہتے ہیں، اگر وہ کہتے ہیں تو دوست

کہتے ہیں۔

- ۱۰۔ آجاء، اے ساتی! آجا، اے جان شیدا آجا، تو کب تک چھار ہے گا، اب آ جا۔
- ۱۱۔ ایسا جام پلا کر جو مجھ سے میری ہوش لے جائے اور تیری مت آنکھ کی طرف میں بھی مت ہو جاؤ۔

آنخنا ب کی ظاہری کرامات کے متعلق مختصر سابیان

- ۱۔ جو خرق عادات آپ سے واقع ہوئیں میں ان کا وصف کیا ہیاں کروں۔ آپ کی کرامات اپر کرم کی طرح ظاہر ہوئیں۔
- ۲۔ پانی کے اوپر جیسے بلند ظاہر ہوتے جائیں، اسی طرح یہ جنگلوں، صحراءں، پہاڑوں کے اوپر بادل کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔
- ۳۔ اگر کسی کی طبیعت میں کوئی سوال پوچھ دہ تو اس کا جواب اس گوہر فشاں ن زبان پر موجود ہوتا ہے۔
- ۴۔ ننگے پاؤں بے باکی کے ساتھ پھرتے، لیکن اس کے باوجود آپ کے پا، مبارک بھی گرد آلووں ہوتے۔
- ۵۔ میدان میں آپ کی رفتار بجلی سے زیادہ تیز تھی۔ کبھی آپ مغرب کی طرف ہوتے اور کبھی مشرق میں۔
- ۶۔ جس وقت یہ محبوب کسی مرغوب مقام کی سیر کو نکلتے تو ایک زمانہ آپ ساتھ ہو یافتا۔
- ۷۔ دور سے آپ کا سر مبارک سب سے بلند نظر آتا کیونکہ اس وقت آپ کی

وہ نہیں ہے۔

۸۔ اس بادشاہ کے ہر جگہ مختار ہوتے۔ جو آپ کے عشق میں باہم انکھوں نہیں ہوتے۔

۹۔ آجھا ب کے دل مبارک کو جہاں اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ وہاں زیادہ دری پیش نہیں کرتے تھے۔

۱۰۔ آپ کو فاک نشی پسند ہے لہذا آپ کا بستر بیوی شخاک پر ہوتا۔

۱۱۔ آپ اپنے سر اقدس کے نیچے کوئی تحریر رہانے نہ رکھتے تھے۔ اور اسے آپ اس دور کی نادوت کے خلاف سمجھتے تھے۔

۱۲۔ جس محفل میں آپ مغل کا حسن بننے پر وہنے وہ باشیع کی طرح آپ پر شاریت ہوتے۔

۱۳۔ میرا دل آپ کے آثار کو اور نیٹ نیوں کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ آپ اس اعلیٰ کے ابدلوں میں سے ایک ہیں۔

۱۴۔ آپ ایسے بادشاہ ہیں کہ سماں اللہ۔ آپ کی مثل اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔ آپ جسمی کرامات کسی اور میں نہیں ہیں۔

۱۵۔ سو سال کے بعد بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایسا روش ستارہ نہیں آیا۔

۱۶۔ آپ دو راحتر کے شہنشاہ آفاق ہیں، وحید عمر ہیں، روزاق حقیقی کے سے ہیں۔

۱۷۔ ملک بندوستان سے آپ نے اپنا رفتہ سفر پاندھا اور جنت کی رونق کو جواہر لے لیا۔

- ۱۸۔ ہندوستان کا شہر نور سے خالی ہو گیا۔ رحمت کا نور جو چھپا ہوا تھا وہ ظاہر گیا۔
- ۱۹۔ عزت آپ بادشاہ کے جلوہ سے اب ہندوستان کا شیر (دیوبنی شریف) مشہور ہو گیا۔
- ۲۰۔ خدا تعالیٰ سے بھی دعا کرتا ہے کہ جب تک آسمان پر چاند اور سورج پکتے رہیں،
- ۲۱۔ وارث علی شاہ، شاہ جہاں کی کرامتوں اور اعزاز کے ساتھ یہ شیر باعزت آ رہے۔

آنجانب کے شاپدِ حقیقی کے باہم عشق میں مد ہوئی کی کیفیت کا مختصر سابیان

- ۱۔ اے دل جس جگہ عشق آگ لگاتا ہے وہ عاشقوں کی مداععہ بستی کو جانے ہے۔
- ۲۔ اپنے وجود کی پیچان کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ ممدوح قیمین بن جائے۔ عاشق مکان۔
- ۳۔ ممدوح کے چہرے کا نقاب خودی کے سوا اور کچھ نہیں۔ مدد عاشق سال سے جدا نہیں ہے۔
- ۴۔ لیلی اور مجنون کے قصہ کو کیوں کہ اس میں عشق کی رہریں شعروں میں بھی ہوئی ہیں۔

- ۱۔ بیلی نے خون دینے کے لئے ایک شتر لگایا۔ مجتوں کے باخھ سے خون جاری ہے۔
- ۲۔ اگر معشوق اور عاشق ایک نہ ہوتے تو مجتوں کا دل یہ نہ کہتا کہ میں ہی بیلی ہوں۔
- ۳۔ اگر خود بیجنودی کے عالم میں فریاد نہ کرتا تو منصور کیوں کرنا۔ الحجت کہتا اور جان ہے۔
- ۴۔ ایسے عاشق اور معشوق ایک ذات ہو جاتے ہیں تو کس کو طاقت ہے کہ وہ ذات گزارے۔
- ۵۔ ایسے دیوانے پر سینکڑوں عقل والے قربان ہو جائیں۔ کہ جو معشوق کے ہمیں سے کامیاب ہو گیا ہو۔
- ۶۔ ریاضت کا اس ذات پر دار و مدار ہوتا ہے کہ جس میں حسین و تمیل معشوق کر رہا ہے۔
- ۷۔ جب وہ معشوق آگیا تو پھر عاشق کہاں رہ گیا۔ اور عاشق کے ہوش و حواس اب درست ہیں۔
- ۸۔ مولانا روم کے بارے میں مجھے یاد آیا میں ان کے دو شعر یہاں لکھتا ہوں:
- ۹۔ جب معشوق جلوہ گر ہوتا ہے تو عاشق پر وہ میں چلا جاتا ہے۔ ممشوق زندہ اور عاشق فن ہو گیا ہے۔
- ۱۰۔ عشق کا دین تمام ادیان سے جدا ہے۔ عاشقوں کی ملت اور نہ جب اللہ تعالیٰ اب ہاتا ہے۔

- ۱۵۔ عبادت گزار بسمانی طور پر مالک کے اخاعت گزار ہیں۔ وہ معوثق راستے میں بہت تجویز امراءؑ کا پاتے ہیں۔
- ۱۶۔ عاشق جان و دل سے گزر کر اس باعث میں آئش جاتے ہیں۔ اور کمی مقصود، اپنا دامن بھر لیتے ہیں۔
- ۱۷۔ زادہوں کی نماز رکوع و تکوں ہے۔ اور عاشقوں کی نماز ترک و جود ہے۔

آنجناب کا اسرارِ معرفت کو مخفی رکھنے کا بیان

آنجناب بتیں کرنے والے لوگوں کی طرح کہانیوں اور قصوں کے مقابل اب نہ کھولتے تھے۔ اور عموماً خاموش رہتے۔ اور اپنی شہرت اور تعارف میں کچھ نہ فرماتے۔ مگر طالبان صادق کے حق میں مونج میں آ جاتے۔ جیسا کہ مولانا روم۔ فرمایا۔

- ۱۔ عقلِ متد آدمی معرفت خداوندی کو پوچشیدہ رکھتا ہے۔ اور جاہل معرفت، بیان زبان پر لے آتا ہے۔
- ۲۔ عاشق کے دل پر اللہ والوں نے کئی موتیوں کی پارش کی۔ دیکھتے اور کہنے، باہتمام نہ دیا۔ گویا وہ ظاہری حالت اور بات کو منظر نہیں رکھتے۔
- ۳۔ اے موی! حکیمدوں کے آداب کچھ اور ہیں، حکیمدوں کے نزدیک سو نتے ہائے ہونا اور ہے۔
- ۴۔ ہم خاہروں کی کچھ کر باتیں کرتے بلکہ ہم بالمن اور حال پر نظر کرتے ہیں۔
- ۵۔ عشق کی ہاگ جان و دل میں بجزئی ہے۔ تقریباً عبادت کو مکمل طور پر جدا نہیں ہے۔

بیسوال تھے: آجنا ب کے پا پیادہ چلنے اور مستقل عدم قیام کے بارے میں

مکاروں اور پیاروں میں آپ کی رفتار بہت تیز ہوتی۔ میان روی کے
اوہ پلنے کے پاؤ جو آپ کے ہمرازوں میں کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ پہن سکتا۔ اس
نے کہ اکثر وہ ذکر آپ کی خدمت عالی میں پہنچتے تھے۔ اگرچہ آجنا ب بربدھ پاؤ جو
آپ فرماتے۔ لیکن قدرت نداہندی کہ آپ کے پاؤں کے لئے اسی طبقہ اور شرافت
اپنے ظاہر نہ ہوتے۔ بیش آپ کروش میں رہتے۔ شہر ہو یا دیوباد کسی بھی جگہ وہ
اپنے قیام مناسب خیال نہ فرماتے۔

ایمیات

ایک منزل پر آپ آرام ہیں کرتے تھے۔ سوائے گردش کے اوہ کوئی کام نہیں
کرتے تھے۔

آپ کا دل ایک جگہ قرار نہیں پاتا تھا۔ آپ ایک شہر سے دوسرے شہر کی
اے گردش میں رہتے۔

رات ہوئی تو اگلی منزل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جب دن ہوا تو دوسرے
ست پر متوجہ ہو گئے۔

ہر دن جب نئی ہوتی تو چاند کی طرح دوسرا منزل میں آتی جاتے۔
ماٹنے ایک جگہ قیام نہیں کرتا، لہذا آپ وہ تمدن کسی ایک جگہ قیام نہیں

کرتے۔

۶۔ جس جگہ کی طرف عاشق متوجہ ہوتا ہے تو عاشق ایک نیا ہی تماشہ کھاتا ہے۔
۷۔ وصل کی خوبیوں کے ساتھ وہ ہر لمحہ راستے میں کرتے ہیں۔ پانی میں پھیلنا
طرح اور نئے اور تازہ پانی کے مٹاٹی رہتے ہیں۔

۸۔ وتحوزے سے جلوہ سے سکون نہیں پاتے۔ معشوق کی خوبیوں پانے کے
ہر طرف دوڑتے ہیں۔

۹۔ ہر رنگ میں اسی کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ کسی ایک رنگ کا پابند رہنا اس
لئے غیر ہے۔

۱۰۔ معشوق کے چہرے کی تاب عاشقوں کا دل لے جاتی ہے۔ وہ کبھی پانی
ہے اور کبھی شراب۔

۱۱۔ کبھی وہ ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ، کبھی وہ درد بڑھاتا ہے اور کبھی وہ
ہن جاتا ہے۔

۱۲۔ کبھی علکنڈ کو دیوانہ بنادیتا ہے اور کبھی آپا دکو برپا دکر دیتا ہے۔

۱۳۔ کبھی عاشقوں کی آنکھوں سے باہر نکلتا ہے اور کبھی اس کے زخم ذلت پر نہ
پاشی کرتا ہے۔

۱۴۔ کاش پر یثان حال خدا بخش کو کبھی دربار میں سگ نوازی کے طور پر رسال
حاصل ہو۔

اکیسوال تھے: گلہائے مراد کے کھلنے کا شعور دینے والا
آنجناب کی دیوے شریف میں آمد سے بہار کی آمد

۱۳۶۶

جس وقت جناب والا نے اپنے پسندیدہ طلن سے بھرت فرمائی تو مغرب
۔ نہیں کی جانب متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اس وقت سادا ات عظام، مشائخ والا تبار اور
اس مقام کے روز سائے کرام پہنچے۔ کوئی شخص آپ کی طرف و کھانی نہیں دیتا تھا۔ بلکہ
یہ آدمی نے آپ سا کوئی سانجھی نہیں۔ اس پر یہاں حال پر مال خبر سے ساحابان
است پر بھی لرزہ طاری ہو گیا۔ اور یہ تحریر لکھنے والا قیصر پر قصیر پاک گریا۔ بھی اس
بیان کا یار انہیں رکھتا۔

اختصار کو ترجیح دیتا ہے کہ جس وقت گزگا بخش چوہدری جو موضوع قاسم سنج کا
ایہار اور ربانی تھا۔ مکمل طور پر دنیا کے مال سے اس نے فائدہ حاصل کیا۔ وہ غصی کی
اوس پر اس طرح چلی کہ اس نے ظلم کا ہاتھ رہنماؤں کی ریاست پر دراز کیا۔ اور وہاں
اوکوں کو بلاک کرنے میں مشغول ہو گیا۔ مجبوراً وہاں کے رئیس اپنا طلن چھوڑنے
اور ہو گئے۔ اور اپنی جان کی سلامتی کے ساتھ وہاں سے نکل چانے کو غیبت
اکیک دن اس کے کچھ زمینداروں کو قیدی بنایا۔ میں کیا بیان کر سکتا ہوں کہ ان
میں وجود کے تھے کوئی کس طرح اس نے زندگی کی زمین سے اکھاڑا۔ اس کا مطلب
اکیک بیلدار کو حکم دیا کہ اس نے اس مظلوموں کے سر پچاڑے کی ضرب سے جسم

سے جدا کر دیئے۔

(ترجمہ شعر) بے پناہ قلم ان بے گناہوں پر گزرا۔ ان کی آہ و فریاد فلک کے کام میں پہنچی۔

حالات اسی طرح ہوئے جس طرح کے اتفاق واقع ہوا۔ اسی اثناء میں آفتاب آسمان بر تری، نجوم نیک الخیری، ملک رتبہ، فلک قدرت، بر گزیدہ پار گدہ، بزری جناب مستحب حاجی سیدوارث علی شاہ علامہ اللہ کمال، آپ قصبہ دیوبے شریف میں رونق افرزاد ہوئے۔ آپ کی آمد کے نور سے اس کے قرب و جوار منور ہو گئے۔ مگر ان مظلوم لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی اس شہر میں موجود پایا۔ ان کے حالات اور ان کی کیفیات کو تفصیلی طور پر سننا۔ اگرچہ بظاہر اپنی زبان اور اب مبارک سے کوئی بات فرمائی مگر آپ کے دل میں و اللہ اعلم غشب کی کسی آگ نے شعلہ مارا کہ اس نہ رو۔ وجود سے دھوان بکلا۔ اور فتحم حقیقی نے ان تاپاک فطرتوں کوئی کے ہر ابر کر دیا۔

جب اس کا قلم حد سے گزرا گیا وہ اللہ کے غصب کا اس طرح دکھار ہو گیا کہ

(ترجمہ شعر) نیگاہوں آسمان کی ایک ہی گردش سے نہ تادر باقی بچا اور نہ تھی نادری۔

اپاک شیخ قطب الدین حسین خان رئیس لکھنؤ اور مرزا اوصی علی خان سلطان موصوف کی بہترین تداہیر سے وہ ظالم اور اس کا بینا اتفاقی کے پنجے میں قبول ہوئے اور قتل ہو گئے۔ اور دونوں لعنتیوں کے تاپاک سراکبری دروازے کے سامنے حلقہ کے ساتھ لے کاچے گئے۔ الختہ کر دہ اپنے محل کے بدالے جکڑے گئے۔ اہل اہل کا ایک گروہ خاص طور پر قصبہ دیوبے شریف کے پہنچے اور باقی مانندہ رو سا کو قدرت اور طرف سے انصاف مہیا ہو گیا۔ وہ اپنے ولی مقصد اور کامیابی کے جام سے مبتدا

۔۔۔ اور انہوں نے اپنی ریاستوں پر دو بارہ غلیب پالیا۔ ان اعلیٰ مقاصد کا حاصل ہوا
کہ ب کی با بر کت آمد کے ہاعٹ سمجھا گیا۔ سکھی کی سائنس لی گئی اور انہوں نے اپنے
لی تینیوں پر آپ کی فرمائیں داری کی تحریر لکھی۔ یعنی بات ہے کہ اللہ کے نیک لوگوں
لی آمد کا اثر برحق ہے۔ اور غریبیوں کی شام کی بھی آخر کار رحمہ ہوتی ہی ہے۔ اشعار از
عمر (ترجمہ)

جس جگہ ایمان کا چراغ روشن ہوتا ہے تو وہاں کفر پروانے کے پر کی طرح
بہاتا ہے۔

جس جگہ موسم بہار کی ہوا اپنارنگ بھاتی ہے تو وہاں خزانی کی چاہی وہاں سے
آمد جاتی ہے۔

جس جگہ صبح کا پر ہم بلند ہوتا ہے تو وہاں پر تاریک رات کا کوئی اثر باتی نہیں

جس جگہ اس کی زلف کی گردھ کھلی تو وہاں سے صبر، عقل، ہوش اور دین کو حق کر

جس جگہ شراب کے نشے سر بلند کیا تو وہاں سے مغلنہ اپنا بستر پیٹ لیتی

بانیسوال تحفہ: آنحضرت کی کرامات کا بیان

اس کے باوجود کہ وہ تمام کر اتھیں پر دو میں یہ اور کبھی کبھی ظاہر ہوتی ہیں۔
ا۔ گاہے وہ لباس انکھیار پہنتی ہیں مگر وہ چند داستانوں پر مشتمل ہیں۔ لیکن یہ بات

بھی جاننی چاہئے کہ جس کی فطرت اچھی ہوتی ہے وہ نیک لوگوں کو نیک ہی شمار ہے۔ بہ صدقہ المرء یقیناً علی نفس: آدمی ہر کسی کو اپنے اوپر تھی قیاس کرتا ہے۔ یہاں پات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے حالات کے مطابق یہ اعتقاد ان کے اخلاق ساتھ ہوا ہے۔ اور ان کی طبعی محبت کے ساتھ چنچل ہے۔ یعنی ہے کہ جو کچھ دل میں آتا ہے آنکھ کو بھی وہی دکھائی دیتا ہے۔ شیخ سعدی شیرازی نے یہ فرمایا۔

ک (ترجمہ قطعہ)

- ۱۔ اگر کوئی مکر زناہ سے کسی کو دیکھتا ہے تو یوسف کی شغل کا انسان بھی اے۔ صورت ہی نظر آتا ہے۔
- ۲۔ اگر تو ارادت کی زناہ سے شیطان کو بھی دیکھ لے تو پاک زناہ کی وجہ۔ تمہیں فرشتہ نظر آئے گا۔

عامی نظر کو چاہئے کہ اہل دل لوگوں کی معرفت حاصل کرے۔ اپنے ان خباثت سے اپنی توجہ بنالے۔ اور اولیاء کو کشف و کرامات کے میدان میں بڑھ، کے براہ رکھجے۔ (مہاجر اور کرامت کے اعتبار سے) اپنی سونی اور بکھر کی سواری، وادی میں دوزا۔ جیسا کہ عتل مند لوگوں نے فرمایا ہے: (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ آدم سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک رساؤں کا مسلسل دور رہا۔
- ۲۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ثُمَّ ہو گئی تو ان کی جگہ اولیاء مقرر ہو گئے۔
- ۳۔ اولیاء کے امام مولا علی حیدر کراز ہو گئے۔ یہی سلسلہ آخریک قائم ہے۔
- ۴۔ کوئی دو روپی کی ذات سے خالی نہیں ہے۔ لیکن یہ امر قنی ہے۔ زمانہ حکم نہیں ہے۔

اللہ کا راز سینہ بسیدہ عطا ہوتا ہے۔ جیسے موئی صدف کے اندر اور سونا خزانے

پر ہوتا ہے۔

واقعہ شیخ کے داؤں کو انہوں نے بنایا اور سودائے ایک دھانگے میں پر وہ

(بیت کاملہ اللذہ ب، کڑی درکڑی)

اس کا دھانگا بھی ہے، امام بھی ہے اور دانے بھی ہیں۔ اسی طرح راز بھی

میں بھی ہیں اور اس کے اولیاء بھی ہیں۔

ہر ولی رازوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح اس کا وجود ساری کمی مانند ہے اور

لیل ریگیں اس کی تاریخ ہیں اور اس سے جو صد آتی ہے وہ یاری کی باتیں ہیں۔

ولی کو تو حق سے جدا نہ کجھ۔ اس کی خدمت کی کوشش کر جتنی تجھے طاقت

حکایت اول

آنہا ب ضبط و اخفا کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ کہ خرق عادات و اقحات یا
ہت کے انتہار کرنے کو قطعی مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ مگر جو بے ساختہ آپ کی
اہمیت ہو جاتا تھا وہ تمیر بہدف ہوتا۔ چنانچہ سلطان و اجد علی شاہ غنکت پناہ کے
میں جبکہ وہ ہندوستان جنت نشان کے تخت پر مند شیمن تھا۔ ایک دن خام محمد
وار او برادرزادہ حسام الدین رسالدار تھا۔ وہ بیت السلطنت لکھنؤ سے گھوڑے پر
کارروادش واقع موضع ہر ولی پر گز سدھور کی جانب روادہ ہوا۔ راستے میں چند
لیٹن گاؤ سے گوڑے اور اس بے چارے کو قتل کر دیا۔ جس وقت مذکورہ ہاں

قیل میں مشغول ہو گیا۔ صدرملی نے انجائی خوشی کے ساتھ ان مصحاب سے ناسی پائی۔ اور بغیر کسی مزاحمت کے اپنے گمراہی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت وہ اپنے گمراہی میں پہنچا تو اس نے یہ آپ بھتی بیان کی اور ہر شخص نے اولیاء اللہ کی کرامت کا اقرار کیا۔ اللہ کی پاکیزگی بیان کی اور اس کی قدرت کے متعلق بتیں کیس۔ (ترجمہ رہائی)

۱۔ ان سواروں کو تو جو اولیاء کا ملین ہیں ان کو پاپیا دہن بکھ۔ آسمان کے گھوڑوں کی گروان ان کی ران کے نیچے ہے۔

۲۔ ایک لمحہ میں اگر دو چاہیں تو ہم ناکوپنا کر دیں اور اگر چاہیں تو بے عقل کو بھلی سینا بنا دیں۔

حکایت دوم

ہر کسی پر یہ ظاہر اور واضح ہے کہ گھاگرہ دریا اور اس کے قرب و جوار کے تمام چٹکے بہت ہی گہرے ہیں۔ بلکہ یہ ناپیدا کنار ہیں۔ اور ان کی انجائی گہراتی کسی کو معلوم نہیں ہے۔ امیر خسر وہ بلوی نے یہ شعر اس کی تعریف میں کہا ہے کہ:-
(ترجمہ شعر) نواں آسمان زمین کے نیچے واقع ہے، کہ اس کی تہہ میں زمین واقع نہیں ہے، اسے دیکھ۔

ایک دن موسم ایسا تھا کہ اس دریا کو عبور کرنا مشکل تھا۔ وہ غواص حقیقت اور آشنا ہے دریائے طریقت اتنا تھا اس جگہ گئے۔ کشتی کی آمد کے انتکار میں وہاں ہدم گئے۔ تمام ہمیں دار و ندی میر بھر جس نے اتفاق سے حاضر نہ تھا۔ اس کے کامندے۔ بانے کے باوجود کشتی حاضر کرنے میں دری کر دی۔ یہ بات آنحضرت کے پاکیزوں دل،

ہاگوار گز رہی۔ چنانچہ وہاں سے واپس آگئے۔ اور خادم کو اشارہ کیا کہ اس جگہ سے اوت پا اور اس کے نزدیک ایک کنارہ ہے جہاں پانی کی گہرائی پر بیٹھان کرنے سے خالی ہے تینی زیادہ گہرائیں اور ہر شخص اس راست سے گزر سکتا ہے۔ اس حال کو منٹے سے ہر شخص بیٹھاں ہو گیا۔ اور میر بھر کا کارندہ وہنس پڑا اور کہنے لگا۔
 (ترجمہ شعر) اس بخوبی میں ہزاروں کشتیاں ڈوب گئی ہیں۔ کہ تین کا تختہ کنارے پر نہ ہرہنہ ہوا۔

لُجْنَقْرُو وَبِادْشَاهِ اس دریا سے بعد ساز و سامان آرام سے گزر گیا۔ بسم اللہ مجریها و مرضیها ان ربی للفور و حیم ۝ (اللہ کے نام سے ہی اس کا چلتا اور اس کا خبرنا ہے اور بے شک میر ارب بہت معاف کرنے والا تم کرنے والا ہے۔) ۝ اتنا لڑاکہ آپ اپنی زبان پر لائے۔ اور آپ کے یتھے وہ خادم بھی روشن ہو گیا۔ آپ یہ شعر
 صب حال اپنی زبان پر لائے۔

(ترجمہ شعر) اس نایبہ اکنار دریا کے اندر جس میں بہت طوفان آتے ہیں۔ اور اس بیاب والے دریا کے اندر ہم نے اپنا دل ڈال دیا۔ اللہ کے نام سے ہی اس کا چلتا اور خبرنا ہے۔

آہستہ آہستہ جب آنحضرت دریا کے میں وسط میں پہنچ تو ہر شخص حیان ہو گیا۔ آنحضرت خیریت کے ساتھ اپنے مقصد کے مطابق دریا کے پار چلے گئے۔ دریا کا ہانی آپ کے زانو مبارک سے بلند ہوا۔ تمام لوگوں کے دلوں میں شور برپا ہو گیا۔ ہر کسی نے بہادر بلند بے ساختہ کہا کہ اے نظردار! عبرت حاصل کرو۔

عاشقون کے لئے سندھ اور ڈھنگی براہر ہے اور دنوں جہاں ان کے حکم کے

تحت ہیں۔ جو شخص دوست کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتا۔ اس کی نکاہ میں جو کچھ بھی آئے سب کچھ اسی کا ہے۔

حکایت سوم

آنہناب کے دل کا آئینہ جو درحقیقت نور ہی نور ہے وہ ہر یہ روشی رکھتا ہے۔
 جو کچھ شوق و ذوق رکھنے والے عشاق کے دلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ تمام تر بے خودی
 اور بد ہوشی کے باوجود ہر شے کا عکس ان کے آئینہ دل پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ انشراح صدر
 سے آنہناب پر جو کام بھی ظاہر ہوتا آپ اس کا انتظام فرمادیتے۔ چنانچہ محلہ امین آباد
 میں جو کر شہر لکھنؤ کے محلوں میں سے ایک ہے، ایک ریس جو بڑی عزت و شان والا تھا،
 آیا تو انہیں زمانہ میں سے مگر دارالخان برادر مسون خان جو کہ دنیا کے مال و اسباب
 سے بہت لطف انداز ہوتا تھا۔ کافی مال و دولت کے ساتھ بیش و عشرت میں ہوتا تھا۔
 اور اپنی عمر عزیز کو انہنائی آرام اور سکون سے بس کر رہا تھا۔ وہ ہمیشہ دل خوش کرنے
 والے ساتھیوں سے ہمکنار رہتا۔ اور زمانے کے غلوں سے دور تھا۔ بزرگوں کے قتل
 کے مطابق (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اس کے پاؤں میں کبھی کوئی کائنات چھا تھا۔ نہیں غم کی وجہ سے اس کے دل
 نے کوئی بوجواٹھا یا تھا۔
- ۲۔ وہ ایک پھول تھا جو جوانی کے باعث میں زندگانی کے پانی سے ترداز ہو تھا۔
- ۳۔ رات دن اس کے اسی طریقے سے گزرتے تھے۔ ایک بال کے برابر بھی ۱۰
 اس را دے نہ پھرتا تھا۔

اکثر دوستوں کی مجلس میں بیٹھتا اور کئی دفعہ کہتا ہے افسوس کہ کوئی نیک آدمی آئے اور مجھے حضور اکرم ﷺ کا جمال، جو تمام کائنات کو آراستہ و مزین کرنے والا ہے، دکھائے۔ تاکہ ہم اس کے خلق ارادت میں آجائیں اور اس نیک آدمی کی بیعت کا مکمل طور پر شرف حاصل ہو۔ سب کہتے تھے کہ پہلے اس مرتبہ سے تو کہاں سے کہاں پہنچا۔ بذریعہ مجال اگر کوئی ان صفتوں سے متصف ہو بھی تو اسے کیا پرواہ کہ وہ تیرے سامنے کرامت ظاہر کرے اور تجھے مرید بنائے۔ بہر حال بیعت طریقت ضروری ہے۔ اور بقیہ بیعت کے رہنمای بہتری کے خلاف ہے۔ بلکہ کسی فحسم کی تباہیوں کا سبب ہے۔ ایک مشہور بزرگ کے حکم کے مطابق کہ ”جس کسی کا کوئی بیو نہ ہو اس کا چیر شیطان ہوتا ہے۔“ مگر وادا خان نے کہا کہ میں کسی کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی میرے دل کی تجھنی پر کسی کی بات اڑ کرتی ہے۔ ایک رات خواب کی حالت میں اس نے اپنے آپ کو دیکھا کہ وہ کسی جگہ سویا ہوا ہے۔ اور اس کی آنکھوں نیا کے تعقات سے بند ہو گئی ہے اور دوستوں کا تعلق بھی نوٹ گیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اچاک اس کے سر پر ایک جوان آیا۔ میں کیا کہوں وہ ایک جوان تھا یا اس کے جسم کی روح تھی۔

۲۔ وہ مبارک جسم والا تھا اور نورانی جمال والا تھا۔ وہ بیٹھنی کے باٹھ میں جو رکوب بھی ملک و مکالم کرنے والا تھا۔

۳۔ انہوں نے اسے کہا کہ اے خوش نصیب جوان شاہ ابرار تھے سامنے آ گئے ہیں۔

۴۔ نبوت کے تجنت کو آراستہ کرنے والے شہنشاہ تھے تیرے سامنے ہیں۔ جو سر

تاتا اللہ کے نور ہیں اور جوانہ مردی کی چان ہیں۔

۵۔ اس کے سامنے آسمان تباہ کنائے ہے۔ اور آپ کی خوبیوں کو پا کر فرشتے صل
علیٰ پڑتے ہیں۔

۶۔ کون و مکان کا مالک دنالق اس کا عاشق ہے۔ دونوں جانوں کا باڈشاہ اس
کے سوا اور کون ہے۔

اس وجہ سے کہ وہ زمیں دل نبی پاک سید الایہ را ﷺ کے نام پاک پر قربان
ہونے والا تھا۔ جو تمی یہ رونگ کوتاڑہ کرنے والی خوشخبری سنی، ساری دنیا کو اپنے مقصد
کے مطابق دیکھنے والا آپ کے قدموں میں فوراً گر پڑا۔ اور انجامی ادب کے ساتھ
ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ ہر طرف دیکھتا تھا۔ اور زارہ قطار روتا تھا۔ اچاک اس نے
بہت سے یادگاریاں کاملاً دیکھا تو وہ بے خودی اور بد ہوشی میں مشغول ہو گیا۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ اچاک آسمان کی طرف سے ایک ہور نازل ہوئی۔ حسن بے مثال کے ساتھ
سارے جہاں کو منور کرنے والی۔

۲۔ اپنے ہالوں کا اس نے جہاڑہ بنایا۔ اور اس را وہ لگایا کہ جس پر آپ آئے
تھے۔

۳۔ اس کے بعد اچاک تمام آنے شروع ہو گئے۔ جو کہ گویا پر نور سورج کے
لئے بھی باعث رشک تھے۔

۴۔ گاہ اور عطر کا انبوں لے اس را پر چھڑ کا دیکھا کر وہ سارے کام سارے اراستے
عطر بیچتے والے کا گھر ہن گیا۔

۵۔ وہاں کی زمین اس طرح گاب سے مغلظ ہو گئی کہ دیواریں اور دروازے
تمکل طور پر خوبصورت ہو جائیں گے۔

۶۔ ایک صد اس کے کان میں آئی کہ جو جان کو جسم سے اور عقل وہوش کو سر سے
چھین کر لے گئی۔

الفرش پر بیان حال دار اخان نے جب یہ تمام ماجرا دیکھا تو اس کی حج اگی
مزید بیہدگی۔ اپاکنک اس نے دیکھا کہ حضرت مرور کا نات فرموجو دامت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بڑا روں جلووں اور خوبیوں کے ساتھ خدا میں خراماں تشریف لارہے ہیں۔ اور آپ
سید الاخیارؑ کے دامیں باعیسی دو شخص آپ کے ہمراو تھے۔ دار اخان نے چاہا کہ اپنا
مرآپ کے مبارک پاؤں میں ڈال دے۔ اور اپنے آپ کو آپ کے لعلیں پاک کو پوس
ہے کر مشرف و معزز کر لے۔ اسی دوران اس کی آنکھ کھل گئی۔ حیرت زده لوگوں کی
طرح وہ ہر طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس نے درود بھرے دل سے ایک خندی آؤ کھنچی۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ گز شد کل والے پھول جیسے چہرے کا اس نے کوئی نشان نہ پایا۔ اور وہ
پھول اپاکنک غائب ہو گیا۔

۲۔ وہ تروتازہ سر و فم کی وجہ سے اس حال میں ہو گیا کہ اس نے اپنے گریان کو
پھول کی طرح چاک کر لیا۔

رات کا تھوڑا سا حصہ باقی تھا جو بہت مشکل سے انجام کو پہنچا۔ صحیح سورے
وہ مسجد میں پہنچا اور جریکی نماز ادا کی۔ صحیح کی نماز ادا کرنے کے بعد انجامی عاجزی کے
ساتھ فرش کے کنارے پر اس تصور میں جو اسے خواب میں دکھائی دیا تھا بینجھ گیا۔ کہ

اپاک انجناب کرامت امتا سب حاجی الحرمین شریفین سید و ارث علی شاد و ام افضل،
عمر نواں و باں تشریف لائے۔ جب دارالخان نے آنجناب کا دیکھا انجنائی بے چینی کے
ساتھ دوڑا۔ اور جناب کے مبارک قدموں پر بوس دیا۔ اور عرض کی جناب والا گزشت
شب جو مجھے خواب آیا وہ مجھے یاد ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اور ہم کو
جناب والا کے قدموں کو بوس دینے کا اشارہ آپ ہی فرمائے تھے۔ آنجناب نے
فرمایا کہ بس دارالخان بس۔ اس کے بعد جوش میں ت آتا۔ اور کم ظرف والوں کی طرح
شورنہ کرتا۔ جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا اس کو ایک خیال گمان کر۔ اور قطعاً زبان سے
اس کا ذکر نہ کر۔ دارالخان نے خاموشی اختیار کر لی۔ وہ پیکر تصویر کی طرح خاموش ہو
گیا۔ اس کے بعد کہا کہ مجھے یقین کامل کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ کہ میری رسائی نبی
پاک ﷺ کی پارگا و عالیہ میں صرف آپ کے طفیل ہوئی ہے۔ اب میں پکا و مدد کرتا ہوں
گر اپنے آپ کے خادموں کے گروہ میں شامل کرلوں۔ الفرض اسی مجلس میں
جبکہ گیارہ ربیع الاول ۱۴۸۳ھ تھی کہ اس نے آپ سے بیت کا شرف حاصل کر
لیا۔ اس نے کرم اور حفاوت کا ہاتھ کھولا اور آپ کی دعوت کے انتظامات کئے۔ اور
دوسٹ احباب کی بھی ہوت کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اگلے سال بھی اپنے مرشد
پاک سے اجازت طلب کی اور بیت اللہ شریف کی طرف روان ہو گیا۔ مصلحت کے

اعمار (ترجمہ)

۱۔ اس سے بزہ کر کوئی آدمی خوش نصیب نہیں ہے کہ جو اپنے مقصد کی منزل کی
طرف سفر کرتا ہے۔

۲۔ داتہ بوتا ہے اور درست پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے ثہبیاں، پچوں اور پتے

مودار ہوتے ہیں۔

۳۔ دریائے ہالخیز میں پاؤں رکھتا ہے اور مردار یہ سے اپنا دامن لبریز کر لیتا ہے۔

۴۔ جانے والی آگ کے درمیان ڈینجاتا ہے۔ اور اس سے ابرا نیم کی طرح پھول چلتا ہے۔

۵۔ اے دل اس گنگو سے علیحدہ ہو چا۔ اگر موقع ملے تو اپنے ہی گی بھراہی کو انتیار کر۔

حکایت چہارم

اکثر ایسا اتفاق واقع ہوتا کہ آنکتاب سائل کے سوال کرنے سے پہلے ہی جواب دے دیتے۔ اور دل کی بے چینی کو اپنی گنگو سے دور کر دیتے تھے۔ چنانچہ فخر خاندان مرآضوی سید عبدالعلی رضوی زبدہ سادات عظام زمیندار و نبیر، اور قصہ گھرام تفصیل موبہن اصل شیخ شلح لکھنؤ جو ہم قب اور قرابت دار، تعلیم یافت اور صحبت یافت، مادر صادق اور زادہ، عاشق اور پیشوائے ارباب ذوق اور مقتداۓ اصحاب شوق بہراز موبی کلیم حضرت قاضی عبداکریم بریلوی نور اللہ مرقدہ تھے۔ حسن ارادت اور کمال بخش و جذب سے ہر سال رئنگ الاؤل کے مہینے میں محفل میا اد شریف آراست کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا قاضی صاحب کے طریقہ کے مطابق ذکر میا اد شریف کا اہتمام کرتے۔ اور وہ تغیرہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن شیخ عبدالعلی صاحب جو قصہ مذکور کے باشندے ہیں، وہاں ایک حافظہ قرآن بھی تھے اور عالم علوم اظیف و نجۃ و ان بھی

تھے وہ اکثر کہتے تھے کہ یوں محظل میں کھڑا نہ ہونا چاہئے کہ یہ مشرکین کا طریقہ ہے اور شریعت اور ایمان کے اصول کے خلاف ہے۔ اس باعث عالم کے ارشاد نے سید عبد العالیٰ کو عجیب کلمہ میں وہنا کر دیا۔ حقی صاحب مذکور مخمور کے معمولات سے قصہ نظر اکثر مصلحاء امت کے عمل کی بنا پر کھڑا ہونے کا عمل اور تاکید صاف ملتی ہے اور علام کی جانب سے اس کے خلاف ہے۔ یہ عجیب واقعہ اور طرف تماشہ ہے۔ اسی حالت میں سید صاحب موصوف بے حد پریشان ہو گئے اور سوچا کہ اس پوشیدہ راز کو کسی صاحب دل سے پوچھ لینا چاہئے۔ چنانچہ اتفاقاً اس دن تھامنہ شہر میں ماہ ربيع الاول ۱۴۸۳ھ کے شروع میں آنحضرت (الاتبات کتاب سے) دارالخان کے مکان میں نہبرے۔ اس سے قبل کہ سید صاحب مذکور و موال کے لئے لب کشا ہوتے۔ آپ نے پہلے ہی جواب کے روشن موتی اس کی تمنا کے دامن میں ڈال دیئے۔ اور عجیب، غریب منوان کے ساتھ بیان کر دیا اور فرمایا کہ اے سید صاحب جو کچھ عاشق اپنے معشوق کے حن میں عرض کرتا ہے وہ بالکل درست ہے۔ اور جس حرم کی وہ عزت و تقدیر کے طریقے بجا لاتا ہے وہ سب سراخ خوشنما ہوتے ہیں۔ یا ایک بزرگ کو قول ہے: (ترجمہ) اے جنوں میں تیرے ار گرد پچکر لگاؤں تیر اٹھاو کروں کرتے مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے کفر و مسلمانی کے چنگل سے آزاد کر دیا۔

"سید صاحب جو کچھ کرتے ہو کئے جاؤ۔ اور ہر ایسے غیرے سے باتھا لئی اور کسی کی بات نہ سنو۔" (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ عاشق بہت ہی اپنے چاہے کہ جو اپنے دوست کی دولت ہن جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے معشوق کی نشی و مرثی کے ہی ار گرد پچکر لگاؤ۔

۲۔ اگر مٹھوں کے کھڑا ہو جاتا تو فوراً سرتاپا تیار ہو جاتا ہے۔ اور اس کی خدمت کاری میں فوراً انہوں کھڑا ہوتا ہے۔

۳۔ اگر یا رکنا نام زبان پر آجائے تو عاشق کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی جان پر کھیل جائے۔

آپ نے رہنمائی کے لئے دو ارشاد فرمایا کہ جس کی بنیاد پر اتنا معنہ تھا وہ فوری طور پر سید صاحب کے ذہن نشین کر دیا۔ اور انہوں نے اپنے مدعا کو پالیا۔

(ترجمہ شعر) عاشقان صادق کا راز پوشیدہ رہتا ہے۔ وہ خاکی جسم کے درمیان روح کی طرف ہے۔

الغرض سید صاحب موصوف اس دن سے بغیر سوق و بیمار کے میلا و شریف کے موقع پر گھر سے ہو جاتے تھے۔ اور جذاب قاشی صاحب موصوف کے مراسم کی بنا پر ارشاد فرمایا کہ اے سید صاحب جو کوئی اپنے آپ کو دربار میں نہیں پہنچاتا ہے وہ دربار بوس کے طریقہ کو نہیں جان سکتا ہے۔ اشیاء کا علم کوئی اور چیز ہے اور عشق کوئی اور چیز ہے۔ اگرچہ علم کی فضیلت اس طرف ہے کہ آخرت خاتم الشوٰت نے علم کے ماحصل کرنے پر حقیقت سے تاکید فرمائی ہے۔ لیکن عشق کی منزل میں وہی علم جا ب اکبر بن جاتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ اکثر عالموں کے ارشاد جاہدوں کے حق میں شہد ہیں اور ماشتوں کے حق میں ذہر ہیں۔ اور جو کچھ عاشتوں کے سامنے تعریف ہے وہ عالموں کے سامنے قبادت ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں۔ یہ اشعار حضرت مولیٰ علیہ السلام کی مکایت میں سے ہیں۔ (ترجمہ اشعار)

۴۔ جس وقت حضرت مولیٰ نے اس چیز والے کو سمجھایا تو اللہ کی طرف سے عتاب

نازل ہوا۔

۲۔ اے موی (لباس، دامن، بیج، ہن، گدڑی) دامن گرفتی کے آداب انگ ہیں۔ جن کی جان اور روح پتلی ہوئی ہے وہ اور ہیں۔

۳۔ توصل کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ جداً ڈالنے کے لئے۔

۴۔ اس کے حق میں تو یہ تعریف تھی اور تیرے نزدیک یہ نہ صحتی۔ اس کے حق میں یہ شہد تھا اور تیرے حق میں یہ زہر تھا۔

۵۔ اس کے حق میں تو نور تھا اور تیرے حق میں وہ آگ تھی۔ اس کے حق میں تو یہ گاب کا پھول تھا اور تیرے حق میں یہ خار تھا۔

جو کچھ عاشق لوگ بیان کرتے ہیں وہ دوسروں کی طاقت اور برداشت سے باہر ہیں۔ (تریس شعر) جس جگہ حضرت عشق رونق افراد ہوتا ہے علم و عمل وہاں سے کوئی کر جاتے ہیں۔ عشق اسے ایک طرف لے جاتا ہے۔

جس جگہ عشق کا بادشاہ آگیا تو پھر نہ تنقی رہا نہ زور بازو۔ یہ شعر بھی مصنف کے ہیں:- (ترجمہ)

۱۔ مر جاے میرے موتی ہر سانے والے عشق! دنوں جانوں میں تو ہی میرا دوست ہے۔

۲۔ خوش آمدید ہیوں پر پردہ ڈالنے والے کے عشق! اے گناہوں کو معاف کرنے والے کے عشق مر جا۔

۳۔ اے عالمی و عاقل میری ہر قسم کی گفت و شنید سے دور ہو جا۔ میں نے تجھے اچھا سمجھا ہے اور تیری طرح میرا کوئی یار نہیں ہے۔

- ۴۔ تمہرے آئنے سے میں ہر مطلب سے دور ہو گیا۔ تم اٹھ کر یہ بے میں کب تک یہ باقی نہ کروں گا۔
- ۵۔ ہرگز کسی سے یہ کام نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر کار مشش ہی فائدہ دیتا ہے۔
- ۶۔ عاشقوں کو ملعوق کی گلربہے اور بینی کافی ہے۔ عاشق زہد و انتہی کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔
- ۷۔ اے خدا بخش! جو پکج تو رکھتا ہے پہن لے۔ چپ رہ اور سخواروں کی طرح جوش میں نہ آ۔

حکایت پچم

آنہناب کا داعی معمول ایسا تھا کہ بھی اپنا سر مبارک اوپر نہیں کرتے تھے اور اپنی نظر کو قدم پر رکھتے اور کسی کی جانب اپنی چشم الہبرن کھولتے۔ اسی طرح بات کرنے والوں سے بھی آنکھیں چارند کرتے۔ اگر کسی وقت بھولے سے بھی کسی سے آنکھیں چاہ رہو جاتیں تو فوراً جان کو چھینے والا تم نظر اس کے دل پر لگتا۔ وہ گریبان چاک کر دیتا۔ اور صحراء کی جانب بھاگ جاتا۔ چنانچہ محلہ امین آباد از محاذات لکھنؤ پر دھرمی بدایت ملی صاحب تعلقدار دھرمی برہ تفصیل موجود لائل گنج شلیع کھتو، ہمارنگ ۵ دوالہجی ۱۲۸۵ھ کے مکان پر آنہناب نہیں ہوئے تھے۔ اور بدایت کے دروازے سے چوہدری بدایت ملی صاحب اور چوہدری سرفراز انہم صاحب تعلقدار سیدھ شلیع بارہ بھکی اور دیگر حاضرین محظی کے لئے کھولے۔ اچاک بروں صاحب سرفراز ملک کشزی بہرانگ کا اتنا تاثا وہاں سے گزر ہوا۔ اور اس کی آنکھیں آنہناب کے ساتھ چار ہوئیں۔ مجرکو

چیرنے والا تیر مشق اس طرح اس کے دل پر لگا کہ آہ کا دھواں اس کے دل سے بیٹھا اور وہ بے خود و مدد ہوش ہو گیا۔ درد آشنا ہو گیا۔ اور انہمار عاجزی کرنے لگا۔ بزرگوں کی قول درست ہے۔

(ترجمہ شعر) لگا و آنکھوں سے پڑی اور دل سے آواز بلند ہوئی۔ تیر کیاں لگا اور غبار کیاں سے اٹھا۔

پس گھوڑے سے نیچے اتر اور اپنے اختیار کی ہاگ آنحضرت کے ہاتھوں میں دے دئی۔ یہ اشعار تجھی منہاث ہی کے ہیں:- (ترجمہ اشعار)
۱۔ ٹلنے کی جو طاقت اور رفتار پہلے تھی وہ آپ کو کیوں کر رہی۔ بات کی طاقت اور بہت جو پہلے تھی پھر نہ رہی۔

۲۔ نہ دل میں عبر رہا نہ جسم میں جان رہی۔ نہ عقل باقی رہا نہ اس کے دین ہی نشان باقی رہا۔ سب کچھ جاتا رہا۔

۳۔ جب اس کی آنکھوں سے تازہ خون کے آنسو گرے۔ اس نے اپنے چہرے پر ان کی سرفیل مل دی۔

۴۔ اس کے باطن کے درونے اس طرح جوش مارا کر زمین پر گر پڑا اور اس کی ہوش جاتی رہی۔

۵۔ ناس نے سرو یکھانہ پاؤں دیکھنے نہ جگد دیکھی۔ بے جان جسم کی طرح اپنی جگد سے نہ بلا۔

۶۔ اپنے عہد و اور جوانی کو بھاولیا۔ اور بلاۓ ناگہانی میں جتنا ہو گیا۔ الفرض کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آگیا۔ اور آنحضرت کی قدم بھی کے شرف

سے وہ مشرف ہوا۔ اور زار زار رونے لگا۔ آپ کے بیان بالکمال کو انجائی توجہ کے ساتھ دیکھنے لگا۔ آخر عرض کی گز شد سال میں نے اس پوری دنیا کو آر است کرنے والا یہ حسن ایک دن بہرائی قصہ میں دیکھا اور اسی دن سے میں آنحضرت کی بلند مرتبہ نگاہ سے گھائل ہو گیا۔ آج میری قسمت نے یا اوری کی اور میرے فصیب نے میری مدکی کر مجھے یقینت نیز مرتبہ حاصل ہوئی اور میں نے اپنا ولی مقصد پالیا۔

اشعار

- ۱۔ اللہ کی حمد و شکر میں آپ کی خدمت میں پہنچ گیا ہوں اور وہ بارہ آنحضرت کی مجھے زیارت ہو گئی۔
- ۲۔ میں کیا بیان کروں کہ میں نے کیا کیا تکفیلیں برداشت کیں۔ صحیح کی طرح میں نے گر بیان چاک کیا۔
- ۳۔ میرا اول آپ کی چدائی سے بیکھڑوں جگہ سے چاک تھا۔ سید پر پتھر اور سر پر ملن پڑی ہوئی تھی۔
- ۴۔ ہر رات میں ہمارے گستاخ اور دن کو اچکلبارہ بتاتھا۔
- ۵۔ میں اس جان ناتوان کے درد کو کیا بیان کروں۔ اگر میں بیان کروں گا تو دنیا والوں کو میں زلا دوں گا۔
- ۶۔ اب میری طرح دنیا میں کون کامیاب ہے۔ دکھ کے بعد ایسی کامیابی کس کو مل ہے۔
- ۷۔ مقصود حاصل ہونے کے بعد اسی دن انجائی خوشی کے ساتھ وہ مسلمان ہو گیا

اور بیعت کی سعادت حاصل کر کے خوش نصیب ہن گیا۔ دین متن کے اصولوں پر عمل کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اور ماضی کے طریقہ کو مکمل طور پر چھوڑ دیا۔ جیسا کہ ملکہ ان کا کہنا ہے کہ طوافِ کعبہ اور مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد ان کے ساکنان پر ہزاروں سلام ہوں۔ اب وہ ایسے درجے پر فائز ہوا کہ بہت سے بے دینوں کی اس نے زندگی کی۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ جو آدمی سچائی کے ساتھ قدم رکھتا ہے۔ عاشقوں کے لئکر میں ہبندہ اکارڈہ ہے۔
- ۲۔ اگر تو پاہتا ہے کہ قیامت کے دن تو مطمئن ہو تو اہل دل کی خدمت میں آنکھڑا رہ۔
- ۳۔ لوہا کہ جو پارس سے مس ہو جاتا ہے۔ وہ فوراً سوتا ہن جاتا ہے۔

دکایت ششم

آنہناب ایسے کام کو کہ جو صوم و صلوٰۃ کی ادائیگی میں فتوڑا لے گوئا اسے پسند نہ کرتے۔ اور ایسا کام کہ جو مصحف عزیز قرآن مجید کی تلاوت کے اوقات میں اہم درود و شریف کے وظیفہ کے دورانِ خرابی کا باعث بنتا، پسند نہ فرماتے۔ نیز اپنے مریدوں کے حق میں مصلحت نہ دیکھتے۔ چنانچہ ۱۸۶۸ء ہر طالب ۱۸۸۳ء اگر جیزی نہ حکومت کے حکم سے ایک اشتہار اس حکم کے مطابق چاری ہوا کہ اگر کوئی مازم جاری شد، وہ قانون کو یاد نہیں کرے گا تو اسے مازمت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس لیانا سے با اختیار لوگوں کے بھی رنجک از گئے۔ اور دوسرے قانون کو یاد کئے بغیر اپنے ۱۔

کوئی چارہ نہ جاتا۔ ایک دن اتفاق سے چند بائیعتیار لوگ قیصر باغ رنجپور جل صین خاں صاحب بہادر تعلق دار، مذہب کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہر چشم کی باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک برگزیدہ بارگاہ خداوند کریمؐ مشیٰ محمد ابریشم صاحب زمیندار و نبڑا در منشیٰ سہارہ پر گزندیجے شریف مطلع بارہ بھی بھی تھے جو مختار گرنی کے پیشے کو انتیار کرتا چاہتے تھے کوئی بیکھا اور پوچھا کہ اے بھائی اب کیا کرنا چاہیے۔ یہ مرحد کیسے ملے ہوا اور یہ کل کیسے حل ہو۔ یہ تو ایک آفت ناگہانی ہے جو ہمارے سر پر آن پڑی ہے اور ہم سب کو بخراستیار میں غرق کر رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ مشیٰ صاحب موصوف جو پھر پرستی میں مشہور تھے اور اسی وصف سے معروف تھے انہوں نے کہا کہ اے بھائی میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ قانون کے یاد کے بغیر میں کیا تم چھکر سکتا ہوں کہ پیشہ فناری کو ضائع کر دینا اپنے آپ کو بے کار کر دینا ہے۔ اور یہ تمامت ہے۔ اور دلنشستی سے دور ہے۔ لیکن میں خود ذاتی طور پر اپنے لئے کوئی فیصلہ نہیں کرتا بلکہ یہ عمدہ کرتا ہوں کہ اگر یہ مرشد برحق قبلہ و کعبہ مطلق و غیر عالمیان رہنمائے گراہاں عالیجاہ ملک دستگاہ و ناب خاتی و ارث خلی شاہ صاحب دام اللہ کمالہ و بسط اللہ کمال للالا اجازت مرمت اُنہاں تو بے شک ہم قانون کو یاد کرنے کی کوشش کریں گے۔ ورنہ میں اسے باکت کہتے ہوں اور اس وادی میں قدم نہیں رکھوں گا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ اسی میں پہر عزت و یاد آنحضرت، چھوٹھری پہايت ملی کے مکان پر رفت افروز ہوئے۔ جو لکھنؤ شہر کے محلہ اُن آنحضرت واقع ہے۔ کافی تکلوق آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی۔ جس طرح اپانے کے ارد گرد دائرہ ہوتا ہے۔ اگرچہ مشیٰ صاحب بھی آنحضرت کی خدمت میں پاڑ رہے ہو گئے لیکن وہ بات جو پوچھنی تھی بالکل پوچھنا بھول گئے۔ مجلس میں بینے کے

دوسراں ہر حرم کی باتیں ہوئیں یہاں تک کہ رات کا تباہی حصہ گزر گیا۔ مخفی صاحب اتنے اور رخصت کی اجازت چاہی تو آنحضرت نے بالطفی روشنی سے دریافت فرمایا کہ اس آدمی نے وہ مطلب کہ جو اس نے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہ بھول گیا ہے۔ آخر آپ نے تمہم فرمایا اور فرمایا کہ بات ابھی باقی ہے۔ اس کو مننا چاہئے۔ الفرض صحیح مطلب کہ جو مخفی صاحب کے دل میں تھا اس کو بر سکیں وہ استان واضح کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص شہر میں بہت اتنے انداز سے رہ رہا تھا۔ جو مختلف صفات سے متصف تھا اور دن کو باری تعالیٰ کی اطاعت کرتا اور رات کو بیداری اور اشکاری میں گزارتا۔ اور بے حساب درود شریف کا تذکرہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا۔ اپا تک ایک دوست جو دشمنی کے لحاظ سے مثل شیطان بہت ہر اتحاد اس کے پاس آیا اور اس کا معمول دیکھ کر اسے دنیاوی امتحان سے بے کار رہنے پر پریشان کر دیا۔ اس نے کہا کہ اے بھائی اگر تو بھی کسی کام میں مصروف ہوتا تو اپنے وقت غریز کو نہ کبھی کر گزر جائے۔ اس شری صفت انسان نے اس فرشتہ سیرت کو اس انداز سے یہ بات کہی کہ اس کے سر میں کامیابی کی خواہش جگا پائی۔

اشعار

- ۱۔ حرص اور خواہش کا گھر ہر باد ہو جائے، کہ زمانے کے بادشاہ کو گدا کر دیتا ہے۔
- ۲۔ نہ وہ ایک ملک کے ساتھ قیامت کرتا ہے اور نہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔
- ۳۔ جو کوئی حرص اور خواہش کے اندر رہتا ہو گیا۔ وہ شیطان کا ساتھی ہو گیا اور اس

کا ہمراز ہو گیا۔

۷۔ جو شخص حرص و ہوس میں ہتھا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ فرشتہ بھی ہو تو وہ صراحت مستقیم پذیرت قدم نہیں رہ سکتا۔

آخر کار اس تیک آدمی نے اس شیطان آدمی سے آئے کا مقصد پہ چھا۔ اس نے کجا آئن کے دور میں تمام مدح بریں افساد اور افسوس ہیں۔ درجات کا ترتیب بخش عمل قانون ہے۔ چنانچہ وہ سادہ و لوح انسان اسی ارادے پر تیار ہو گیا۔ اور دن رات قانون یاد کرنے پر کرہت پا نہ ہلی۔ اس قدر وہ قانون یاد کرنے میں مصروف ہو گیا کہ اس کے وظائف اور اشغال میں نقصان ہونے لگا۔ اس لحاظ سے کہ وہ آدمی اللہ کی پارگا و میں متینول تھا، ایک رات نبی پاک ﷺ نے اس کے سامنے رہت کا دروازہ کھولا۔ اور حتم فرمایا کہ اسے خدا پرست دنیا مردار ہے اور اس کا خالب کتا ہے۔ یہ بات تو نہیں سنی ہے کہ تو سچائی کے راستے سے ہٹ گیا ہے اور اپنے دل کے گھر کو لاٹھی میں ہتھا کر دیا ہے۔ اپنے دل کو لاٹھی سے پاک کر اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہو جا۔ (ترجمہ اشعار)

۸۔ ہوش کر، اسے مردانا ہوش کر۔ اس بات کو بکھر اور کہنے لوگوں کی طرح برائی کا نتیجہ نہ ہو۔

۹۔ اللہ کے سوا اور کون ہے جو غنیواری کرتا ہے۔ اپنی ذات و رسولانی کا تو انسان نبودی سامان کرتا ہے۔

جو نبی یا حکم جس کی بنیاد پر ایت پر تھی ماتحت فوراً اس راستے سے ہٹ گیا اور قانون کی کتابیں پارہ کر دیں۔ اور انہیں کنویں کے اندر ڈال دیا۔ اپنی پیشانی

زمین پر رکھی اور مخدودت و معافی کے لئے اپنی زبان کھوئی۔ بقول صاحب الدین شمس الدین
شیرازی: (ترجمہ اشعار)

۱۔ سب جہانوں کے مالک کے لطف و کرم کو دیکھ۔ گناہ بندہ کرتا ہے اور شرمسار
دوہوتا ہے۔

۲۔ اس طرح ہماری کی ہوا چلی کہ اس کے گناہ کا غبار اللہ کی رحمت کے نتیجے
پانی سے تیچست گیا۔

اس کا انجام بھائی کے ساتھ اچھا ہو گیا۔ اور اس کی تقریری تیس روپیہ ماہوار
کے طور پر اس کے سکون کا باعث ہن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ
ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو ہدایت دیتے
والا کوئی نہیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ کسی کام کے لئے ہماری جستجو، بازار میں ہم کو ڈیل کرتی ہے۔
۲۔ جو جستجو میں رکھتا ہوں اسے کمزور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا
ہے مایوس مت ہو۔

۳۔ اگر قاتع کے دامن میں، میں پاؤں رکھوں گا تو دلی مدعا میں پاؤں گا۔
۴۔ ہماری بکھر، بغل اور شعور پر افسوس ہے۔ ہمارے رسم و رواج پر افسوس ہے۔

جو نئی آنحضرت کی زبان الہام ترجمان سے ارشاد ہوا مُشیٰ صاحب کو جھوٹا ہوا
مضبوط دل و دماغ میں آ گیا۔ اور آپ کا ادب بجا لانے کے لئے زمین کو یوسدہ یا اور
عرش کی کہ آنحضرت کی رہنمائی سے میں بھولی ہوئی بات سے آگاہ ہو گیا ہوں اور
قانون کے یاد کرنے کے ارادہ کو میں نے ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی قدرت

کے ساتھ۔ مُشیٰ صاحب بہت جلد سرکار با وقار رسمیں نامہ اور مہاراپدھ سرنجیت سنہ صاحب
اعلیٰ تقدیر پر گز سیلک شلن پارہ ہنگی کے ہاں اسی تیس روپیہ پر مازم ہو گئے اور شاہی
انعامات حاصل کرنے کے لئے مسلسل کامیاب ہو گئے۔ یہ شعر بھی مصنف کے
تیس: (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ راہِ تعلیم درضا پر چلے، اے اللہ کے حکم کے مواد کوئی بات ہی نہیں کرتے۔
- ۲۔ جو کچھ کو صاف مطلق اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اگرچہ و پسند ہے یا ناپسند ہے،
- ۳۔ وہی اولیائے کرام کے پیش نظر ہوتا ہے۔ پوشیدہ راز ان کے سامنے ظاہر
ہوتا ہے۔

ولی بغیر کسی شک کے اللہ کا راز دوار ہوتا ہے۔ لیکن وہ اللہ کے حکم کو ظاہراً بیان
نہیں کرتا۔ مختاران حق دوست سے کب جدا ہوتے ہیں۔ ان کی کمال، مغز، اور رُگ
و پے سب کچھ اسی سے ہے۔

حکایت ہفتہ

آنہاں ب معمول گے مطابق اس طرح کرتے کہ بناہر زبان حال سے دعا،
بدعا نہ فرماتے۔ آپ کا مہربان دل کسی ایک آدمی کا بھی مصیبت میں مبتلا ہونا گوارا نہ
کرتا۔ بالظاہر آپ سوال کرنے والوں کو جواب دے دیتے تھے۔ اور بالآخر طور پر اس
کے مقصد کو پورا ہونے کے لئے مالک کائنات سے انجام دیتے تھے۔ چنانچہ خزان فلق
اللہیم مُثی عید الرحمٰم صاحب اللہ آبادی مازم مکمل بندو بست شلن لکھنؤ کے جواہر یزدی
کوہامت سے صرف پندرہ روپیہ ماہدار حاصل کرتے تھے۔ اوقات شب و روز بہر کیف

بُر کرتے اور کسی حرم کی شکایت زبان پر نہ لائے تھے۔

(ترجمہ شعر) ظالم آسمان کا گھر بھیش برد ہو جائے کہ اس کے اندر سورن کو بھیش گھنی ہی رہتا ہے۔

میز گئی چال چلنے والے آسمان نے ان کی معاشی تنگی کو بھی پمند کیا اور اپاک کے ذمہ دھوکل پر شاد استنشت بنہ دیست نے ان کو معزول کر دیا۔ جب وہ معزول ہونے کی وجہ پر آئے تو گویا ان کی رون قفس فخری سے پرواز کر گئی۔ اور اس کے بعد بہت چارہ جوئی کے بعد آخر کار انہیوں نے اپنے کام کی تدبیر سوانی کامل ولی کی توجہ کے اور کوئی نہ پائی۔ کسی نے ان کو کہا کہ یوے شریف کے قبے میں ایک صاحب دل عالی وقار و نیکوکار اور راست گنتار فرشتہ سیرت ہیں۔ مولوی امام علی ان کا نام ہے۔ سادات روزانہ صبح و شام ان کے آستانہ کو بوسہ دیتے ہیں۔ خضر و الیاس ان کے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے ہیں۔ ان کے اوصاف بیان سے باہر ہیں۔ اور وہ زبانی تعارف سے بالاتر ہیں۔ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ دو نبی پاک کے دوست ہیں اور بے نیاز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت مقبول ہیں۔ سورج بھی اس چشمہ نور پر نیک کرتا ہے۔

۲۔ اولیاء کرام کی کرامتیں اس کے سامنے تھیں ہیں۔ جیسے قرآن مجید کے سامنے زبور کا حکم ہو۔

تیرے مقصود کی کامیابی اس اکمل روزگار مولوی امام علی صاحب خلیفہ خاص برگزیدہ بارگاہ ملک المنان مولانا عبدالرحمن صاحب تورانہ مرقدہ کی توجہ کی مرہون منت ہے۔ دیگر کی طرف راغب ہونے سے اس کا حل ہونا مشکل ہے۔ وہ افلاس کے

پھر سے پسا ہوا اور مایوسی کی زنجیروں میں بکڑا ہوا۔ جس طریقے سے بھی ہوا اس قبیلی طرف عازم تھا ہو۔ اور جلدی سے تعلقدار ڈی انتیار و باوقار حاتم روزگار قاسمی محمد اکرام صاحب کے مکان جنت نشان پر مولوی صاحب مذکورہ کے پاس پہنچا۔ اور اپنی پریشان حالی کا ذکر کیا۔ اس فرشتہ سیرت برگزیدہ صورت ہستی نے ان کی بہت اچھی طرح مہمانداری کی اور اس کی احتیاط طریقے سے دلبجھی کی۔ جب وہ دون گزر اور رات نے اپنی کالی زلفوں کو دن کے چھر سے پر لے کیا۔ تو اس بزرگی کے آسمان نے تباہی میں سب سے پہلے پریشانی کو ختم کیا اور اس کے بعد ہدایت کا چدائی اس کی راوی میں روشن کیا۔ یعنی اس نے حکم دیا کہ اسے عزیز حیرے کام کی گردہ جتناب حاجتی وارث علی شاہ حقیقت آگاہ کے باخوبی کھلتے گی۔ ان کی خدمت میں جلدی جلدی جا اور اپنا گورہ مقصود حاصل کر لے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر اللہ کا بندہ چاہے کہ نار نور ہو جائے تو وہ نور ہو جاتی ہے۔ اور کائنے کو وہ چاہے تو سرث کا گاب ہاد جاتا ہے۔

۲۔ پھر کو حل پدھشتی ہاد جاتا ہے۔ اور خیکری کو کان کا موتی ہاد جاتا ہے۔

۳۔ اگر اس کا سورج ذروہ پر چکتا تو سورج اس کے سامنے گوئیا یعنی سکھ نظر آتا ہے۔

۴۔ خوش باش آدمی کو ایک لمحے میں غمگین کر دیتا ہے۔ خست حال کو صاحب حکیم ہناد جاتا ہے۔

۵۔ اس کو کمالات سرمدی حاصل ہیں۔ وہ نبی پاک ﷺ کا محبوب ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ عالی خانہ ان مانند سماں ایک جگہ نہیں نہ مخبر تے۔ اور تیرا آپ کی خدمت میں پہنچا جو سراپا برکت ہے و مشکل معلوم ہوتا ہے اور تیرا کام محل

نظر آتا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ آپ کی گروہی رات دن چرخ دوار کی طرح ہے۔ کبھی جنگل میں ہوتے ہیں اور کبھی پیمازوں پر۔

۲۔ کبھی شہر میں ہوتے ہیں اور کبھی بازار کی طرف پلے جاتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی اور آدمی کو اس کارازِ علوم نہیں ہے۔

اس بے چارے کو بہت پریشانی لاحق ہو گئی کہ اس حال میں کس طرح آپ کی خدمت میں پہنچ سکتا ہوں۔ الفرض اگلے ہی روز وہ کسی ضرورت سے ایک طرف جا رہا تھا اور سید ساہو کے رہنماء نور کے ارد گرد پھر رہا تھا کہ اچانک ایک طرف اس نے لوگوں کو جاتے ہوئے دیکھا۔ بڑے کامل شوق کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو اس جم غیرتیک پہنچایا۔ اور ان کی اضطراری کیفیت کی وجہ ان سے پوچھی۔ تو ان لوگوں نے اس سے کہا کہ گذشتہ رات سے مولانا، مرشدنا حاجی سید دارث علی شاہ صاحب چودھری عبداللہ کے گھر میں رہائی افراد ہیں۔ غالباً اس وقت کسی دوسرا جگہ تشریف لے چاہے ہیں۔ اگر قدم ہی کا خیال ہو تو ہمارے ساتھ آ جائے۔ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ جب یہ خوشخبری اس کے کان میں پڑی تو سعادت اس کی ساتھی ہن گئی اور راحت جان اسے قریب محسوس ہونے لگی۔

۲۔ اس خوشخبری سے اس پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی اور تمام نبی فتوحات اس کے تصور میں آگئیں۔

بہر حال وہ منزل مقصود بھک جا پہنچا۔ جب وہاں پہنچا۔ آنحضرت باہر کل رہے تھے۔ الفرض آجنباب کے ساتھ کئی اور آدمی بھی پیل رہے تھے۔ ان کے چہرے

پ آنسو رواں تھے۔ تھیوز اساقا صلہ انہوں نے مٹکیا تھا کہ آجنباب نے فرمایا اے عبد الرحیم اللہ تعالیٰ جو بڑا کریم ہے وہ بڑی قدرت والا ہے اور اس کی قدر تین کمیں کمیں ہیں۔ اس کی رنگارنگ صفات ہیں۔ جب وہ کسی کو عبید سے سے پست کر دیتی ہیں تو آخر کار اس کی قدرت خود اس کو پاؤں پر کھڑا کر دیتی ہے۔ اتنا فرما کر عبد الرحیم کو رخصت فرمادیا۔ عبد الرحیم کو فوراً تقویت حاصل ہو گئی۔ اور اس کا دل خود بخوبی تسلی میں ہو گیا۔ اس کے بعد مولیٰ صاحب آجنباب کی خدمت میں پہنچا اور ساری سرگزشت آپ کو سنائی۔ جو شی یہ بات آپ نے سنی۔ تو آپ نے اپنی مبارک زبان کھوئی اور سائل کی کامیابی کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ وہ حاجت مند کہ جو صاحب کے جال میں پہنچا ہوا تھا بڑی خوشی کے ساتھ واپس لوٹا اور لکھنؤ شہر میں پہنچا۔ اللہ کی مد سے اسی میں یہ پہنچی ذکورہ نے اسے طلب کیا اور اسے بتایا کہ صاحب فنا نش کشز بہادر مسلم ملکہ بندو بست خلائق اس کو چدرہون کے اندر اندر طلب فرمادی ہے ہیں۔ اور مسلم کی ترتیب وہی کی صورت میں ملکہ بندو بست کی سزا فتح کر دی جائے گی۔ یہ پوچشیدہ کام موجودہ ادا کیتیں سے ملکن صیبیں ہو سکتا۔ علاوہ از ایں اس کام کا بندو بست تیری و اپنی پر مقصسر ہے۔ اگر تو بہت کرے تو جسم سب کو اس معطی کے سجنور سے باہر لاسکتا ہے۔ وہ بے چارہ مذرا کے لئے زبان نکھول سکا اور قبول کر لیا یعنی دلی طور پر قبول کر لیا اور دلی طور پر دفتری ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ اور چودہ تاریخ تہک تمام ریکارڈ مرتب کر دیا۔ حاکم اعلیٰ اس پر اس سے بہت خوش ہوا اور اس کو عبید و محاذ و دفتر پر تقرری کر دی اور کہا کہ اسی وقت اسے چالیس روپیہ ماہانہ پر ملازم رکھا جائے۔ یوں اس کا کام پہلے سے اور زیادہ بہتر ہو گیا۔

مؤلف کے اشعار

- ۱۔ کامِ اللہ کی میریانی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ اور وہ تمام حیلے کے لئے ہیں۔
- ۲۔ اگر اللہ کی حکمت حیلہ جو ہو جائے تو سمجھو تو جیوں کے مجھے بھی منک کی خوبیوں میں جو دن ہوتی ہے۔
- ۳۔ وہ اندھ تعالیٰ کر جو تھوڑات کوچان رہتا ہے، تینی طور پر ہر بشکر کو رزق بھی رہتا ہے۔

حکایت هشتم

اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ عز اسلام نے آنحضرت کو اپنے محبوب کے طور پر بنن لیا۔ تو تینی طور پر آپ کو دیگر تھوڑے کام بھوب بھی بنادیا۔ بہت سا کان طریقہ امامیہ ولی نے اپنے دل کی بھیتی میں بور کھا ہے۔ تمام جیان سیم اور قوی ارادت رکھنے والوں کو اگر کسی وقت غبار و موس کی خرابی و امن عقیدت پر واقع ہوتی تو فوراً آپ کے قلب انور کے آنہنی پر اس کا عکس واضح ہو جاتا اور آنحضرت اس کو در فرمادیتے۔

چنانچہ قرب و جوار کے نامی گرامی ریسمیوں میں سے ایک ریسم، جو بارگاہ و ایزدی میں پسندیدہ ہتھے، چودھری عبد اللہ صاحب جو ریسم قصبه ستر کہا تھے۔ وہ آنحضرت پاکیزہ صفات کی خدمت میں ولی طور پر سرگرم رہے۔ آپ کی محبت و ارادت کے نتویں ان کے دل کی بھیتی پر نتش ش تھے۔ ایک دن ان کے دل میں یہ خدشہ خاہر ہوا کہ اگر آنحضرت نماز خاہری کو وقت معین پر ادا کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اسی رات عالم خواب میں انہیوں نے اپنے آپ کو مسجد بیت الحرام میں پایا۔ جس وقت وہاں نماز کی

او ایکلی کے لئے صافیں بناتی تھیں تو آجنباب اس جماعت کے امام ہن گئے۔ چودھری صاحب جماعت میں شامل ہونے کی خواہش سے ہر طرف دوڑے لیکن دخوا کرنے کے لئے پانی کا لوٹا ان کو نہ ملا۔ اسی دوران ان کی آنکھ کھل گئی۔ اور اب اپنی افسوس کے ساتھ اپنے آپ کو حضرت کے آنسو گراتے ہوئے پایا۔ اور آپ کا جہنذا ناکامی کے سحرا میں گاڑتے ہوئے پایا۔ اچانک صحیح کے وقت آجنباب عزت آپ حاجی سید وارث ملی شاہ صاحب مولانا جمال و کمال ان کے ہاں روانی افروز ہوئے۔ اور تمسم فرماتے ہوئے پہچا کر اے عبد اللہ شاہ بہجتے پانی حاصل نہیں ہوا اور تو نے نماز نہیں پڑھی۔ چودھری صاحب موصوف کو فوراً اس رمز کو سن کر گزر لشتر رات کی کینیت یاد آگئی تو جناب والا کے قدموں پر اپنی پیٹھانی رکھ دی۔ اور کہا: کسی کا راز آپ کے دل و دانت سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ آپ کی محبت اور پیار و بہانہ تھی گیا ہے کہ آپ اللہ کے برگزیدہ ہندے ہو گئے ہیں۔ یہ اشعار بھی مصنف کے ہیں:

- ۱۔ کچی محبت والا عاشق اثر رکھتا ہے۔ یار کے درد کی خبر رکھتا ہے۔
- ۲۔ جو کچو معشوق کے دل میں ہوتا ہے۔ وہ عاشق کے کام آتا ہے۔
- ۳۔ ایسا عاشق کر جس کو خود معشوق چون لے۔ وہ بغیر اسہاب کے اسے اپنی طرف طلب کر لیتا ہے۔
- ۴۔ ایسا عاشق کر جس نے دوست تھک رہائی حاصل نہ کی۔ ممکن ہے کہ دوست نے اسے اپنی طرف بایا ہی نہ ہو۔
- ۵۔ جس کسی نے مشق میں اپنی جان کو جادو لی۔ معشوق کی محفل میں اسی نے شمع روشن کی۔

حکایت نہم

مولوی قاسم علی صاحب ریس قصبہ فتح پور مطلع سنتا پور بڑے بھجدار اور
با شعور انسان تھے۔ اس قصبہ کے اندر اپنے فضل و کمال کی وجہ سے مشہور تھے۔ ہر روز
بکشور مطلع نور جتاب و ارث نام نواز حاضر ہوتے تھے۔ ایک روز ان کے دل میں یہ
خیال پیدا ہوا کہ آنحضرت سے نمازوں کی ادائیگی میں صدم پابندی کی وجہ پر چھٹی
چاہتے۔ اسی دن حسب نصروت بلمراں پور جانے کا ارادہ ہوا۔ لیکن وہ اسی جگہ ایسے
علیل ہو گئے کہ وصال کے قریب ہو گئے۔ غلطات اور بے خبری کی حالت میں دیکھا کہ
آنحضرت رہنم افروز ہیں اور کہتے ہیں کہ اے مولوی تو صحراء میں سیر کرنے کی طرف
متوجہ گوئی نہیں ہوتا۔ اس وقت جب کہ تو چار بھی نہیں ہے۔ جب میں نے یہ خوشخبری
سئی تو اپنے آپ پر خور کیا اور درحقیقت خود کو سخت مند پایا۔ انہیوں نے آنکھ کھوئی اور فوراً
چشمی سے کھڑے ہو گئے۔ گویا باری آئی ہی نہیں اور سلامتی کے ساتھ دہان سے روشن
ہوئے۔ اور مقام گونڈہ پہنچ۔ حسن اتفاق سے اسی دن آنحضرت بھی قصبہ گونڈہ میں
رونق افروز ہوئے۔ جب مولوی صاحب آنحضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ
بہت خوش ہوئے۔ خوشی سے جائے میں پھولے نہ ساتے تھے۔ آپ کے حلقہ ارادت
میں گوش بوش شامل ہوئے اور اپنے صحنِ دل کو شکوہ و شہباد سے پاک کیا۔
بالآخر شرف بیت سے مشرف ہوئے۔ مرید ان خاص کے زمرہ میں شامل ہو گئے اور

اعلیٰ مرتبے تک پہنچے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ نیک دل آدمی کو اگر کوئی بات ناپسند ہو تو بھی تو ان کے ساتھ بات نہ کر کر

- ۱۔ اس وجہ سے آنکھیں میں جتنا شہو۔
- ۲۔ اگر تو راز کو پانے والی چشم میں رکھتا ہے تو بہتر ہی ہے کہ نامہشی انتیار کرو۔
- ۳۔ تو کیا جانے کے عاشق لوگ کس کام میں مصروف ہیں اور وہ کس طرح محبوب کے دیدار میں مصروف ہیں۔
- ۴۔ اپنا کام کرنے کے لئے تو نے کیا انتظام کیا ہے کہ تو دوسروں کا مقام تباش کرتا پھر رہا ہے۔
- ۵۔ دوسروں کی ذات میں عیب تباش نہ کر۔ اگر سیکھلوں عیب بھی تو ان میں ایکیجی تو ایک بھی بیان نہ کر۔
- ۶۔ اگر تیری ابخت یا دری کرے تو اچھی بات کر اور اچھائی تباش کر اور جو قوہ کیجیے اسے اپنا کبھی۔

حکایت دہم

ایک دن زبدۃِ اصلیٰ بعد مذہبِ احمداء ماہر اسرارِ حقیٰ و جلیٰ مولوی امام علی صاحب
خان و حیدر ازمان مولانا عبدالرحمن صاحب خانی الفاظر ان کو شیخ جمال الدین صاحب
نزفیت دار و زمیندار موضع چند ولی پر گنہ پر تاب شیخ شلیع بارہ بھنگی نے رفع الشان
تبول سرمهہ قاضی اکرام احمد صاحب تعلقہ اور عالیہ ستر کے شلیع بارہ بھنگی کے مکان پر
ملاب کیا۔ جب وہ ان کی شدت میں پہنچے۔ تو مولوی صاحب کو دیکھا کہ غمگین اور
پیشان ہیں اور ان کے چہرہ کارگٹ تبدیل ہو چکا تھا۔ تو یہ کچھ کہ جمال الدین حیران
ہو گئے کہ یہ انبیاء کیا ہو گیا ہے۔ ابھی انہوں نے حقیقت حال نہ پوچھی تھی کہ انہوں نے

خود ہی بتایا کہ میں نے عالم روپیا، میں ایک کیفیت دیکھی کہ جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ میں نے خود کو بارگاہ حضور رسلت تاب میں حاضر پایا۔ اور میں نے سید الامراء کے بیدارستان انوار سے کامرانی کے پھول پنے۔ اچاک جن نبویؐ کے سرو اور باغِ مرتضویؐ کے شر جماعت اولیاء کے سروار جناب سید وارث علی شاہ صاحب حاجی الحرمین الشریفین دور سے ظاہر ہوئے۔ اور نازکی سے خدام خرمائی چلتے ہوئے حضور امام التوریؐ بارگاہ میں پہنچے۔ اور آنحضرت کے پائے دل آرا کو بوس دیا اور اپنے سر کو آپ کے پائے القدس پر رکھا اور رونے لگے۔ آنحضرت نے انتہائی شفقت کے ساتھ آپ کے سر کو اٹھایا اور کچھ ارشاد فرمایا تو جناب شبیر (حضرت امام حسین) تیزی سے اٹھے اور سیاہ درجک کی رائشی چادر اس امام الامراء کے کندھے پر ڈالی۔ پس میں نے چاہا کہ اگر اس چادر کا ایک نکرا میرے ہاتھ آجائے تو۔ مصرع جب تک میں زندہ ہوں تو میرے ہاتھ سے اسے کوئی آدمی چھین نہ پائے۔ اور میں اس کو قبر میں ساتھ لے جاؤں اور اسے اپنی نجات کا ذریعہ بناؤں۔

اسے عزیز جب تک کو حاجی صاحب کی خدمت میں، جو بڑے معزز زادہ بارہ میں سے ہیں، ان کی بارگاہ میں تجھے رسول حاصل ہے تو اگر تو ہمت کر لے تو ان کی چادر کا ایک نکرا حاصل کر لے تو بتایا عمر اس کے فیضان سے باہر نہیں آئے گا۔ اور دوسری زندگی میں ترقی کی دعا پالے گا۔ جمال الدین نے کہا یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ میں اسی وقت جاتا ہوں اور آپ کا ادب بجا لاتا ہوں۔ وہ دونوں صاحبان ابھی اسی گنگتوں میں مصروف تھے کہ فوراً آنحضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب دور سے آتے ہوئے وکھانی دیئے۔ گویا سارے پھول کھل پڑے۔ انتہائی خوشی سے دوڑتے ہوئے وہ آپ کے

استقبال میں مشغول ہو گئے۔ اور آنحضرت کو پا عزت طریقت سے لا کر بطور صدارت اعزاز کے ساتھ بھایا۔ جمال الدین موصوف نے پہلے تو بزارہ منتوں کے ساتھ آپ کے سامنے اپنی گستاخیوں کا مذکور چیز کیا اور اس کے بعد جو کچھ دل میں اسرار تھے جو کہ چیخے بیان کئے گئے ہیں وہ عرض کئے۔ آنحضرت نے تجھاں عارفان سے کام لیتے ہوئے فرمایا کہ اے مولوی صاحب خواب پر اختبار کرنا اور خیال کو معتبر سمجھنے بخل و داش اور فہم و فراست کے خلاف ہے۔ جس طرح کہ تعلنڈوں نے کہا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ اگر خواب میں کوئی خیال ظاہر ہو تو وہ حق ہونے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔
- ۲۔ خواب میں اگرچہ باعث نظر آئیں لیکن ان کے پھول کوئی ہرگز نہیں ہیں سکتا۔

اے مولوی صاحب آپ نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے اسے صرف خیال سمجھوا اور ان کا ظاہر ہونا محال ہے۔ اسرار کے معلوم ہونے کی وجہ سے کہ کون سے اسرار ظاہر کرنے پائیں اور کون سے نہیں۔ اس کے بعد وہ نوں بزرگ اٹھے اور ایک دوسرے کو بظفیر ہوئے اور اس کے بعد آنحضرت رخصت ہوئے اور مولوی صاحب چپ چاپ ہو کر وہیں پیشے رہے۔

(ترجمہ) اشعار مؤلف

- ۱۔ عاشقوں کی رہیں کون جانتا ہے۔ درد کی نیس کو درد رکھنی کب جان سکتا ہے۔
- ۲۔ میں نہیں جانا کہ عشق نے کہاں سے جو شہ مارا کہ وہ عاشقوں کے سر سے

- ہوش لے گیا۔
- ۳۔ میں نہیں جانتا کہ اس بے خودی کا سبب کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ شور و غل کیا ہے۔
- ۴۔ میں محبوب کے محکانے کو ہرگز نہیں جانتا۔ میں کس سے پوچھوں کہ جو مجھے اس کا کوئی نشان بتائے۔
- ۵۔ اے اللہ تعالیٰ تو ہی رہنمائی کرنے والا ہے۔ کہ میں اس فلم کی قید سے نجات پا جاؤں۔
- ۶۔ خدا یہ سب دہم و خیال ہیں۔ دوست کا وصال بغیر مرشد مشکل ہے۔

(ترجمہ) مزید اشعار

- ۱۔ اے اللہ تعالیٰ اس مجازی مندر میں تیر اُمشق ہی میری چارہ سازی کر سکتا ہے۔
- ۲۔ اے اللہ تعالیٰ اس فلمگین دل کو اپنے عشق سے بھلی کی طرح کر دے۔
- ۳۔ بھیگ کر دے والی آنکھ اور زور ٹگ دے۔ اس کے عادوں دل کا سوز اور سرو آہ عطا فرمادے۔
- ۴۔ ایسا درود کہ جو مغلیل کو لوٹ کے لے جائے۔ عادو، ازیں محشر کا سوز مسلسل عطا فرمادے۔
- ۵۔ قسم کی طرح ہم کو دل کی بے تابی و بے چینی عطا فرماء۔ ایسی بے خودی اور مہوشی عطا فرمائے کہ ہم اپنے ہاتھ پاؤں کو بھی نہ پہچان پائیں۔

- ۶۔ ہاملن کا ایسا سوز عطا فرمائے میں پر وانہ کی طرح ہو جاؤں۔ میں اپنے آپ کو شمع پر قربان کروں۔
- ۷۔ یا اللہ میرے اس غمگین دل کو زبان شمع کی طرح جلت والا ہوادے۔
- ۸۔ آجا، اے ساقی! آجا، کہ یہ دل تمرا ذکار ہو چکا ہے۔ تمہرے انتشار میں، میں مرغ بھل کی طرح ترپ رہا ہوں۔
- ۹۔ ایسا جامدے کہ میں فوراً آہوئے صراکی چشم مست کا تیدی ہو جاؤں۔

گیارہویں دکایت

ڈوالجہ ۱۲۸۸ھ میں گونڈہ ٹلنگ بہراج کی قیمت نشا آنجلاب کے قدم یافت
لزوم کی برکت سے از سرفوت رہا زہ ہو گئی۔ اخلاق سے ماہر و فاؤ و فاق جامع طلاق و
اخلاق برگزیدہ بارگاہ قادر طے الاطلاق پسندیدہ انفس و آنف اگر امی ذرود پی صدر حسین
خان صاحب بہادر استثنا کشہر ٹلنگ بہراج بھی اس جگہ تشریف لے آئے۔ اور
جناب والا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انجانی محبت اور حسن عنیت کے حامل ڈپنی
صاحب کی حالت و گیفتیت بیان کرنا طاقت سے باہر ہے۔ ڈپنی صاحب کسی ضرورت
کے تحت وہاں تشریف لائے تھے۔ لہذا ایک دن بھی وہاں نظر ہو گئے۔ جب دری ہو گئی تو
ماہی بہا ب کی طرح ترپنے لگے۔ (ترجمہ اشعار)

- ۱۔ انسان کا دل اس کے عشق میں موافق تکرتا ہے تو اس کے سر سے اس کے
عقل کا پرندہ اڑ جاتا ہے۔
- ۲۔ نہ اس کے دل میں صبر ہوتا ہے اور نہ ہی آنکھوں میں نیند ہوتی ہے۔ گویا

بھنوں جیسا ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس کا دل کام کرنے سے انکھ جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات کی تسلی مشکل گمان کرتا ہے۔

یعنی طور پر محرم المحرام ۱۲۸۹ھ کے عشرہ کی چینیوں میں کسی وجہ سے آنحضرتؐ شہر میں پہنچے۔ جس وقت آپؐ کی تشریف آوری کی خوشخبری گول آنحضرتؐ محلہ میں سنی تو اس قدر خوشی اور سرمت ہوئی کہ جو میرے دل میں نہ ساکھتی تھی۔ اسی دن انجمنی خوشی کی حالت میں شام کے وقت دارود نسید و اجد علی شاہ رحیمؐ لکھنؤ شہر اور دیگر روسائے شہر آنحضرتؐ کی خدمت میں بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ پہنچے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ اگرچہ ان کا دل آنحضرتؐ کی ہارگاہ سے خوب فیض یاب ہونے کا کہتا تھا اگر کثرت کا رواز اس ناپائید اور دنیا کے انکار کی وجہ سے چند ہی دنوں کے بعد فحصت چاہی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس طرح گربیان کو چاک کیا کہ پہنچے سے لے کر دامن تک وہ تار تار ہو گیا۔
۲۔ بہت ہی کم فرصت ہے دنیوی زندگی میں، مجھ اسی وجہ سے اپنا گربیان چاک رکھتی ہے۔

الغرض آپؐ کی انجمنی شفقت و ہمہ بانی سے ایک گھنٹہ تک محبت فیض حاصل رہی۔ اور اس کے بعد آنحضرتؐ نے مشنوی شریف کے چند اشعار پڑھتے۔ گویا جواہر آبدار اور شاہووار آپؐ نے بکھیرے۔ اس کے بعد انجمنی آداب کے ساتھ فحصت کر دیا اور کہا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ محبوب کے فراق میں، میں نے آنسو بھائے، ہمارے پر کی طرح میرے

آنہوں اندر ارتھے۔

۲۔ اگر تیرے پھول جیسے رخساروں کی یاد میں میرے آنسو بیس تو تو توبہ نہ کر کے میری قبر سے پھول آگیں گے۔

۳۔ اس طرح تیری جدائی کی آگ سے میرا جسم جل گیا ہے کہ میں شمشے کی طرح آنکھوں آنسو بیس رکتا ہوں۔

ڈپٹی صاحب بہادر کی خوش قصتی کے انتباہی کشہر مال و مہال، ساز و سامان اور عزت و جمال کے باہجود و ان کے دل کا کاسہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب سے بھر گیا۔ اور آنحضرت کی خدمت میں حاضری کی سعادت اور محبت سے فیض یابی کی وجہ سے اور آنحضرت ہادی آگاہ و ارش عالم پناہ کی بیعت کی وجہ سے ان کو حضور اکرم رسول اُنھیں سرور کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا اپیار نصیب ہو گیا بزرگوں کا قول یہ ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ روح پاک ہے لیکن نشیط ہیلے بہانوں سے بھرا ہوا ہے۔ کہاوت میں طویلی اور زان غایک جگدا کئے ہو گے۔

۲۔ اگر اس طویلی کے ساتھ تیر اول موافقت کرنے والا ہو جائے تو وہ اس کی طرح اچھی آواز والا ہو جائے۔

۳۔ اور اگر کوئے کی نیزی آواز پر کان لگ جائیں تو مغلی سبکی متاع شائع ہو جاتی ہے۔

۴۔ طویلی کے کام کو سے سے نہیں ہو سکتے۔ اچھے کے ساتھ اچھا ہے اور خراب کے ساتھ خراب ہے۔

اے علیحدہ، مشکل پسند کرنے والو اور اسے بھیج دئے والو یہ غور کرنے کا مقام ہے اور انساف کرنے کی وجہ ہے۔ قطب الاقبال حقیقت اتساب برگزیدہ انہیں و آفاق حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب باشوقی کے رحلت فرمانے کے وقت جو ایک کان کی طرح تھے اور آپ کے پستان کی بیاد پانی کی سطح بھی کبری تھی۔ آپ ایک ایسے عارف تھے کہ جن کو اس زمانے کا مرکز سمجھا اور پہچانا جاتا تھا۔ اب اس ملک میں ایسی حقیقت موجود نہیں رہی۔ وہ ایسے کامل تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سادہ ہونے کے نشانات سمجھے جاتے تھے۔ ان کا کوئی مثل نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ہے مثل پر قربان ہونے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رنگارنگ صفتوں پر قربان ہونے والے وہ بائی کہ جس میں خداوند آپ تھی تھی۔ اس میں قدم میختست لزوم جناب کرامات ملک دنیا کو حقیقت پناہ حاجی الحرمین شریفین سید وارث علی شاہ صاحب دام برکاتہ، آپ کی وجہ سے اسے تازہ رنگ اور چمک اور بے انداز و زینت ملی۔ آنچہ اب کو چند صفات کے ساتھ متصف کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کیشہ کے نزول کا سہب ہے۔ سب سے چمکی یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے بے مثل ہیں۔ اور شاہ مرواد شیریز داں مولانا کرم اللہ وجہہ انکرم کی آن سے ہیں۔ اور وہ مسر اقرآن پاک کے حافظہ ہیں۔ اور تمرا یہ کہ آپ مہرہ حاجی الحرمین الشریفین ہیں۔ چوتھا یہ کہ نبی پاک کی پسندیدہ عادات اور اخلاقی تینی صفات سے متصف ہیں۔ اور پانچوں داں یہ کہ مرتکل ہے بے نیاز ہیں۔ اللہ کے سوا کسی پر محروم کرنے والے نہیں ہیں۔ چھٹا یہ کہ جانباز مشاق کی جماعت کے سردار ہیں۔ آپ کی بالغی صفات کا سراغ لگانا نیک صاحب دلاں اصحاب کا کام ہے۔ یہ ہم جیسے کم ترف کم فہم کم مایہ لوگوں کا کام نہیں

ہے۔ بعضاً

(ترجمہ شعر) میں انتہائی جذبے کے ساتھ اس خیال کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اپنی زبان پر
خاموشی کی مہر رکھتا ہوں۔

پس ان تمام بیجیب و غریب صفات کے باوجود یہ سیاہیتی ہے کہ آپ کی
محبت کی طرف نائل نہ ہوا اور آپ کی ارادوت کے حلقتے میں ن آئے۔ بتول سعدی:
اگر چہ گاہر کی نکاد سورج کون دیکھ سکے تو اس میں سورج کے چشمہ کا کیا گناہ
ہے۔

تحمیسوں اس تخفہ: بزرگوں کی ان حکایات کا ذکر کہ جو اس
حقیر نے آنحضرت کی مجالس میں سینیں اور ان کو نظم کے
پیرا یہ میں بیان کیا اور قاعدہ تجھیس الا عددا و غيرہ کا بیان
اگر جناب سید وارث علی شاہ حاجی المدرسین الشاشین رضوی نیشا پوری دام
الله برکاتہ و رحمۃ و کمالہ کے جزوی طور پر یا آپ کے نام نامی اسم گرامی کے الگ
الگ اعداد نکالیں۔ اس کے بعد ضرب وسیں یا تقسیم کریں یا کئی لانا کریں اور نئے مرتبہ
قاعدہ کی رو سے اسم ذات کے اعداد کے مطابق کر اسم ذات سے مراد اللہ ہے، کے
مطابق ۲۰ عدد لئے جائیں تو کہتا ہے کہ کر اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے ساتھ ہائی
جزیعیت رکھتے ہیں۔ اور عددوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے غیرہ یا میلحدگی نہیں
رکھتے۔ اگرچہ ان پندرہوں اشعار سے ترکیب تجھیس الا عداد سے آپ کے اوساف

ظاہر ہوتے ہیں لیکن میں حیر نے اس کو آسان انداز سے سمجھانے کے لئے سہولت کی
بنا پر ضرب اور تفسیر کا قاعدہ تحریر کر دیا ہے۔

قاعدہ تجھنیس الاعداد

- ۱۔ ہمارے مددوں، ذات خداوند کائنات کے ساتھ اس طرح مخوچیں جس طرح کے لغات میں معانی ہوتے ہیں۔
- ۲۔ شاہ صاحب کا نام نامی اسم گرامی یعنی آپ کے اسم کے اعداد کو پہلے دو گنا کر۔ اس کے بعد ایک اس میں بڑھا دے۔ اسے اچھی صفات والے۔
- ۳۔ اور ان سب کو میرے بھائی ضرب دے تین کے ساتھ۔ پھر اے ثنا کو جانے والے اسے چوکے ساتھ تفسیر کر۔
- ۴۔ باقی جو کچھ بچے اس کو ہائیس کے ساتھ ضرب دے تاکہ اس ذات کے اعداد معلوم ہو جائیں۔
- ۵۔ یہ قاعدہ خداوند نے لکھا ہے اس طور پر کسارے عالم میں اس کی یادگار رہے۔

اسی طور پر یہ بھی قاعدہ ہے

- ۱۔ اللہ وارث کے ساتھ ہے اور وارث اللہ کے ساتھ ہے۔
- ۲۔ جیسے چاند سورج کے ساتھ ہے اور سورج چاند کے ساتھ ہے۔
- ۳۔ شاہ صاحب کے ہم کے اعداد والے۔ پھر اسی طریقہ کے مطابق سورج پیار کر۔
- ۴۔ شاہ صاحب کا ہم اس ذات کے ہموزن آئے گا اور پوشیدہ اسرار ظاہر ہو جائیں گے۔

مثال کے طور پر الله

۱۱

وارث علی

۸۱۷

$$\frac{rx}{1127}$$

$$\frac{1+}{1125}$$

$$\sqrt{3405} \boxed{817}$$

$$\frac{rx-}{1+}$$

$$\frac{2-}{25}$$

$$\frac{32-}{3}$$

$$\frac{xx-}{xx}$$

وارث

۷۰۷

$$\frac{rx}{1313}$$

$$\frac{1+}{1315}$$

$$\sqrt{2235} \boxed{707}$$

$$\frac{rx-}{25}$$

$$\frac{32-}{3}$$

$$\frac{xx-}{xx}$$

۱۱

علی بند اقتیاس آپ کے نام کے بر جزو پر ۷۳ حاکر ان تمام سے بھی بھی صد و خایر ہوں گے۔ مثلاً
سید وارث علی حاجی وارث علی

ترکیب ایضاً (ایسی ہی ایک اور ترکیب)

- ۱۔ اے خداوند! میں اس امر سے حیران ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا اسرار و رموز ہیں۔
- ۲۔ خواہ زمین ہو یا جسم خ آسمانی، چاند سورج ہوں یا کوئی اور سیارے۔
- ۳۔ وہ جنگل ہو، صحراء ہو یا پیاز، اسماۓ خداوندی ہوں یا حضور نبی کریم ﷺ کے اسماۓ مبارک کے۔
- ۴۔ ہر اک شے میں وارث کا جلوہ پوشیدہ ہے۔ مگر سمجھنے کے لئے چذبہ، جنون و عشق کا ہونا شرط ہے۔
- ۵۔ کسی بھی قسم کے اعداد کو دو گناہ کر کے پہلے کی طرح عمل کرو اور پانچ سے ضرب دے کر ساہت عمل کو دہراو۔
- ۶۔ اگر یہ بات عقل و فہم میں نہ ساری ہو تو جس طرح میں نے کہا اسی طرح کر کے دیکھو۔

مثال کے طور پر

محمد

وارث علی

۹۲

۸۱۷

$\frac{rx}{}$

$\frac{rx}{}$

۱۸۵

۱۳۳۷

۱+

۱+

۱۸۵

۱۱۳۵

۵x

۵x

$$\underline{10} \quad \boxed{925} \quad \boxed{35}$$

$$\underline{10} \quad \boxed{8175} \quad \boxed{35}$$

۹+-

۸+-

۲۵

۱۷

۳+-

۱+-

۵

۲۵

۲+

۲+-

۱*

۱*

۱+

۱+

۱۱

۱*

$\frac{1rx}{}$

۱+

۱۳۳

۱*

$\frac{1rx}{}$

۱۳۳

قاعدہ اظہار المشر شہ وارث علی قطب زمان (ترجمہ قطب)

۱۔ اگر تو نور تلاش کرتا چاہے تو شرع عمل پیچا ہو۔ اور اپنے آپ کو تو کوہ میش سے منقطع کر دے۔ یعنی جنت (جس کے آنحضرت دروازے ہیں) کی خواہش کو چھوڑ دے۔

۲۔ پہلوں میں سے عجیب بچل انگور ہے کہ اس کی لکڑی کسی کام کی نہیں نہیں اس سے قلم بن سکتی ہے۔ نہی خوش خط لکھنے کے لئے، قطب ہانے کے لئے اس کی قلم کی زبان کافی جاسکتی ہے۔

اسی صنف میں مزید

وارث علی کی صفت میں کیا بیان کروں

۱۔ ثابت (رہنمایارہ، مرشد) میرے دل میں مبارک طرف سے یوں بس گیا ہے، کاب تیرے شرات کے فیض کو بجا ہدیہ کیا بیان کرے گی۔

۲۔ شناسے کوئی شخص کیسے مذکور ہو سکتا ہے۔ کسی کے عیب کو بیدال کیا بیان کرے، بس یہی کافی ہے۔

آنجناب کے اسم مبارک کے حروف کی صفات کا بیان

۱۔ زمانے کے شبنشاد کا نام داد داد کیا خوب ہے۔ کیا ہی اعلیٰ ہے۔ ہر طرف سے وہ خوبی اور صفات کا ایک نشان ظاہر کرتا ہے۔

۲۔ آپ کے نام مبارک کی پہلی واہ اس رمزی کہانی بیان کرتی ہے کہ آپ کے

- مر پر ولادت کا تاریخ ہو گا۔
- ۳۔ ولادت کو اس کے نام پر لکھ دیں گے۔ وہ سروں کے نام پر قلم نوٹ چائے گی۔
- ۴۔ اس گھر بار کے نام پر اف آیا۔ یہ نبی پاک شاہ عبداللہ علیہ السلام آں کے بارے میں نشانہ ہی کرتا ہے۔
- ۵۔ رہا میں ایمان کو بشارت دیتی ہے کہ اللہ کی رحمت آئے گی جس زمانے میں آپ آئیں گے۔
- ۶۔ را کے بارے میں نہ پوچھ کر اس کا راز ظاہر ہے۔ یہ اللہ کی رحمت کا نشان ہے۔
- ۷۔ جو نام میں تاہے وہ سر بلندی و کامیابی کا نشان ہے۔ کہ وہ تمام مرعشی کی راوی میں تاہست قدم رہیں گے۔
- ۸۔ اس دنیا کے تصریح فلک نے ثہیں دیکھا کہ فخر کی منزل میں آپ جیسا کوئی ثابت ہو۔
- ۹۔ اسی طرح آپ کے نام کی میں اخلاق کا پہاڑ دیتی ہے، کہ حضرت علی المرتضی حیدر کراز کی آں والا دعا رف خاص ہیں۔
- ۱۰۔ آپ کے نام پاک میں میں سے میرا خیال جاز ہو گیا کہ آپ کی پڑ سے عشق کو بہت بلند شہرت حاصل ہوئی۔
- ۱۱۔ آپ کے نام نافی اسم گرامی کے لام سے یہ راز ظاہر ہوا کہ لباس فقر آپ کے جسم کو آراست کرنے والا ہے۔

- ۱۲۔ مگر وہ فخر کہ جو اندھے کے رسول کو پسند ہے۔ آپ نے اس کو دو مرتبہ فرمایا کہ مجھے فخر پر فخر ہے۔
- ۱۳۔ یا آپ کے کمالات کی بخشندہی کرتی ہے کہ آپ اس زمانہ کی یادگار ہیں۔
- ۱۴۔ اے خدا بخش اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگ کہ جب تک یہ زمین اور آسمان تمام ہیں،
- ۱۵۔ پھولی سے لے کر چاند تک بیٹھ بیٹھ ہر شے آپ کی ہائی رہے۔ حضرت وارث علی شاہ کے مشق کے ساتھ۔
- ۱۶۔ واو واو! آپ عشق کے ملک کے تخت شاہی کی زینت ہیں۔ شکرِ مشق کو فتح بخشے والا جنہاً آپ ہیں۔
- ۱۷۔ عاشقی ہی کو صرف آپ کی وجہ سے رونق حاصل نہیں ہے بلکہ حسن کی زلف کو بھی آپ نے آپ وتاب دی ہے۔
- ۱۸۔ آپ کی بارگاہ کی مٹی بھی اکسر ہو گئی ہے۔ آپ کے راست کا غبار بھی ہوا ہرات والے سرٹے سے بھتر ہے۔
- ۱۹۔ آپ کی زلف کے قیدی ملبل اور پچھوں دہنوں ہیں۔ آپ کے مشق میں جزو سے کل تک سب جتنا ہیں۔

پہلی منظوم حکایت

- ۱۔ میں نے ناگر ایک دیندار بادشاہ تھا جو انصاف کرنے والا اور قلم قائم کرنے والا تھا۔

- ۲۔ اچاک اس کے دل میں خیال آیا کہ اللہ کا قرب حاصل کرتا ہبت محل کام
ہے۔
- ۳۔ خصوصاً نعمت کے شراب و شوں کے لئے کہ جو نبی پاک ﷺ کے حکم کے
بانی ہیں،
- ۴۔ میں نہیں جانتا کہ جہاں کا رثاب نوش، جو شاداب اور حسنات کی راہ سے ہو رہیں،
- ۵۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے راست کو کیسے پیچاں سکتے ہیں کہ یہ سچائی کا راستہ ہی
ہرگز نہیں جانتے۔
- ۶۔ اسی وقت خاص لوگوں میں سے ایک نے رہنمائی کی کہ ہوا کی طرح شہر کی
طرف دوڑ کر جانا چاہیے۔
- ۷۔ سب سے پہلے جس فتحیر کو پائے، اس کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو۔
- ۸۔ تیر کی طرح وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ تو ایک بڑھنے سے اچاک اس کی
ملاقات ہوئی۔
- ۹۔ اس بزرگ نے اسے اس درود میں تکمیل پختہ کا راستہ دکھایا تاکہ وہ اس فتحیر کی
بارگاہ میں حاضر ہو سکے۔
- ۱۰۔ بادشاہ نے اس سے انجائی عزت و بکریم کے ساتھ ابتداء تا انتہا تمام بات
یہاں کی۔
- ۱۱۔ وہ فتحیر بتسا اور اس نے کہا کہ اے بادشاہ میں اس را وہ کوئی نہیں جانتا۔
- ۱۲۔ تو نے جب خود چاہا تو میں تیرے سامنے پہنچ گیا ہوں، میں نے راستے میں
در بان کو کوئی تکلیف نہیں بتائی۔

- ۱۳۔ آپ کے دربار تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ میں نہیں رکھتا تھا۔ میں نے کسی حلہ سے اس مقصد کے لئے کوئی تدبیر نہیں کی۔
- ۱۴۔ مجھ کو بادشاہ کے ساتھ ملاقات کرنے کا گمان بھی نہ تھا۔ میرے راستے میں تو ازخود اپنے آپ کو لے آیا ہے۔
- ۱۵۔ تو نے خود ہم کو اپنے سامنے بایا ہے۔ بادشاہ کے ساتھ ایک گداگر کو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔
- ۱۶۔ مجھے اور اپنے شاہی محل کو دیکھے۔ اب ذرا دیکھ کر میں اور بادشاہ کجا ہیشے ہوئے ہیں۔
- ۱۷۔ اے جواں مرد مجھے آپ کے ساتھ کیا نسبت ہے۔ کہاں چکتے والا سورج اور یہ راستے کا گرد و غبار۔ یہ کیسے برادر ہو سکتے ہیں۔
- ۱۸۔ اے بادشاہ اگر بادشاہ ہر دو عالم اپنی بارگاہِ مذکوم میں طلب کرے۔
- ۱۹۔ اگر جہان کا بادشاہ چاروں سازی کرے یہ تو بندہ نوازی ہے۔
- ۲۰۔ کوئی آدمی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اپناراست اپنے پاؤں سے طے کرے۔ یعنی خود ہی ساری منازل طے کر لے۔
- ۲۱۔ پھر کے لعل اور موئی نہیں ہیں سکتے ہیں۔ جب تک مشرق کا بادشاہ سورج اس پر نہ چکے۔
- ۲۲۔ صدف کی خالی آنکھ موئی سے پر نہیں ہو سکتی کہ جب تک آب نیسان سے مجر نہ چائے۔
- ۲۳۔ اے خدا بخش اس راستے میں قدم نہ رکھ کر بغیر طلب کے بارگاہِ القدس میں

نہیں پہنچا جا سکتا۔

- ۲۴۔ آسمانی اور شراب کا مسلسل دور چاہا کہ میں سیر عالم کی خواہش رکھتا ہوں۔
- ۲۵۔ تاکہ بے خودی کی محفل میں، میں ہوشیار ہو جاؤں اور یار کے خیال کے ساتھ ہم آغوش ہو جاؤں۔

دوسری حکایت

- ۱۔ میں نے ناکہ ایک بے دین آدمی شراب نوش دنوں چنانوں کے کاموں سے اس نے اپنا ہاتھ جهاز رکھا تھا۔
- ۲۔ اسلام کا رسم و رواج نہیں چانتا تھا۔ بلکہ جام و سیو کے سوا اور کچھ نہیں جانتا تھا۔
- ۳۔ وہ اس طریقے سے زندگی گزارتا تھا کہ اپنے دل پنڈ طریقے سے میش و عشرت والی زندگی بس رکھتا تھا۔
- ۴۔ جب موت آئی اور مرنے سے مجبر ہو گیا تو حضرت سے اس کے دل میں سیکنڑوں کا نئے چبے۔
- ۵۔ آنہنا بعزت تاب کی بارگاہ اللہ سے میں لوگ اسے لے گئے، بکمل ذات اور رسوانی کے ساتھ۔
- ۶۔ اللہ کے حکم سے مالک کے پاس لے گئے۔ اس بے حیا کو وزغ کی طرف لے جاؤ۔
- ۷۔ اسے رو سیاہ اماں لک نے اسے آواز دی، تو نے ناکہ تجھ پر کون سے احکام لا گو

تھے۔

۸۔ آجائے و وزیر کی طرف قدم رکھ کر بکھہ آنحضرت کی جگہ انجام کے لحاظ سے آگ ہے۔

۹۔ یک حکم اس نے سا اور جلدی جلدی چاہیا۔ جانوروں کی طرح جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔

۱۰۔ اس تیز چلنے پر ماں کے تجھ کیا۔ اور اس سے اس کا سبب دریافت کیا۔

۱۱۔ جب اس نے یہ سوال ساتھ و وزیر و تخاررو نے آگ۔ جب تک میں دنیا میں زندہ رہا۔

۱۲۔ بے فائدہ راستے کے سوامیں کسی اور راستے پر نہ چلا۔ گناہ کے جال سے میں نے باہر قدم نہیں رکھا۔

۱۳۔ اب میں تعمیر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ آخرت کے حکم پر میں نے تاخیر کی۔

۱۴۔ مگر ایک حکم میں نے پورا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں نے ایک ہی حکم کی اطاعت کی ہے۔

۱۵۔ اس طرح اس نے کہا اور حضرت سے ایک آدمی کو اپاٹک رحمت کے دریا میں جوش آگیا۔

۱۶۔ آواز آئی اللہ کی بارگاؤ سے کہا۔ ماں اس شخص سے ہاتھ اٹھا لے۔

۱۷۔ اسے رضوان بنت کی طرف لے آ۔ خاص لوگوں کے مقام پر اسے جگ دے۔

۱۸۔ کہ ہم کو یہ بات بہت اچھی گی۔ معافی مانگنے کی آواز ہمیں دلکش گئی۔

- ۱۹۔ کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر کام نہیں کرے گا کہ خوشی سے وہ وزن کا راستہ اختیار کرے۔
- ۲۰۔ یا یا شخص ہے کہ جس نے میرا حکم پسند کیا اور خوشی سے جہنم کی طرف گیا۔
- ۲۱۔ میں نے اس کے تمام گناہ اور قصور معاف کر دیئے اور فردوس بریں میں اس کو نجیگانہ دے دیا۔
- ۲۲۔ واو واو! رحمت کا قلپور اور واو واو! شان خداوندی۔ شان اور عظمت والی اس ذات کی قدرت پر سمجھاں انہے۔
- ۲۳۔ واو واو! کیا ہی قدرت ہے اور کیا ہی اس کی بندہ نوازی ہے۔ اور کیا ہی اس کی خلاائق پروری ہے اور کیا ہی چارہ سازی ہے۔
- ۲۴۔ کیا ہی خوب بخشش ہے اس کے لئے کہ جس نے گناہ کی چادر اوڑھ کر کھینچی۔ کون اس ذات کے سوایہ مشکل کشائی کر سکتا ہے۔
- ۲۵۔ اے خدا، یعنی کس وجہ سے تو بے قرار ہے۔ کیا تو اس بے دین رند کے حال سے واقف نہیں ہے۔
- ۲۶۔ اے ساتی! آ جا اور لب بالب جام دے۔ کہ میں اپنے دوست کو آج کی رات ہی اپنے سامنے بیالوں۔
- ۲۷۔ شاید میں اس جام سے نورانی حال والا ہن جاؤں اور زندگی کی بساط کوٹھے کروں۔

تیری حکایت

- ۱۔ میں نے شاکر گز رے ہوئے زمانہ میں ایک جسم و تمیل عورت تھی جو لوگوں کے دل میوہ لجھی تھی۔
- ۲۔ باپ نے جب اسے اس طرح دیکھا تو بڑی عزت کے ساتھ اس کا نام سزا داں رکھ دیا۔
- ۳۔ اگرچہ اس کی عمر میں سال ہو چکی تھی، لیکن نکاح سے ابھی تک وہ فارغ الیال تھی۔
- ۴۔ جس جگہ فتحراہ کا مجتمع مبتدا تھا تو وہی طور پر اس کی خدمت و دیے کے لئے وہڑتے۔
- ۵۔ اتنا قا ایک دن اس نے ایک مجتمع دیکھا کہ تلسی داں کا بھی اس جگہ سے گزر ہوا۔
- ۶۔ اس نے جھوٹی کھوٹی اور اس کی طرف رفتہ رفتہ کی، تاکہ اس سرہ کو اپنی آنکوش میں لے لے۔
- ۷۔ جب تلسی داں نے بے باکی سے اسے دیکھا تو وہ انتہائی شرمندگی سے محبوب ہو گیا۔
- ۸۔ خوبصورت عورت کو جو ترکستان کے شہر فرغانہ کو بھی شرمندہ کرنے والی تھی۔ اس حرکت پر اس نے بہت تعجب کیا۔
- ۹۔ تلسی داں نے کہا میں فتحراہ میں اگرچہ بہت مشہور ہوں لیکن میں اس وقت

- تک فتر میں کپا ہوں۔
- ۱۰۔ عورت نے کہا وحدت کے متعلق تو نے کوئی سراغ نہیں لگایا ہے۔ اپنے آپ کو مرد سمجھا اور ہم کو عورت شمار کیا۔
 - ۱۱۔ توحید کے شہر میں رہنے والوں کی نگاہ میں دوئی کو ایک ہونے کے ساتھ کیسے قابل حاصل ہو سکتا ہے۔
 - ۱۲۔ تمکی واسی اس عورت سے بہت شرمدار ہوا۔ اس پاک عورت کے پاؤں میں اپنا سر رکھ دیا۔
 - ۱۳۔ اے خدا! بخش وحدت کے مقام پر جو شخص پختگی کیا تو اس کی نگاہ میں مرد اور عورت یکساں ہیں۔

چوتھی حکایت

- ۱۔ ایک عارف پہاڑ سے اتر کر جنگل سے گزراتے جنگل کے دامن میں شیطان کو دیکھا۔
- ۲۔ دل غم و سوس سے بھرا ہوا تھا۔ آنکھیں بیٹات سے خالی ہو چکی تھیں۔
- ۳۔ اس صحرانور دعارف نے شیطان سے کہا کہ اس جنگل میں تو کیوں نہ مول کر دے؟
- ۴۔ تمہاری طبیعت و موسیں سے کیسے آزاد ہو گئی ہے، یہ الماس کو حی نہے والی قدرت کدھر ہو گئی؟
- ۵۔ تمہاری شعبدہ، امیزیزی کی عادت کہاں گئی، تیری ہر کسی سے لزاںی بخیزے گی۔

بھری عادت کیاں گئی؟

۶۔ تو ہر بے چارے بڑھتے اور جوان کے لئے ڈاکو ہے۔ تو، تو طعنہ زنوں کو سوال و جواب کرنے والا ہے۔

۷۔ تو نے مجھے اس کوشش سے روک رکھا ہے۔ زمانے کے فتحیہ کو تو حلیے بھانے سکھانے والا ہے۔

۸۔ لاپچی گروہ اور تخلوق کی گمراہی کے لئے بس تو اکیا ہی کافی ہے۔

۹۔ عالم وہی ہے جو عامل بھی ہے۔ ورنہ وہ تمام جاہلوں سے بدتر ہے۔

یہ بھی اسی بزرگ کا بیان ہے

۱۔ علم والوں نے بتایا ہے کہ مال حاصل کرنے کے لئے وہ کس قدر اتنے واڑ فرب کرتے ہیں۔

۲۔ دین کا علم ان کے حصے میں نہیں ہے جو دنیا کے لئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

۳۔ وعدہ کی مجلس اور پرشوق حکایتیں صرف ایک دوسرے پر برتری اور مال و دولت کے حصول کے لئے سنائی جاتی ہیں۔

۴۔ ان کی عاجزی فرب سے بھری ہوئی ہے۔ لوگوں کے لئے انہوں نے پوشیدہ جاں بچا کر کھا ہے۔

۵۔ یہ براہ ہونے والی جماعت۔ عجیب و فریب شکاری ہیں۔ یہ فتنہ جسم پر جامد پہنچنے والے اور بغل میں کتاب رکھنے والے ہیں۔

۶۔ آدمی کو ہمیشہ مجاہد ہتا چاہئے۔ تاکہ ان کی آواز سے ان کے جاں میں نہ

پھنس جائے۔

۷۔ اے خدا بخش! اس راستے میں ہوش سے چل۔ اپنے آپ کا لیٹا ذکر، خاموش رہ، کوئی بات نہ کر۔

پانچویں حکایت

۱۔ پاکیزگی کے باڈشاہ کی کہانی سمجھے یاد ہے۔ جو کہ نظام الدین فخر الادیاء ہے۔

۲۔ آپ کئی مرتبہ فرماتے کہ ضرورت کی یہ حالت کیا تھی اچھی ہے کہ دیگر پوچھنے پر ہوا اس کے اندر گوشت نہ ہو۔

۳۔ اگر بغیر گوشت کوئی شخص شور ہاپکائے تو اس کا نام جھونا شور بار کھتے ہیں۔

۴۔ ایک دن ایک مرید نے کہا اے میرے شیخ کامل اس معما سے آپ خود ہی پردو انعام دیں۔

۵۔ اس پاک بازوی نے جواب دیا، ان جوان گھج کے لئے تو درگفت نہماز ہے۔

۶۔ دنیا ترک کرنا، شہوت اور لائُج کا چھوڑ دینا، یہ کام غسل و اوراد نہماز سے زیادہ مشکل ہے۔

۷۔ جب تک دنیا تیرے دل میں بھی ہوئی ہے تو یہ جھوٹی اور بے کار نہماز ہے۔

۸۔ اپنے دل کو لائُج سے پاک رکھنے کے لئے خاہری طور پر حیلہ بنانے والا ہو۔

۹۔ دنیا کے ساز و سامان کو عار و شر مساری سمجھ تو کسی کے ساتھ قطعاً کوئی آس امید اور تعلق نہ رکھ۔

- ۱۰۔ اگر تو رزق کے لئے جال میں پھنسا ہوا ہے تو یہ خاموشی تجھے کیا لطف و فائدہ دے گی۔
- ۱۱۔ اہل و عیال، رزق اور بیاس کی فکر باطنی سفر سے روک دیتی ہے۔

چھٹی حکایت

- ۱۔ ایک خود پرست نے شبلی کو خواب میں دیکھا۔ جو شراب نوشنا اہل دوستوں کے ساتھ تھا۔
- ۲۔ وہ سرتا بقدم حیرانگی کے سندھر میں گم ہو چکا تھا۔ حیرت میں ڈوبتا ہوا تھا اور اس نے اپنے آپ کو کہا۔
- ۳۔ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اندر جان ہوں۔ شیخ کو بے دین لوگوں کی صحبت کے ساتھ کیا اعلیٰ ہے۔
- ۴۔ اس کا دل اس وجہ سے بے قرار ہو گیا، آخر کار وہ زمانے کے شیخ کے سامنے پیش ہوا۔
- ۵۔ اس نے اپنے خواب کا حال ان کے سامنے واضح طور پر بیان کیا۔ شکرانے اور فرمایا بابا یہ درست ہے۔
- ۶۔ جو کچھ تو نے کہا ہے یقیناً تو نے حق کہا ہے۔ لیکن اسے مہربان یا آپ کی شفقت ہے۔
- ۷۔ اگر تو سونے کا ارادہ کرے تو اپنے پنج کو جلدی سے میاہ کر لے۔
- ۸۔ اس محفل میں اگر تو مجھے پائے۔ تو پھر تو میرے چہرے پر برما تھیز مراد۔

- ۹۔ تاکہ اس مدیر سے میں اس خراب بھغل سے اپنے آپ کو بچا لوں اور ان سے اجتناب کروں۔
- ۱۰۔ اے جوان جب تو بیدار ہو جائے۔ تو سب سے پہلے تو میرے پاس آ۔
- ۱۱۔ پس اس کام کے بعد اگر تو چاہتا ہے کہ میں وہ کام کروں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کامیر سے ساتھ و مدد و کر۔
- ۱۲۔ اس نے شیخ کی کہی ہوئی بات مان لی۔ جب وہ عالمِ خواب میں پہنچا تو اس نے ان کے چہرے پر طہانچہ مارا۔
- ۱۳۔ صبح جب وہ خواب سے بیدار ہوا۔ تو فوراً اس شیخ کی خدمت میں پہنچا۔
- ۱۴۔ جب شیخ نے اس کے چہرے کو سیاہ دیکھا تو شیخ نے اسے آئینہ دیا تاکہ وہ اس میں اپنا پیغمبر ودیکھے۔
- ۱۵۔ اس نے جب اس آئینہ میں دیکھا تو اس نے اس سیاہی کو اپنے چہرہ پر پالا۔
- ۱۶۔ اے زمانے کے شیخ میں حیران ہوں کہ میرے رخسار کا رنگ سیاہ کیوں ہو گیا ہے۔
- ۱۷۔ شیخ نے اس کو کہا کہ اے بھٹے انسان۔ مجھے تو آئینہ کی ماں نہ جان۔
- ۱۸۔ جو کچھ اچھا یا برآخواب میں نظر آئے۔ شاید وہ دیکھنے والے کے ہی چہرے کا عکس ہے۔
- ۱۹۔ اولیاء اللہ کردار ریاستے پاک ہیں۔ اللہ کا بندہ کیسے ریا کاری کر سکتا ہے۔
- ۲۰۔ ملائی کامل اپنی بدھائی کے لئے اکثر اوقات غاظ طراست اختیار کرتے ہیں۔
- ۲۱۔ ناقص اپنی شہرت چاہتے ہیں تاکہ اس دھمکا بازی سے کچھ مال و زر تو ان کو مل

جائے۔

۲۲۔ کامل اگر اپنے آپ کو عیب میں بھتا کرے۔ تو اس کی اس غلطی کو مصلحت شمار کرنا چاہئے۔

۲۳۔ اگر کسی صاحب دل کی کوئی حرکت ناجائز ہو مگر اللہ اس کو پسند کرے تو یہ بخوبی سراپا جائز ہے۔

۲۴۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی جو عاشقتوں کے رازدار ہیں۔ انہوں نے گستان میں میرے حال کے مطابق ارشاد فرمایا ہے۔

۲۵۔ اگرچہ تمام عیب اس بندہ کے اندر موجود ہیں۔ ہر عیب کہ جو با دشاد پسند کرے وہ عیب نہیں بلکہ خوبی ہے۔

۲۶۔ اے خدا بخش نیک لوگوں کے اندر جو عیب ہوتا ہے۔ وہ اگر کوئی دیکھے تو در حقیقت وہ اس کا اپنا ہی عیب ہے۔

ساتویں حکایت

۱۔ ایک خوش نویس نے پسندیدہ ہدیت کے ساتھ اپنے بادشاہ کو ایک مکتب لکھا۔

۲۔ ایک کمی، بے چین، جس کا پر نہ نہ ہوا تھا۔ اپاچک اس کے خطا پر گزری۔

۳۔ اس نے سمجھا کہ کمی پیاسی ہے لہذا اس نے کچھ لمحہ اپنے ہاتھ کو روک کر لکھا۔

۴۔ پیاسی کمی جب اس ترسیاتی سے سیر ہو گئی تو غیر سے الہام کرنے والے نے یہ آواز دی۔

۵۔ اے لکھنے والے تو نے اپنا کام تو کر دیا۔ تو اچھی نسل کا انسان ہے اور بہت

- ہی اچھا آدمی ہے۔
- ۶۔ اللہ نے تجھے شبہناہی عطا فرمادی۔ چاند سے لیکر پھلی بک جتنے تصرف عطا فرمادیا۔ لہذا اب اپنے نام کا سکہ چاند۔
- ۷۔ اس نے شکریہ ادا کیا اور قارئ ہو گیا۔ اور اپنے وقت کے انتشار میں بیند گیا۔
- ۸۔ دو سال کے بعد اسے باوشایی مل گئی۔ اپنے نام کا ذکر بے جاری کیا۔
- ۹۔ اپنے سرکوفر قدر ان کے ساتھ گھسا۔ اس کا نام خالد تھا۔
- ۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اس اس کے موافق ہو گئیں۔ واد واد وہ کیا ہی نکتہ و ان پاوشاد تھا۔
- ۱۱۔ اس کی خوشنودی اس کی اطاعت میں ہے۔ تخلوق کا آرام اس کا آرام ہے۔
- ۱۲۔ اللہ کی خوشنودی اس سے ہڑ کر نہیں ہے کہ تو کسی رثی دل پر مرہم رکھے۔
- ۱۳۔ اگر کسی دل کو دکھ پہنچ تو اللہ کو بھی اس کا دکھ ہوتا ہے۔
- ۱۴۔ کسی کے پاؤں کا کام نہ کیا لانا، متر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
- ۱۵۔ جب تک تجھ سے ہو سکے کسی دل کو نہ ستابا کہ تجھ پر اللہ باری تعالیٰ کی رحمت ہو۔
- ۱۶۔ اے بھائی سبی راست اختیار کر۔ اپنا آرام نہ تلاش کر بلکہ تخلوق کی راحت چاہو۔
- ۱۷۔ تو نے ساکر اللہ پاگ نے، حضرت سلیمان کو جب گردہ آ رہے تھے، کیا کہا؟

- ۱۸۔ کمزور ہی جنوبیوں پر نگاہ رکھتا کہ تو چینیوں کا بھی دل نہ دکھائے۔
- ۱۹۔ حافظ شیراز نے مجھے دادوی۔ اس لئے کہ وہ ہر راز کے داٹ فتھے۔
- ۲۰۔ شیخ بے پناہ فتوں کے حامل ہیں لیکن ان کی ایک ہی بات کافی ہے کہ کسی کے دل کو آرام پہنچا، بھی ہمارا نہ ہب ہے۔ اور جو ہی بخشش کے لئے بھی کافی ہے۔

چوبیسوال تحفہ: اس رسالہ کے خاتمہ کے بارے میں اور

اس مقالہ کے مطابق کچھ اشعار

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کہ یہ شاندار رسالہ کے جودوں کو خوش کرنے والا ہے۔ نبی پاک ﷺ کی اور آپ ﷺ کی آنکی تعریف میں کہ جنبوں نے دین میں اعلیٰ شان حاصل کی ہے۔
- ۲۔ اللہ کے نور اور نبی پاک ﷺ کے دل کے مرد، محظوظ بارگاہ، شہنشاہ حلوقی مولانا ہیں۔
- ۳۔ آپ کا وجود دنیا میں موجود تمام وجودوں سے افضل ہے۔ آپ کی مثل کس نے دیکھا۔ اس عالم شہیدوں میں۔
- ۴۔ آپ کو جو قرب خداوندی حاصل ہے وہ فرشتوں کے لئے بھی جماعتی کا باعث ہے۔ آپ کی نگاہ آسمان پر ستارے دیکھنے والی ہے۔
- ۵۔ اس جہان کے انتظام و انحراف کرنے کے لئے بڑے جوش والے ہیں۔ بھی آپ کا مرکزِ نیشیب میں ہے اور بھی بلندی پر۔
- ۶۔ کبھی مغرب کی طرف جاتے ہیں اور بھی مغرب کی طرف۔ اور آپ سے

- شرم کی باعث برق باول میں پوشیدہ ہے۔
- ۷۔ سورج کی طرح ہر لخاڑ سے تیز رفتار ہیں۔ سیاہ چادر کے اندر جورات کی طرح تاریک ہے اس میں پوشیدہ ہیں۔
- ۸۔ جس قدر آپ کی صفت کو بیان کرنے میں، میں نے قلم کو بلند کیا۔ آخر کار اس کی عاجزی کے طور پر سر شم کر دیا۔
- ۹۔ کہاں شائی اور کہاں شبشاہ دین کی تعریف۔ بہتر بھی ہے کہ میں اپنے ہاتھوں کو دعا کئے اٹھاؤں۔
- ۱۰۔ یا اللہ مختار کائنات احمد مرسل ﷺ کے صدقے۔ یا اللہ جناب علی حیدر کرار والی مشش جہاث کے صدقے۔
- ۱۱۔ یا اللہ جملہ رسول پاکباز کے طفیل۔ یا اللہ اپنے عزت والے کام کے صدقے۔
- ۱۲۔ یا اللہ شاہ شہید اس کربلا کے صدقے۔ یا اللہ میدان جنگ کے تشنہ بیوں کے صدقے۔
- ۱۳۔ یا اللہ شاہ امام رسول مقبول کی آن کے صدقے۔ یا اللہ نیک نام اصحابؓ کی عظمت کے صدقے۔
- ۱۴۔ نبی کی مندی کی زینت کو ہمیشہ قائم و دائم رکھ۔ جو وارث علی شاہ، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

غزل

- ۱۔ اس کے ہننوں نے بزرگی کا خط پہنچ گویا کہ سیاہی کے اندر آب حیات ہو۔
- ۲۔ میراً گریان اور دامن حاضر ہے۔ اے جنوں تو اس کے علاوہ اور کیا چاہتا ہے؟
- ۳۔ اے میرے ساتھیو! میں کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں، وقت ہر کے نال و فریاد سے پچھو۔
- ۴۔ اس کے وصل کی محل سے میں کب تک جدا پڑا رہوں گا۔ جس طرح پانی کے بغیر پھٹلی ترپتی ہے اس طرح میں اس کے بغیر کب تک ترپاہ رہوں گا۔
- ۵۔ وارث کے عشق کی گدائی کر، ان سے مانگ، کہ ان کی درودیشی ہی پادشاہی ہے۔

منتخب غزلیات مصنفہ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

غزل اول (فارسی)

کرد خدا شای او صل علی محمد
 جان جہان فدائے او صل علی محمد
 قدر بلند شاہ دین بہت رویف یا قدر
 بہت قضا رضاۓ او صل علی محمد
 رفت بطور چون کلیم یوں بجست و جوی او
 دید مگر نیائے او صل علی محمد
 تا فلک چاری بہر چا مسیح رفت
 داشت بسر ہواۓ او صل علی محمد
 وارث عاشق رسول بہر بتاہ ہون
 باو ز درہائے او صل علی محمد

ترجمہ غزل اول - فارسی (معنی)

- ۱۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حمد و شاکرتا ہے۔ آپ پراندگی رحمتیں نازل ہوں۔ سارا جہان آپ پر فدائے ہے۔ آپ پراندگی رحمتیں نازل ہوں۔
- ۲۔ اے قدر والے اتو نے دین کے بادشاہ کی قدر اور عزت بہت بلندگی ہے۔

- الله تعالیٰ آپ کی رضا چاہتا ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔
- ۳۔ جب موئی کلمہ اللہ علیہ السلام طور پر گئے، اللہ کی جنتجوں میں تو انہوں نے دہاں روشنی آپ ہی کی پائی۔ اللہ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔
- ۴۔ چوتھے آمان تک کس لئے حضرت سعید علیہ السلام گئے؟ مگر آپ کے دیدار کی خواہش رکھتے ہوئے۔ آپ پر اللہ کی بے حساب رحمتیں ہوں۔
- ۵۔ وارث جو رسول اللہ ﷺ کے عاشق ہیں۔ جناب زہرہ بتوں سلام اللہ علیہ باکے واسطے۔ وہ بہیش آپ کے بڑھاتیں۔ آپ پر اللہ کی بے حساب رحمتیں ہوں۔

غزل دوم (فارسی)

خوش از پانچ ارم گلزار کعبہ که باشد منزل ولد اور کعبہ
بہوائے سایی طوبیہ نہادم مرا بس سایی دیوار کعبہ
سلامی خود ستود وار السلام شوم گر ساعتے زوار کعبہ
چبا چھیندہ ہا کردنہ مخفی ندانہ پنجکس اسراء کعبہ
اگر پاری وید بخت بلندم پچشم خویش خونم خار کعبہ
نماںم گوہر جان را نثارش چو یام بار در دربار کعبہ
کر حق شد مرکز پر کار کعبہ
بود گروان بنکاره بار کعبہ
دو چشم اکابر شاد وارت منور بار از انوار کعبہ

ترجمہ غزل دوم۔ فارسی (حمد)

- ۱۔ کعبہ شریف کا گزار باش ارم سے بہت اچھا ہے۔ چونکہ کعبہ دار کی منزل ہے۔
- ۲۔ طوبی کے سایہ کی خواہش میں نہیں رکھتا ہوں۔ میرے لئے کعبہ شریف کی دیوار کا سایہ ہی کافی ہے۔
- ۳۔ سلام خود میرے دارالسلام کی تعریف کرتا ہے۔ اگر میں ایک لمحے کے لئے کعبہ شریف کی زیارت کرنے والا ہن جاؤں۔ تو میں اس دارالسلام کی اپنی سلام میں کے ساتھ تعریف کروں۔
- ۴۔ کتنے خزانے اللہ والوں نے اس میں پوشیدہ کر دیئے ہیں۔ کعبہ کے اسرار کو کوئی شخص نہیں جانتا۔
- ۵۔ اگر قسمت کی بلندی میری یاد ری کرے تو میں کعبہ کے کانے اپنی نگاہوں سے چڑوں۔
- ۶۔ میں اپنی جان کے گوہر کو اس پر قربان کر دوں۔ اگر کعبہ کے دربار میں کوئی بو جم محوس کروں۔
- ۷۔ کعبہ کے پرکار کا مرکز اگرچہ ہو جائے تو اس سے عزت لا گھر خو گھوٹنگ جائے۔
- ۸۔ چاند اور سورج ہی صرف اس کی خدمت میں نہیں ہیں بلکہ آسمان بھی کعبہ شریف کے کاموں میں لگا ہوا ہے۔
- ۹۔ شہ وارث کی آنسو بر سانے والی دلوں آنکھیں۔ کعبہ کے انوار سے بیش بیش روشن رہیں۔

غزل سوم دراردو

نہبور قور رحمت ہے تمام اطراف کعبہ میں
 قلم کیا خاک اٹھائے گا کوئی اوصاف کعبہ میں
 اگر رضوان کو یکدم بھی خدا کر دے تماشائی
 ارم کو بھول جائے بھول جائے پھر نمازی لاف کعبہ میں
 خبار آستان ہر روز چھڑے مہر مژگان سے
 بچھائے ماہ ہر شب چادر شناف کعبہ میں
 نہیں ہوتا ہے ناف جز مقام ناف میں پیدا
 غزال ارض کی حق نے ہائی ناف کعبہ میں
 مرے لاشے کو بھی پیوند خاک کعبہ کر دینا
 ملایا تو نے یا رب جس طرح سے کاف کعبہ میں
 گناہان صمیرہ صاف و حل جاتے ہیں زائر کے
 کبرہ کیلئے بھی ہے کچھ انتہاف کعبہ میں
 نصیب زائران پیک کرامات و ہزرگی ہے
 ہمیشہ سے شرف پاتے رہے اسلام کعبہ میں
 زبے عزت زبے تو قیر خدامان آنجا کے
 چ از اشراف ہیں رجے ہیں جو اجالاف کعبہ میں
 صل اس وصف گوئی کا نہیں ملنے کا کچھ جھو کو

مگر جب پہنچے گا اے بندہ و صاف کعبہ میں
صفت تو کیا ہیاں کرتا ہے منصور ان الحق کی
ہزاروں اس طرح کے ہیں پڑے خدا کعبہ میں
اگر چشم حقیقت ہیں کوئی رکتا ہے اے وارث
خدا و مصلحتی کو دیکھ لیوے صاف کعبہ میں

ترجمہ غزل سوم۔ اردو

- ۱۔ رحمت کے نور کا کعبہ کے تمام اطراف میں ظہور ہے۔ کعبہ شریف کے کمل او صاف یا ان کرنے کے لئے کوئی قلم کیار قم کرے گا۔
- ۲۔ اگر رضوان وارث جنت ایک لمحے کے لئے بھی کعبہ کو دیکھ لے تو وہ ارم کو بھول جائے اور کعبہ شریف میں کوئی بڑی بات نہ کرے۔
- ۳۔ وہ ہر روز اپنی پلکوں سے اس آستان پاک کا غبار تجاڑے۔ اور ہر رات کو چاند کعبہ کے اندر اپنی شفاف چادر بچائے۔
- ۴۔ ہر نگزی کی ناف کے سوا اور کسی جگہ کستوری پیدائشی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ہر نگزی کی ناف کعبہ کو بنایا۔
- ۵۔ یا اللہ! میری لاش کو بھی خاک کعبہ شریف میں دفن کر دیتا ہے، جس طرح تو نے کعبہ شریف کے ساتھ کاف کو ملا دیا ہے۔
- ۶۔ گناہ صغير و زيارت کرنے والوں کے معاف ہو جاتے ہیں اور کعبہ میں بڑے گناہوں میں بھی کچھ کمی ہو جاتی ہے۔

- ۷۔ بے شک زیارت کرنے والوں کا نصیبہ عزت و ہزارگی ہے۔ ہمیشہ سے ہی کعبہ میں ہزارگان ساف شرف پاتے رہے۔
- ۸۔ وہاں کے خادموں کے لئے کیا ہی عزت ہے۔ کعبہ میں جو گناہ کار رہتے ہیں وہ دیگر اشراف سے زیادہ بہتر ہیں۔
- ۹۔ اس تعریف گوئی کا بدلتے چھے کیا ہے گا۔ مگر جب تو کعبہ میں پہنچتا تو قب
چھے اس صرف گوئی کا سچھ بدلتے گا۔
- ۱۰۔ تو منصور انا الحق کی کیا تعریف ہیان کرتا ہے۔ ایسے سختکروں روئی دینے والے کعبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔
- ۱۱۔ اے دارث اگر کوئی حقیقت دیکھنے والی نکاہ رکھتا ہے۔ تو وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو صاف طور پر کعبہ میں دیکھ سکتا ہے۔

غزل چہارم (فارسی)

رسان یا رب بسرگار مدینہ	فدا گرم بدر بار مدینہ
مدینہ رشک فردوس برین سست	کشم بر سر چون گمل خار مدینہ
شوشاروزے کے چون بلبل نایم	نوائی چن ہ گمراہ مدینہ
تمی گویم رسان یا رب بمحبت	غم ہست طلبکار مدینہ
سمیا آید از بہر عبادت	کے گر بست بیار مدینہ
شوم چون بروہ خود را فروشم	وسم گر سوئے بازار مدینہ
رسد چیم ملک زیر لوائش	بر افزار چو سالار مدینہ

مجھے بولے گفتاں سے شہیں کچھ کام اے وارث
شہیم کاکل خدار سوچھوں گا مدینہ میں

ترجمہ غزل چشم۔ اردو

- ۱۔ اُٹھی وہ کون ساداں ہو گا کہ میں مدینہ شریف میں آئی جاؤں گا، میں شاہ کو نہیں ٹھیک کے دراقدس کو بوس دوں گا۔
- ۲۔ اگر دونوں جہانوں کے شہنشاہ کے دربار میں اللہ تعالیٰ پہنچا دے تو میں مدینہ میں اپنی جان کا نذر انچھیں کروں گا۔
- ۳۔ اے میرے دل اگر مجھ پر اللہ کا کرم ہو تو جو پکو موی اعلیٰ السلام کو کوہ طور پر ماں میں وہی جلوہ مدینہ شریف میں پاؤں گا۔
- ۴۔ میں نیازِ مددی، ہالہ و فریاد اور آد و فناں کا مخدستہ رئیس ہنا کہ مدینہ شریف میں حاضر ہوں گا۔
- ۵۔ موت کو میں ہرگز اپنی جان نہ دوں گا۔ مگر جب میں مدینہ شریف میں آئی جاؤں گا تو پھر اجازت دوں گا۔ تا کہ مجھے مدینہ کی خاک نصیب ہو جائے۔
- ۶۔ یا اللہ اگر تو میری خواہش کو پورا کرے تو میری بھی نیت ہے کہ میں مدینہ شریف میں جا کر واثقی چل کروں گا۔
- ۷۔ میرا یہ سرپے کا رہے لیکن یہ کام اسی دن آئے گا جب میں اس سرکے بل چل کر مدینہ شریف میں پہنچوں گا۔
- ۸۔ دوستو! اُس وقت میرے سامانِ عشرت کے پارے میں نہ پوچھو۔ جب

میں کھڑے ہو کر مدینہ شریف میں بیک گھوں گا۔
۹۔ اے وارث مجھے گھاتاں کی خوشبو سے پکوہ کام نہیں۔ میں تو اس محبوب کے
کاکل شمار کی خوشبو مدینہ شریف میں سو گنجوں گا۔

غزل ششم (فارسی)

خوشا دمیکہ گذارم قدم براد نجف
شوم ثار مزار شریف شاد نجف
دمیکہ نار قیامت گیرد عالم را
ملائکان بھس آئند در پناہ نجف
چنان مهر فروزان بود بروئے زمین
منور بست دو عالم ز نور ماو نجف
اگرچہ کون و مکان ست زر حکم علی
قرار داو شبشاو تخت گاؤ نجف
از ان زمان کہ شبشاو دین قیام گرفت
گزشہ است ز عرش برین کلاو نجف
نیاد در غلطی عشق کل ز بیتابی
بوئے عرش در آمد باشتباو نجف
ہزار جلد نمود و نیافت سر بزری
ن برد تا بجان باغبان گیا و نجف

بجز خدا و تجہیز کے نمایاں
گے تا کجاش رسیدت پارگاہ نجف
حدیث از محل و مکشون چہ مسکنی وارث
ہزار خلد نیزد پے بارگاہ نجف

ترجمہ غزل ششم۔ فارسی

- ۱۔ وہ کیا ہی اپھا وقت ہو گا کہ جب میں نجف شریف کے راستے میں قدم رکھوں گا۔ نجف شریف کے شاہ کے مزار انور کے میں قربان ہو جاؤں۔
- ۲۔ جس وقت قیامت کی آگ سب جہاں کو پکڑے گی۔ اور نجف شریف کی پناہ میں تمام فرشتے آجائیں گے۔
- ۳۔ سورج کا چراغ زمین کو روشن کرنے والا ہو جائے۔ جبکہ نجف کے پاند کے نور سے دونوں جہاں روشن ہیں۔
- ۴۔ کون وہ مکان علیٰ کے حکم کے زیر اثر ہیں۔ نجف کی تخت گاہ شبستانہ کا فیصلہ ہے۔
- ۵۔ اس وقت سے لے کر کہ جب شبستانہ دین نے وہاں قیام کیا۔ نجف کی کاہ عرش سے بھی بلند ہو گئی ہے۔
- ۶۔ محل کل غلطی سے بے قراری کی وجہ سے گر پڑے گی۔ نجف کے شہر میں جب وہ عرش کی طرف آئے گا۔
- ۷۔ ہزار کوشش کی لیکن سر برزی حاصل نہ ہوئی۔ جب تک جنت کا با غہان نجف شریف کا گھاس جنت میں نہ لے گیا۔

- ۸۔ اللہ تعالیٰ اور نبی پاک کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ نجف اشرف کا مرید کہاں تک پہنچا ہوا ہے۔
- ۹۔ اسے وارثِ ابا غفاری اور پھول کے متعلق تو کیا ہاتھیں کرتا ہے، کہ جو اہل ہائی نجف شریف کی بارگاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

غزل چفت (اردو)

نجف اشرف زمین پر گرد ہوتا
 زمین پر معدن گوہر نہ ہوتا
 نجف گر مسکن سور نہ ہوتا
 زیارت گاہ شیر نہ ہوتا
 بجا ہے گر شہ صدر نہ ہوتا
 عروں دین کو زیور نہ ہوتا
 سلیمان کو کہاں ملتی وہ خاتم
 نجف اشرف میں گر حیدر نہ ہوتا
 سکندر کو نہ ملتی راہ حیوان
 اگر شاہ نجف رہبر نہ ہوتا
 نجف میں گرد کرتا خاکروپی
 تو دامن صہر کا پر زر نہ ہوتا
 اگر شاہ نجف رجھے عدم میں

کسی کو حکم حق پادر نہ ہوتا
 تجھر لمحک لمحی نہ کہتے
 اگر شاو نجف ہمسر نہ ہوتا
 اگر رجعت نہ کرتا تا قیامت
 نمایاں پھر ش خاور نہ ہوتا
 اگر سر پر نہ ہوتا سائیہ شاہ
 کبھی وارث بردھ سر نہ ہوتا

ترجمہ غزل ہفتہم۔ اردو

- ۱۔ اگر نجف اشرف زمین پر نہ ہوتا تو یہ موتیوں کی کان زمین پر نہ ہوتی۔
- ۲۔ اگر نجف اشرف مولائی سروز کا مسکن نہ ہوتا مذیارت گاہ تجھر نہ ہوتی۔
- ۳۔ یہ بات درست ہے کہ اگر شصفد زندہ ہوتے تو دین کی دین کو زیر حاصل نہ ہوتا۔
- ۴۔ حضرت سلیمان کو وہ انواعی کہاں ملتی اگر نجف اشرف میں حیدر کراز نہ ہوتے۔
- ۵۔ سکندر کو آب حیات کا راستہ نہ ملتا۔ اگر شاہ نجف اس کی رہنمائی نہ فرماتے۔
- ۶۔ اگر سورج نجف اشرف میں خاکروپی نہ کرتا تو اس کا دامن سونے سے نہ چکتا۔
- ۷۔ اگر شاہ نجف عدم میں رہتے تو کسی کو اللہ کے حکم کا یقین نہ ہوتا۔
- ۸۔ نبی پاک لمحک لمحی ارشاد نہ فرماتے اگر شاہ نجف ہمسر نہ ہوتے۔
- ۹۔ مشرق کا باد شاہ سورج اگر واپس نہ آتا تو پھر کبھی شاہ خاور نہ ہوتا۔

۱۰۔ اگر سر پر شاہ کا سایہ ہوتا تو وارث بھی نکلے مرد ہوتے۔

غزل ہشتم (فارسی)

دل من بیتائے کربلا شد
روا شد خوشنما شد بس بجا شد
زمین کربلا خوشنز ر عرش است
کہ راحت گو آن گلگون قبا شد
بپاشد بیش ازین رتبہ کے را
سوار دوش شاہ انبیاء شد
لیکویم کہ آن ش تند لب رفت
چو در بحر شہادت آشنا شد
شید تی سر تبان لکھنے
مگر پابند حلمیم و رضا شد
خوش مقوم دشت ماری را
زینش سر ببر خاک فنا شد
ز عال معركہ و گجر چ گویم
تو پداری ک حشر آنجا پا شد
بچرام ک گردون چون تاناد
اسکر خالمان آل جا شد

پو کرم جیات تھر آن حال
گنو گیر قلم آو ، بکا شد
چ گوید وصف آن شہر وارت
ظہور قدرت شیر خدا شد

ترجمہ غزل ہشتم۔فارسی

- ۱۔ میرا دل ہتا کر بنا ہوا۔ جائز ہوا۔ بہت اچھا ہوا۔ بہت ہی درست ہوا۔
- ۲۔ کر بنا کی سرز میں عرش سے بھی بڑھ کر ہے، کہ وہ سید الشہداء تکلوں تباکی آرام کا دے ہے۔
- ۳۔ جوان بیان کے سردار ہیں ان کے کندھے کا سوار ہوتا، کسی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی رتبہ نہیں ہے۔
- ۴۔ میں نہیں کہتا کہ وہ باشاد پیاسا صاحا گیا، جب وہ شہادت کے سمندر کا واقف ہو گیا۔
- ۵۔ پکنے والی تکوار کے آپ شہید نہ ہوتے، لیکن آپ حلم درضا کے پابند ہو گئے۔ اس نے شہید ہو گئے۔
- ۶۔ ہاری کے دشت کے کیا کہنے کی اس کی زمین ساری کی ساری ناک فناہن گئی۔
- ۷۔ بجک کے حالات کے بارے میں، میں زیادہ کیا کہوں، گویا کہ وہاں حشر پا ہو گیا۔
- ۸۔ میں تھراں ہوں کہ آسمان کیوں نگر پڑا۔ کہ آں عالمیوں کی اسیں ہو گئی۔

- ۹۔ جب میں نے اس حال کی وضاحت کرنے کی دلیری کی تو میرے قلم کی آہ،
بلا کے ساتھ گاپکڑا گیا۔
- ۱۰۔ اے وارث! اس شیخ (سیدنا امام حسین) کے اوصاف کیا بیان کروں۔ کہ
جو شیر خدا کی طاقت کا تلہور ہے۔

غزل نہم دراردو

ام ہے خلد ہے یا کربلا ہے
تلہور قدرت رب العالا ہے
متحم اُس جا کوئی گھلوں قبا ہے
کہ جس پر دل مرا یارب فدا ہے
جا لاتی ہے بو بحر بحر کے دامان
اہنی کون محل اُس جا کھا ہے
ہوا پر نور جس سے شرق ہا غرب
وہ کیسا آتاب پر نیا ہے
ملائک ہیں جہاں دربان و خادم
خدا جانے دہاں اسرار کیا ہے
نیاز اُس کو بھلا کب ہو کسی سے
خریدار اُس کے نازول کا خدا ہے
کیا ملعون نے ش پر پڑھائی

فلک کو آن تک رنج و عنا ہے
جگر خونی ہوئے روز شہادت
گواہ اس روز کی برگ حتا ہے
ہوئی جس دم شہادت ماری میں
تجھی سے نامزد کرب و بala ہے
خبرتا ہی نہیں وارث کسی جا
کسی کی جتنیوں میں پھر ربا ہے

ترجمہ غزل نہم۔ اردو

- ۱۔ ارم ہے، خلد ہے یا کربلا ہے یہ سب تجھیں بزرگ و برتر رب کریم کی
حاتات کے نہور کی تجھیں ہیں۔
- ۲۔ اس جگہ کوئی تکللوں قباق تمیم ہے۔ کجس پر یادب میرا دل قربان ہے۔
- ۳۔ صحیح کی ہوا اپنا دامن خوبیوں سے بھر بھر کر لارہی ہے۔ یا انہی اس جگہ آخر کوں
سما پھول کھلا ہوا ہے۔
- ۴۔ جس کی وجہ سے شرق سے مغرب تک ہوا پور ہو گئی ہے۔ وہ کیسا روشنی
سے بھرا ہوا آفتاب ہے۔
- ۵۔ جس جگہ فرشتے دربان اور خادم ہیں۔ خدا جانے کہ ہاں کیا راز ہے۔
- ۶۔ اس کو بھلا کب کسی کی منتظری ہے۔ جس کے نازدواں کا خرید ارثو الدین تعالیٰ ہے۔
- ۷۔ اس ملہون نے شاد پر حملہ کیا جس کی وجہ سے سورج کو آن تک دکا اور تکلیف ہے۔

- ۸۔ شہادت کے دن جگر زخمی ہو گئے۔ اس درود کا گواہ مہندی کا پڑھے ہے۔
- ۹۔ جس گھری ماری میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ تب سے وہ مقام کرب و بانگلہ جگہ ہے۔
- ۱۰۔ وارث کسی جگہ نہ ہتا ہی نہیں ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کی تلاش میں پھر رہا ہے۔

غزل دہم (فارسی)

بشهد گر سرم سودے چہ بودے
 درش مہبود من بودے چہ بودے
 حباب آسا تم در سیل انتم
 رو آن روپه ہیودے چہ بودے
 غبارم را اگر باز سحر گاه
 بکوئے شاہ بر بودے چہ بودے
 مرا اے کاش سلطان دو عالم
 سگ درگاہ فرمودے چہ بودے
 نفل سند شوش آن شاہ
 سرایا تم چو فرمودے چہ بودے
 اگر تیر مشہ را آن کماندار
 بکیس چشم انہو دے چہ بودے

نداندا بھینائے دل من
مئے مشتش گر آمودے چے بودے
اگر مانند شانہ پنجے من
گرد زان زلف بکشودے چے بودے
سر راحت اگر میکات کمر
غمش در سید افزودے چے بودے
شب و روزست چون دلاب در چوغ
دے وارث گر آسودے چے بودے

ترجمہ غزل دہم۔ فارسی

- ۱۔ مشبد شریف میں اگر میر اسر گھتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر اس در کا دروازہ میرا
مکوہ ہوتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔
- ۲۔ حباب کی طرح میرا جسم میرے آنسوؤں کے سباب میں مشبد کے روپ
شریف کا راست میں گرتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔
- ۳۔ اگر سن کے وقت کی ہوا میرے غبار کو شاہ کی گلی میں لے جاتی تو کیا ہی اچھا
ہوتا۔
- ۴۔ کاش دونوں جہانوں کا با دشاد، مجھ کو اپنی بارگاہ کا کتنا کبہ دیئے تو کیا ہی اچھا
ہوتا۔
- ۵۔ اس شاہ کے شوش گھوڑے کی نعل کا تکوہ اگر میرے جسم کو تھساویہ تو کیا ہی

اچھا ہوتا۔

- ۶۔ اگر وہ تحریر ادا پنچ کے تحریری آنکھ کے تھیں میں رکھتے تو کیا یہی اچھا ہوتا۔
- ۷۔ یا اللہ! میرے دل کی صراحی میں اس کے عشق کی شراب اگر آ جاتی تو کیا یہی اچھا ہوتا۔
- ۸۔ اگر میرا نجی سکھی کی طرح اس کی زاف کی گرد کو خود تو کیا یہی اچھا ہوتا۔
- ۹۔ اگر راحت تکمیل طور پر فتح ہو جاتی اور اس کا فتح میرے سینے میں ہو جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔
- ۱۰۔ رات دن جیسے کتوں کی چکری گھومتی رہتی ہے۔ اسی طرح راحت کا دم اگر آسودہ ہو جاتا تو کیا یہی اچھا ہوتا۔

حاتمة الطبع

تمام تعریفیں اللہ عز وجل کے لئے ہیں اور اس کا احسان ہے کہ کتاب
جادیت آب تہذیب الاصفیاء درہ دین جناب مرشد حیثیت آگاہ حضرت حاجی سیدہوارث
علی شاہ و مکار از تصانیف شیخ خدا بخش متفاصل پرشاہی و چند غزلیات از افواہات حضرت
مدد حسب فرمائش جناب مولوی محمد علی صاحب وکیل عدالت دیوانی پٹشہ آنری
حضرت مطین قیصری واقع علمیم آباد پٹشہ سے باہتمام مکتبین خوبی مظلیل الدین علی عد
اوآخر ماہ دسمبر ۱۸۸۸ء بہرطابیت ۲۳۰۲ھ کو شائع ہوئی۔ اس کی کتابت
عابد حسین عابد نے کی۔

سلسلہ وارثیہ کے بنیادی مأخذ

- ۱۔ حکمة الاصنیا (قاری):
 - ۲۔ سین ایجنس:
 - ۳۔ وسیله بخشش:
 - ۴۔ صفات الاحباب کیات مکتوبات:
 - ۵۔ شہاب ہات قب موسوم پر (کفر):
 - ۶۔ رسائل شخفات الانس:
 - ۷۔ حیات و ارث:
 - ۸۔ مکتوبہ حقایق امروز معارف وارثیہ:
 - ۹۔ حیات و ارث:
 - ۱۰۔ مہماں اہمیتی فی ارشاد الوارثیہ:
 - ۱۱۔ انیسویں صدی کا صوفی (انگلش):
 - ۱۲۔ رسائل تعارف:
 - ۱۳۔ جلوہ و ارث:
 - ۱۴۔ الوارث (انگلش):
 - ۱۵۔ آناتاب والایت:
 - ۱۶۔ نکس جمال:
 - ۱۷۔ عرفان حق:
- مشی قد انش شائق دریا آبادی
سید عبد اللہ شاہ وارثی
مرزا قاسم جان مرزا پوری
حاجی او گھٹ شاہ وارثی
حاجی او گھٹ شاہ وارثی
حاجی او گھٹ شاہ وارثی
مرزا منجم بیک فتح پوری
فضل سین وارثی صدیقی اناوی
محمد ابراء نیم بیک شید وارثی کھنڈوی
محمد ابراء نیم بیک شید وارثی کھنڈوی
انخار سین وارثی کا کور وی
حضرت ہبیم شاہ وارثی اناوی
حکیم محمد صدر علی وارثی
حاجی غفور شاہ وارثی حسائی
پروفسر فیاض کا واس وارثی
راشد عزیز وارثی
راشد عزیز وارثی

خصوصی گزارش

تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تصوف، اسلام اور سلسلہ وارثیہ کے متعلق ایک جامع انسائیکلو پیڈیا "معارف وارثیہ" مرتب کرنے کیلئے آئندہ، اور ۲۰۱۴ء کو ہم اللہ تعالیٰ جاری ہے۔ یہ ایک انجمنی اہم اور مشکل کام ہے۔ یہ انسائیکلو پیڈیا کے اس کاروگ نہیں بلکہ ایک نئی مرکز ہے۔ لبنة اس کام کو منتقل نہ اٹھا، بلکہ اس کے بعد اسی طبقہ محبیل تک پہنچانے کیلئے تمام احباب کی خدمت میں بحمد و ارباب، ۱۴۳۵ھ، ۲۰۱۴ء کو مکمل تعاون کی گزارش کی جاتی ہے۔

اس انسائیکلو پیڈیا کے مرتب کرنے کیلئے سرکار سیدنا حافظ وارثیہ ملی، قدس سرہ العزیز، حضرت حافظ اکمل شاہ وارثی، الحاج فتحیر عزت شاہ وارثی، یکم اکتوبر، اور مشاہیر سلسلہ وارثیہ کے متعلق ہر حجم کی شائع شدہ کتابوں، غیر شائع شدہ قریروں (منظوظات / قصیٰ کتابیں)، وارثی فتحراہ اور وارثی مشاہیر کی تسانیف، ان کے خطابات، گفتگو، اخزویز، اغراض اور دیگر اجتماعات (اقریبات) کی آذیع، و یقین کیشیوں، ہی ذیع ذی وہی ذی، سلسلہ وارثیہ کے زیر انتظام کام کرنے والے ادارے، مساجد، مدارس اور انجمنوں کے متعلق جامع ریکارڈس، مختلف لوگوں کی سرکار وارث پاک اور دیگر فتحراہ سے وابستگی کے متعلق حالات و اتفاقات، مشاہدات اور تاثرات، مخطوط، تصاویر، اخبارات، رسائل، صحیحیتی مقالات اور مستند زبانی معلومات کی اشد ضرورت ہے۔

سلسلہ وارشید کی تاریخ، تعلیمات اور تبرکات کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ کرنے کا فریضہ تمام وارثی احباب پر عائد ہوتا ہے۔ لہذا براہ کرم ایسی تمام دستاویزات اصل یا نقل کسی بھی حالت میں راقم السطور کو مبیا فرمائے ممکن اور ممنون فرمائیں۔

اللہ کریم اس عظیم کام میں حصہ لینے والوں کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین ثم
آمین یا رب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ۔

خاک در جیب ﷺ

راشد عزیز وارثی المعروف نقیر حاجی مراد شاہ وارثی

مکتبہ وارشید سکھوئی، جہلم (پاکستان)

E-Mail: rawarsi707@gmail.com

Mobile: 0346-5849707---0333-5842707

